صلیبی جنگیں

انتھونی ویسٹ

ترجمہ : رئیس احمد جعفری

صلیبی جنگیں

انتھونی ویسٹ

ترجمہ : رئیس احمد جعفری

فکشن ہاؤس

18- مزنگ روڈ، لاہور

Marfat.com

This is an authorised translation of
THE CRUSADES
By
Anthony West

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب = صلیبی جنگیں
مصنف = انتھونی ویسٹ
ترجمہ = رئیس احمد جعفری
پبلشرز = فکشن ہاؤس
18- مزنگ روڈ، لاہور
فون: 7249218-7237430
پروڈکشن = ظہور احمد خاں / رانا عبدالرحمٰن
معاون = ایم سرور
کمپوزنگ = فکشن کمپوزنگ سنٹر، لاہور
پرنٹرز = اے۔ این۔ اے پرنٹرز، لاہور
سرورق = ریاظ
اشاعت = 2000ء
قیمت = -/100 روپے

Marfat.com

فہرست

حرف آغاز 5

پہلا باب

پس منظر 7

دوسرا باب

پطرس راہب 11

تیسرا باب

محاصرہ خریگرڈن 19

چوتھا باب

ایک صلیبی مجاہد بادشاہ بن گیا 29

پانچواں باب

بیت المقدس پر چڑھائی 35

چھٹا باب

دوسری صلیبی جنگ 42

ساتواں باب

صلاح الدین کا بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ 50

Marfat.com

آٹھواں باب

دو بادشاہ میدان جہاد میں 53

نواں باب

رچرڈ شیر دل 59

دسواں باب

یافا کا معرکہ 71

گیارہواں باب

زیارت بزرگ 78

بارہواں باب

سینٹ لوئی کی جنگ صلیبی 87

تیرہواں باب

حروب صلیبیہ کے بعد 94

تتمہ 99

Marfat.com

حرفِ آغاز

صلیبی جنگوں پر عربی' اردو اور انگریزی میں بہت کچھ لکھا گیا ہے' یہ تاریخ کا حد درجہ جذبات انگیز موضوع ہے' ہیرلڈلیم' لین پول' گبن اور دوسرے مورخوں نے' مستقل طور پر یا ضمنی طور پر اس موضوع کے کئی گوشوں پر نئے زاویہ سے نظر ڈالی ہے' بیت المقدس سرزمین عرب' خلافت فاطمیہ' وغیرہ پر جو کتابیں عربی یا اردو میں لکھی گئی ہیں ان سے بھی اس موضوع پر خاصی روشنی پڑتی ہے' بہاء الدین شداد نے جو سلطان صلاح الدین کا ندیم و دمساز اور میدان جنگ کا رفیق تھا اپنے مشاہدات مختصر لیکن جامع طور پر عربی زبان میں قلمبند کئے ہیں' چند سال ہوئے مصر سے' صلاح الدین پر احمد بیلی کی جو کتاب شائع ہوئی ہے اس میں بھی صلیبی جنگوں پر خالص علمی اور مورخانہ نہج پر نظر ڈالی گئی ہے' مولانا عبدالحلیم شرر مرحوم و مغفور نے "تاریخ حروب صلیبیہ کے نام سے ایک نہایت جامع اور مستند کتاب تحریر فرمائی تھی' لیکن وہ اب نایاب ہے کہیں نہیں ملتی' غرض اس موضوع پر اچھا خاصا سرمایہ تینوں زبانوں عربی' انگریزی اور اردو میں موجود ہے' لیکن حرف آخر نہیں ہے' تحقیق کی نئی راہیں کھلتی رہی ہیں' کھلتی رہیں گی۔

جس کتاب کا میں ترجمہ پیش کر رہا ہوں' یہ ایک امریکی مصنف انتھونی ویسٹ کی ہے' اپنے موضوع پر آخر یہ بھی نہیں ہے' لیکن کئی وجوہ سے یہ کتاب مجھے پسند آئی ہے' مختصر لیکن جامع ہے' انداز بیان میں وقار اور شائستگی ہے' تعصب اور دھاندلی سے دور رہنے کی مصنف نے کامیاب کوشش کی ہے' نہایت نادر اور قیمتی معلومات کا ذخیرہ قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے' صاف گوئی میں اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے' جذبات کو

Marfat.com

قریب نہیں آنے دیا ہے' یہ صاف گوئی یک طرفہ بھی نہیں ہے' بلکہ اس کی زد میں مصنف کے ہم قوم زیادہ آئے ہیں۔

لیکن ان صفات و حسنات کے باوجود کچھ پہلو ایسے بھی ہیں جو تشنہ توجہ ہیں' بعض ایسے واقعات بھی ہیں جن سے مصنف سرسری طور پر گزر گیا ہے' لیکن اپنی اہمیت کے اعتبار سے انہیں وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کی ضرورت تھی' بعض واقعات کے بیان میں سہو یا تسامح بھی ہو گیا ہے' اور کوئی وجہ نہیں کہ ان کی تصحیح نہ کی جائے۔

چنانچہ میں نے کتاب کے آخر میں "تتمہ" کا اضافہ کر دیا ہے' اس تتمے میں' اپنی طرف سے میں نے حاشیہ آرائی نہیں کی ہے' صرف مسلم الثبوت مورخین کی عبارت پیش کر دی ہے' اس طرح کتاب کی اہمیت اور افادیت میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔

رئیس احمد جعفری

لاہور

Marfat.com

پہلا باب

پس منظر

آج سے تقریباً ایک ہزار سال پہلے' 1095ء میں جب پہلی صلیبی جنگ برپا ہوئی تو اس وقت کی دنیا آج کی دنیا سے بالکل مختلف تھی' اس زمانے میں عیسائیت نے دنیا کے ایک بڑے مذہب کی حیثیت اختیار نہیں کی تھی' بلکہ مغربی اور جنوبی یورپ میں دشمنوں کے ہجوم و یلغار کا صید زبوں بنی ہوئی تھی۔

اپنی ابتدائی صدیوں میں دین مسیحی' قدیم سلطنت روما کی سرزمین پر' بحیرہ روم کے اردگرد' اور مغربی یورپ میں برق رفتاری کے ساتھ پھلا پھولا' اس کے بعد ترقی کی رفتار سست پڑ گئی' کیونکہ قدیم سلطنت روم کی شمالی سرحدوں پر بسنے والے لوگ اس نئے دین کو قبول کرتے ہوئے ہچکچاتے تھے' اور قبل اس کے کہ پورے طور پر یہ دین مسیحی کے پیرو بن چکے ہوتے' مشرق اور شمالی بعید کے بربر وحشیوں نے ان کو مغلوب و منکوب کر لیا' یہ وحشی لوگ جنوبی علاقے کو پامال کرتے قدیم سرزمین روم میں داخل ہوئے' انہوں نے امن و رفاہ عامہ کو نابود کر دیا' ہر چیز غارت کر دی' ان کے آنے سے بدنظمی اور طوائف الملوکی عام ہو گئی' نتیجہ یہ نکلا کہ مسیحیت نے پسپائی اختیار کی اور اسے جنوبی علاقے میں پناہ گزین ہو جانا پڑا۔

اور عین اس وقت جب دین مسیحی ضعف و تزلزل کے بدترین دور سے گزر رہا تھا' جنوب مشرق سے ایک نیا حریف ——— اسلام ——— نمودار ہوا۔

570ء میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی' چالیس سال کی عمر پر پہنچنے کے بعد انہوں نے دین جدید اسلام کی تبلیغ شروع کر دی' یہ نیا مذہب عرب قوم میں

Marfat.com

اس سرعت کے ساتھ پھیلا جیسے جنگل کی آگ بھڑکتی اور پھیلتی ہے' اسلام کے معنی ہیں اطاعت' مسلمان وہ ہوا جو خدا کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم کر دے' عرب قوم نے بہت جلد دل و جان سے اس دین کو قبول کر لیا' اور اپنے نبی امیؐ کا یہ قول گرہ میں باندھ لیا کہ جو شخص خدا کے راستے میں جہاد کرتا ہوا شہید ہو گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا' جہاں ہر نعمت حاصل اور ہر آرزو پوری ہو گی' عرب جیسی جنگجو قوم نے اس میں بشارت کو قبول کیا' اور اس دین نے عرب قوم کو یہ بشارت دے کر ایسا متحد کر دیا کہ وہ ایک ناقابل مقاومت و مزاحمت قوم بن گئی' عربوں کی فیروز مند فوجیں فاتحانہ یلغار کرتی بحیرہ روم کے مشرقی اور جنوبی رومن صوبوں میں داخل ہو گئیں' دو سو سال کی مدت میں' شام' مصر' شمالی افریقہ اور اسپین کی سرزمین پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ (1) اور اس طرح دنیائے عیسائیت کا ایک تہائی حصہ عربوں کے قبضہ و تسلط میں آ گیا۔

جیسے جیسے صدیاں گزرتی گئیں وحشیوں کے وہ گلے جو مشرق اور شمال سے تاخت و تاراج کرتے ہوئے سرزمین عیسائیت میں داخل ہوئے تھے' متمدن ہوتے اور مسیحیت اختیار کرتے گئے۔ کلیسا نے اپنی عظمت رفتہ پھر حاصل کر لی' چھنے ہوئے علاقے بھی واپس مل گئے' اور نئے نئے علاقوں میں بھی عیسائیت کے قدم پہنچنے لگے۔

پہلی صلیبی جنگ سے سو برس پہلے' ڈنمارک' ناروے اور سویڈن پر مسیحی پرچم لہرانے لگا' اور پچاس ساٹھ برس پہلے پولینڈ اور ہنگری نے بھی عیسائی مذہب اختیار کر لیا اور اب نوبت یہ پہنچی کہ مسیحیت جو اب تک دفاع کرتی آئی تھی' حملہ آور بن گئی' چنانچہ مسیحی بادشاہوں نے' ساحل بالٹک کے بت پرستوں کے خلاف جنگ شروع کر دی' جنوب میں فرانس' اور اسپین کی متحدہ یلغار و ہجوم کے باعث مسلمان اندلس سے جلا وطن ہونے پر مجبور ہونے لگے۔

اور ٹھیک اس وقت جب عیسائیت کے حالات روبراہ ہو رہے تھے' اسے ایک اور ضرب شدید برداشت کرنا پڑی' جن صدیوں میں وحشیوں نے یورپ میں تمدن اختیار کیا' مسلمان عرب بھی جامہ تمدن سے ملبوس ہو کر نمودار ہوئے' اب ان کی حیثیت

Marfat.com

قوم صحرا کی نہیں تھی' بلکہ وہ بھی مہذب اور متمدن شہری باشندے بن چکے تھے' اسی اثنا میں ایک اور جنگ جو قوم نے مبلغین اسلام کی سحر کاری سے اسلام قبول کر لیا' یہ وسطی ایشیا کے ترک تھے' جنہوں نے سرزمین عرب کو زیر نگیں کیا' اور خود کو حکمران قوم بنا لیا' مسلمان قوم کی استعداد پیکار نے اس قوم میں نئی نمود حاصل کی' اور بہت ہی مختصر عرصے میں یہ قوم مشرق کے مسیحوں کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ بن گئی۔

بلقان کے راستے یورپ میں مسلمانوں کا داخلہ اسی وقت سے' جب عرب فاتح نمودار ہوئے ہیں' جس شہر نے روک رکھا تھا' وہ بازنطینی قوت کا سب سے بڑا مظہر قسطنطنیہ تھا' یہاں کے عیسائی تاج دار' رومن روایات فرماں روائی پر سختی سے عامل تھے' بازنطینی حکومت یورپ میں سب سے زیادہ دولت مند' باثروت اور مستحکم حکومت تھی۔ اس حکومت کی دولت کا سرچشمہ اور جنگ آزما سپاہیوں کا مرکز وہ علاقہ تھا جو ایشائے کوچک میں اس کا ماتحت اور محکوم تھا' جو بحیرہ روم اور بحیرہ اسود کے مابین واقع تھا۔

ترکوں نے بازنطینی حکومت کے ان علاقوں پر تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کر دیا۔ دو معرکوں میں تو بازنطینی فوج ترکوں کو زبردست شکست دینے میں کامیاب رہی لیکن تیسرے معرکے میں خود اسے شکست عظیم سے دوچار ہونا پڑا' یہ معرکہ منزیکرٹ (Manzikert) کے نام سے مشہور ہے' اس جنگ عظیم میں بازنطینی حکومت کے تمام سرد و گرم چشید سپاہی قتل ہو گئے' اور ایک عرصے تک بازنطینی حکومت دفاع کے سروسامان تک سے محروم رہی' ترکوں کا سیل رواں آگے بڑھا اور اس نے کئی مشہور اور عظیم مسیحی شہروں مثلاً انطاکیہ (Anticah) اور نیقیہ (Nicea) پر قبضہ کر لیا' ایک ترک بادشاہ نے نیقیہ پہنچ کر تخت حکومت پر قدم رکھا اور اپنے لئے "سلطان روم" کا خطاب تجویز کر لیا۔

یہ خبر مسیحی یورپ میں پھیل گئی' اصحاب کلیسا اور ارباب سیاست نے محسوس کر لیا کہ اگر اسپین میں مسلمانوں کا روبہ زوال ہونا' عیسائیت کے لئے خطرے کے ختم ہو

Marfat.com

جانے کا نشان تھا' تو ترکوں کی صورت میں مشرق سے ابھرتی ہوئی یہ نئی طاقت ایک نیا اور مہیب خطرہ تھا۔

حروب صلیبیہ کا آغاز اسی خطرے کے سدباب کے لئے تھا!

حوالہ جات

1- بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی فتوحات کا سیل رواں خلافت فاروقی کے عہد سے شروع ہوا' اور خلافت بنو امیہ کے ابتدائی دور میں نقطہ عروج پر پہنچ گیا۔

شام اور مصر پر حضرت عمرؓ کے عہد میں قبضہ ہو گیا' یہ خالد بن ولید اور عمرو بن العاص کا کارنامہ تھا' اور ابھی آں حضرت کو اس دنیا سے رخصت ہوئے صرف چند سال گزرے تھے۔

شمالی افریقہ اور اسپین کو بنو امیہ کے اوائل عہد میں' موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد نے فتح کر لیا۔ (رئیس احمد جعفری)

○

Marfat.com

دوسرا باب

پطرس راہب

صحیح طور پر کوئی بھی نہیں جانتا پطرس راہب کون تھا؟ اور کہاں سے آیا تھا؟ بعض لوگ کہتے ہیں' وہ بازرگان کی جماعت سے تعلق رکھتا تھا۔ کچھ کا خیال ہے کہ وہ چھوٹا موٹا زمیندار تھا' لیکن وہ کچھ بھی ہو' زندگی کی تیس بہاریں دیکھنے کے بعد سب کچھ بیچ بچا کلیسائے مزار مقدس کی زیارت پر یروشلم روانہ ہو گیا' ہر سال مسیحی یورپ کے ہزاروں لوگ ارض مقدس کی طرف اسی مقصد سے کوچ کیا کرتے تھے' ان ذرہ ہائے خاک کو سرمہ چشم بنانے کے لئے جو کبھی مسیح کے قدموں تلے پامال ہوئے تھے' صدیوں سے یہ سلسلہ جاری تھا' حتیٰ کہ وفات مسیح (1) سے چھ سو برس بعد جب عربوں نے یروشلم پر قبضہ کر لیا تو بھی جاری رہا۔

مسلمان اللہ کے برگزیدہ نبی کی حیثیت سے حضرت عیسیٰؑ کا احترام کرتے تھے' چنانچہ انہوں نے عیسائیوں کو اس بات کی کھلی اجازت دے دی تھی کہ وہ یروشلم میں کلیسا بنائیں اور خانقاہیں تعمیر کریں وہ عیسائی زائروں سے ٹیکس کی ایک چھوٹی سی رقم تو ضرور وصول کرتے تھے لیکن کبھی ان کے کسی معاملے میں مداخلت نہیں کی چنانچہ دشواری راہ کا پطرس کو ذرا بھی سامنا نہیں کرنا پڑا' جب وہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔

لیکن جیسے جیسے وہ سرزمین مقدس کے قریب پہنچتا گیا طرح طرح کی پریشان کن افواہیں اور داستانیں سننے میں آنے لگیں' راستے میں جس کارواں سرائے میں ٹھہرتا تو ایسے مردوں' عورتوں سے دوچار ہوتا جو مایوسی اور دل گرفتگی کے عالم میں واپس آ

Marfat.com

رہے تھے' انہیں راستے ہی سے لوٹا دیا گیا تھا' مسلمانوں کی سرحد سے ملے ہوئے عیسائی شہروں میں جب وہ داخل ہوئے تو اسے مسیحی پناہ گزینوں کے غول کے غول نظر آئے جو یروشلم سے نکال دیئے گئے تھے' انہوں نے اسے بتایا کہ عربوں نے سرزمین مقدس فتح کر لی تھی اور اب وہاں کی ہر چیز دگرگوں تھی' عرب مبلغوں نے ایشیا کے شمال اور مشرق میں دین محمدؐ کی توسیع کا کام وسیع پیمانے پر شروع کر رکھا تھا' جن لوگوں کو انہوں نے اسلام کا پیرو بنایا تھا' ان میں کرد اور ترک خاص طور پر قابل ذکر ہیں' جنہوں نے جنوب میں فرماں روائی کی قوت حاصل کی اور بہت جلد عربوں کو اپنا تابع بنا لیا' جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے' یہ نو مسلم بھی اپنے نئے مذہب کے بارے میں قدیم مسلمانوں سے زیادہ حساس اور سرگرم تھے' انہیں اس بات پر بڑا دکھ ہوا کہ عیسائی مسلمانوں کے درمیان امن و عافیت سے رہ رہے ہیں اور مسجدوں کے پہلو بہ پہلو معبد ہیں' چنانچہ انہوں نے عیسائی راہبوں اور اسقفوں کو یروشلم سے نکال باہر کیا' کلیساؤں کو یا نذر آتش کر دیا یا مٹی کا ڈھیر بنا دیا صرف مٹھی بھر عیسائی زائروں کو ارض مقدس میں حاضر ہونے کی اجازت تھی۔

پطرس کو ان داستانوں پر یقین نہ آیا۔ اس نے حالات کا بچشم خود مشاہدہ کرنا چاہا' چنانچہ وہ اپنی منزل کی طرف بڑھتا رہا' راستے میں ایک مقام پر وہ گرفتار کر لیا گیا' ترکوں نے اسے مارا پیٹا اور الٹے پاؤں واپس کر دیا' بھیک مانگتا وہ قسطنطنیہ پہنچا' وہاں سے روم کی طرف چل کھڑا ہوا' تاکہ پوپ سے استدعا کرے کہ وہ تمام عیسائیوں کو ایک مقدس جنگ کی دعوت دے اور کلیسائے مزار مقدس کو مسلمانوں کے چنگل سے نجات دلائے۔ (2)

پوپ نے گہری سنجیدگی سے پطرس کی داستان سنی' ابھی کچھ ہی مدت پہلے بازنطینی سلطنت کے سفراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا تھا کہ ترک اب اتنے طاقتور ہو گئے ہیں کہ بازنطینی سلطنت ان سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ شہنشاہ قسطنطنیہ الیکسوس (Alexius) کی خواہش تھی سرزمین مسیحیت

Marfat.com

سے مسلمانوں کو دور رکھنے کے لئے ساری عیسائی دنیا اس کی مدد کو اٹھ کھڑی ہو۔

یہ پوپ منصب پاپائیت پر منتخب ہونے سے قبل فرانس کے صومعہ بزرگ کلونی (Cluny) کا سربراہ تھا صومعہ کلونی کے راہب اور اسقف سو برس سے' بلکہ کچھ اس سے بھی زیادہ سے فرانسیسی سورماؤں کو باہمی جنگ و پیکار سے باز رکھنے کی سرگرم کوشش کر رہے ہیں وہ انہیں ترغیب دیتے تھے کہ جنوب میں جائیں اور مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنی سرزمین چھین لینے کی جدوجہد میں وہاں کے عیسائیوں کا ہاتھ بٹائیں' سچ پوچھئے تو ایک مقدس جنگ کا منصوبہ ان حقائق کی روشنی میں کوئی ندرت نہیں رکھتا' شہنشاہ قسطنطنیہ کی اپیل اور پطرس کی داستان نے پوپ کو مطمئن کر دیا کہ مشرق میں مسلمانوں پر حملہ کرنے کا وقت آ گیا' چنانچہ اس نے پطرس کو جنگ مقدس کے تعلق پر مامور کر دیا اور وہ خود فرانس روانہ ہو گیا کہ اسقفوں اور راہبوں کی موتمر میں جنگ مقدس کا اعلان کر دے' جو کلرمون (Clermont) میں منعقد ہونے والی تھی۔

کلرمون جاتے ہوئے پوپ ریمنڈ آف تلوز (Raymond of Toulouse) سے بھی ملا' جو اسپین میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے عیسائیوں کے جتھے بھیجا کرتا تھا۔

ریمنڈ نے اس بات کا قول دیا کہ وہ ان مجاہدوں کی صف میں سب سے آگے ہو گا جو مقدس جنگ میں شرکت کے لئے روانہ ہوں گے اور اسی مقصد کے لئے وہ جلد از جلد سرزمین مقدس کا رخ کرے گا۔

پوپ جب کلرمون پہنچا تو اس کی آمد سے پہلے وہاں کے لوگوں کو معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کیوں آ رہا ہے' آدمیوں کا انبوہ در انبوہ اس کی پیشوائی کے لئے جمع ہو چکا تھا۔ پوپ کا ارادہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کا اعلان کلیساء کے اندر کرے' لیکن مجمع اتنا زیادہ تھا کہ وہ کلرمون کی کسی بڑی سی بڑی عمارت میں بھی نہیں سما سکتا تھا۔ چنانچہ شہر کے مشرقی علاقے میں ایک بہت بڑا میدان اس مقصد کے لئے منتخب کیا گیا' جہاں ایک اونچے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر اس نے دل ہلا دینے والی تقریر کی' اس کے بول اتنے ہیجان آفرین اور جذبات انگیز تھے کہ لوگ دیوانے ہو گئے' اور ہزار جان سے

Marfat.com

میدان جہاد میں جانے کے لئے تیار ہو گئے' انہوں نے نعرہ لگایا "یہ خدا کا فرمان ہے" اور حلف اٹھایا' وہ ابھی سے اور یہیں سے سپاہ خدا میں شریک ہوتے ہیں۔

اس مقصد جلیل کے لئے یعنی مسلمانوں سے جنگ و پیکار کا اس سے بہتر کوئی اور وقت نہ تھا' مسلسل تین سال تک قحط پڑتا رہا تھا' جس نے بہت سے دہقانوں اور کسانوں کو تباہ و برباد کر دیا تھا' ان لوگوں نے سن رکھا تھا کہ بہت سے لوگ جو اسپین میں مسلمانوں سے لڑنے گئے' انہوں نے عربوں سے زمین چھینی اور کوہ "پیرنا" (Pyenees) کے اس پار بس گئے' پوپ نے اپنے عقیدت مندوں کو یقین دلایا کہ وہ لوگ جو زمین عربوں سے چھینیں گے وہ ان لوگوں میں تقسیم کر دی جائے گی' جو سرزمین مقدس میں مقیم ہونا چاہیں گے' اس اعلان نے غربت اور مصیبت کو پیچھے چھوڑ دیا' اور وہ لوگ آگے بڑھنے لگے' یروشلم ارض موعود میں جسے بائبل نے سرزمین شہد شیر قرار دیا ہے' شہر زریں کی حیثیت رکھتا تھا۔ لوگ وہاں جانے اور بسنے کے لئے بے تاب تھے۔

پوپ جب روم واپس آیا تو اپنے پیچھے سپاہ خدا کو مرتب و منظم کرنے کے لئے دو آدمی چھوڑ آیا: پطرس راہب اور ادمارڈی مونٹی (Adher De Monteil) جو' لی پوی (Le Puy) کا اسقف اعظم تھا۔

ادمار' کلیسا کے امراء کبار میں شمار ہوتا تھا' وہ بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کرتا تھا' زرکاروز رنگار لباس' ریشم اور دیبا کی چادریں استعمال کرتا تھا' بارہا ملک کے روساء اور نوابوں کی جنگ باہمی میں شرکت کر چکا تھا' فنون حرب میں اس کے کمال کی شہرت دور دور پہنچ چکی تھی' اس کے سلاح جنگ اور جامہ رزم کی گراں مائگی حد تخیل سے فزوں تھی' اس کی کلاہ پر جواہرات جڑے رہتے تھے حد یہ ہے کہ اس کی مہمیز تک سونے کی تھی' بعض راہب اور اسقف میدان جنگ میں دھار دار ہتھیار لے کر نہیں جاتے تھے' گرز وغیرہ پر اکتفا کر لیتے تھے' تاکہ لفظی سہارا لے کر خون ریزی کے گناہ سے بچے رہیں' لیکن ادمار۔ کو ان باتوں کی پروا نہ تھی' وہ بے دھڑک دو دھاری تلوار

Marfat.com

لے کر میدان میں پہنچ جاتا۔

ادمار ایک مرد سپاہی تھا اور سپاہیانہ اوضاع و اطوار کا مالک اس کے منصوبے بھی ایسے ہی ہوتے تھے' وہ ان لوگوں کی خدمات نہیں حاصل کرتا تھا' جو بیمار ہوں' نو عمر ہوں یا بہت زیادہ بوڑھے ہوں' ایسے لوگوں سے واقعی طور کوئی کام نہیں لیا جا سکتا' وہ ایسے لوگوں کو بھی اپنی سپاہ میں شریک نہیں کرتا تھا جو میدان جنگ میں جاتے ہوئے اپنے کنبوں کی پرورش کا بندوبست نہ کر سکتے ہوں' وہ کلیساء کو ایسے لوگوں کے انتظام میں رکھتا تھا کہ جو مالی معاملات و مسائل کا خوبی سے بندوبست کر سکتے ہوں سپاہ میں بھرتی کے لئے اس نے خاص طور پر ان لوگوں کو دعوت دی جو نائٹ (Knights) کہلاتے تھے اور رزم و پیکار کے فن میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔

سارے مغربی یورپ کا ادمار نے دورہ کیا' کوئی قلعہ اس نے نہیں چھوڑا جہاں اس کی صدائے جہاد نہ گونجی ہو' جہاں پہنچا ان مردان جنگ آزما کو اس نے اپنے جھنڈے تلے بلا لیا' ان میں کچھ لوگ نارمن تھے' مثلاً بالڈون آف بولوون (Baldwin of Boulogne) اور رابرٹ آف نار منڈی (Nor Mandy) یہ لوگ ناروے اور سویڈن کے بحری لٹیروں کی اولاد میں تھے' باقی لوگ مثلاً ریمنڈ گوتھ (Goths) نسل سے تعلق رکھتے تھے' جو رومی شہنشاہیت کے زوال و انحطاط کے زمانے میں جنوبی فرانس میں آ کر بس گئے تھے کچھ اور لوگ مثلاً گارڈ فری دی بولون (God Frey De Boillon) وغیرہ لورین (Lorraine) اور برگنڈی (Burgundy) سے آ کر بس گئے تھے' جہاں قوم جرمن و فرانک Franks بستی تھی' ان سب لوگوں نے ادمار یا اس کے نمائندوں کے سامنے حلف اٹھایا کہ اس وقت تک مسیحی سپاہ سے وابستہ رہیں گے جب تک یروشلم آزاد نہ ہو جائے' حلف اٹھانے والے ہر شخص نے پارچہ سرخ کی ایک صلیب لباس یا چادر پر کڑھوالی' کہ یہ عہد صلیب اٹھانے کا عہد بن جائے' یہی لوگ صلیب بردار یعنی Crusaders کہلانے لگے۔

پطرس راہب ان سورماؤں سے بالکل مختلف تھا' وہ نہتا اور برہنہ پا نکل کھڑا ہوا'

Marfat.com

موسم کی صعوبت اور سختی اس کی عناں نہ ہوئی ایک معمولی چادر یا ایک اونی روپوش کے سوا نہ اس کا کوئی لباس تھا نہ بستر' اس کی داڑھی کمر تک پہنچ گئی تھی اس کے موئے ناتراشیدہ گردن اور کانوں کو ڈھانکے ہوئے تھے' وہ دبلا پتلا اور متحنی سا آدمی تھا' نہ روٹی استعمال کرتا نہ گوشت' دو چار قتلے مچھلی کے کھا لیتا' پانی ملی ہوئی تھوڑی سی شراب پی لیتا۔ بس یہی اس کی غذا تھی' وہ ایسا شخص نہ تھا کہ اشراف و امراء اس کی باتوں پر کان دھرتے اور وہ خود بھی انہیں مخاطب کرنے' نہ کبھی ان کے ایوان میں پہنچا' نہ ان کے قلعے میں پطرس راہب کی تبلیغ و تلقین صرف دہقانوں اور کسانوں تک محدود تھی' وہ چھوٹے چھوٹے دیہاتوں اور قصبوں میں جاتا اور وہاں کے عوام کو اپنا مخاطب بناتا' یہ لوگ اس کے چہرہ لاغر کی انگارے کی طرح دہکتی آنکھوں سے مسحور ہو جاتے' گوش ہوش سے اس کی باتیں سنتے اور اس کی عقیدت کا بے پناہ جذبہ لے کر اٹھتے' یہ لوگ اسے کیو کیو یعنی پطرس کوچک کہہ کر یاد کرتے اور جب اس نے انہیں حکم دیا کہ گھر بار چھوڑ کر یروشلم جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو انہوں نے دل و جان سے اس حکم کی تعمیل کی' انہوں نے اپنے کھیت اور گھر بیچ ڈالے' تیر و پیکاں اور شمشیر و خنجر خرید لئے جن کا استعمال وہ بالکل نہیں جانتے تھے بچی کچی پونجی چھکڑے میں ڈالی اور زن و فرزند کو لے کر نکل پڑے انہیں بالکل اندازہ نہ تھا کہ کیسی راہ دور و دراز درپیش ہے' جب کسی نئی جگہ پہنچتے سوال کرتے "کیا یروشلم آگیا؟"

پطرس۔اپنے قافلے کو لے کر شمالی فرانس ہوتا ہوا جرمنی میں وارد ہوا' اس کی تبلیغ و تلقین سے لوگوں کے بڑے بڑے جتھے ساتھ ہوتے جاتے' جب وہ کولون (Cologne) پہنچا' تو تیس ہزار آدمی اس کے ساتھ تھے' کئی ہزار عورتیں اور بچے مزید' کچھ خستہ حال نائٹس' مثلاً مالٹر' یوفرے' بورل اور والٹر برٹوے بھی ساتھ ہو گئے' اور اس کے کمانڈر کی حیثیت سے کام کرنے لگے' لیکن اس قافلے کی غیر معمولی اکثریت کسانوں پر مشتمل تھی' جو جنگ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے' ان میں سے بعض پہلوان تھے' کافی تعداد چوروں اور ڈاکوؤں کی بھی تھی' جو مال غنیمت کی امید میں ساتھ

Marfat.com

ہو گئے تھے اور یہی وہ بد سرشت لوگ تھے' جنہوں نے آخرکار پطرس کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا۔

حوالہ جات

1- مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ آپؑ زندہ و سلامت چوتھے آسمان پر موجود ہیں۔

2- اس موقع پر پطرس' اس کی دعوت' اور دعوت جہاد کے اسباب و محرکات پر تفصیل سے گفتگو کرنے کا موقع نہیں ہے' میں نے اپنے تتمہ میں مبحث کے ضروری پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے' لیکن بالکل نظرانداز کر دینا بھی مناسب نہیں' لہٰذا اجمالی طور پر یہاں اتنا عرض کر دینا کافی ہو گا کہ پطرس بغیر زیارت کئے ہوئے واپس نہیں گیا' بلکہ یروشلم پہنچا۔۔۔۔ یہ زمانہ فاطمیوں کا تھا اور بیت المقدس پر ترکوں کا نہیں' بلکہ مصر کے خلفائے بنی فاطمہ کی حکومت تھی۔ یہ خلفاء عام مسلمانوں کے مقابلے میں' بعض تلخ تاثرات کے سبب مسیحیوں سے اچھا برتاؤ نہیں کرتے تھے' لیکن اتنا برا بھی نہیں جتنا بعد میں' قبضہ و تسلط حاصل کر لینے کے بعد' مسلمانوں کے ساتھ مسیحیوں نے روا رکھا۔

بہرحال پطرس یروشلم پہنچا' وہاں اس نے زیارت مدفن مسیحؑ کی سعادت حاصل کی اور فرنچ مورخ لچاؤ کے بقول وہیں اسے غیب سے تحریک ہوئی کہ وہ اپنی قوم کو آمادہ کار کر کے اسے مسلمانوں سے چھین لے' اور کوئی شبہ نہیں پطرس نے اپنا فریضہ جس مستعدی' فرض شناسی اور ولولے کے ساتھ انجام دیا وہ اسی کا حصہ تھا' وہ اٹھا اور جہاں پہنچا کٹ مرنے' مسیحؑ کے نام پر جان دے دینے کا ایک نیا جذبہ اور ولولہ اس نے پیدا کر دیا' وہ نہ ہوتا تو شاید پہلی صلیبی جنگ نہ ہوتی' یا اگر ہوتی تو اتنے وسیع اور ہمہ گیر پیمانے پر تیاریاں نہ ہوتیں۔

باقی ترکوں کے بارے میں' شہنشاہ قسطنطنیہ کو واقعی سخت فکر لاحق تھی' اس وقت تک ترک اقوام عالم میں کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ ایک ابھرتی ہوئی قوم

Marfat.com

کی حیثیت اختیار کرتے جا رہے تھے اور اسی تناسب سے رومی شہنشاہیت کے لئے ایک مستقل اور دائمی خطرہ بن رہے تھے۔

ان واقعات کی روشنی میں یہ پہلی صلیبی جنگ واقعی بڑے وقت پر شروع کی گئی' آرچر' اور مچاؤ نے اس کے بانیوں کی ذہانت اور موقعہ شناسی کو خوب داد دی ہے۔ بالکل درست ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

○

Marfat.com

تیسرا باب

محاصرہ خریگرڈن

پطرس راہب نے کولون کو اپنے جہاد کا نقطہ آغاز قرار دیا' کیونکہ عرصہ دراز سے یہ سرزمین زائرین ارض مقدس کی رہگزر رہی تھی' یہ راستہ وادی رائن (Rine Valley) اور منتس (Mainz) کے درمیان سے گزرتا تھا' پھر دریائے مائن (River Main) کی طرف مڑتا ہوا' نورن برگ (Nurn Berg) تک چلا جاتا تھا پھر وہاں سے کوہ ہرز (Harz Mountain) اور جبال ارتس گوبرگو (Erzgebirg) سے گزرتا رگبزگ (Regens Burg) میں وادی ڈینیوب (Danube Valley) کو پار کرتا' رگبزگ سے بلغراد (Belgrade) کی راہ ہموار پر پہنچ جاتا' یہ آسان راستہ تھا۔ لیکن بلغراد سے پرے راستہ جنوب کی طرف جبال بلقان میں مڑ گیا تھا۔ دریائے مراوا سے لے کر نیش تک یہ موڑ جاری رہتا' پھر لیش اور بازنطینی شہر فیلی پوپولس تک کا راستہ نہایت ناہموار کوہستانی تھا۔ اس کے بعد پھر ہموار راستہ مرتسا سے لے کر تھریس ہوتا ہوا قسطنطنیہ چلا جاتا' یہ مسافت تقریباً پندرہ سو میل کی تھی۔

والٹر سانس رے معتدل مزاج شخص تھا وہ جانتا تھا اس دشوار گزار راستے سے پطرس کے غول کا جو کسانوں اور موقع پرستوں پر مشتمل تھا گزرنا کتنا کٹھن کام ہے' وہ اس راہ پیچا پیچ کو جلد از جلد طے کرنا چاہتا تھا۔ اس نے پطرس سے اذن رخصت طلب کیا' کیونکہ کسی ایک جگہ اس مجمع ناپرساں کا ٹھہرا رہنا خطرے سے خالی نہ تھا' لیکن پطرس کی آنکھیں ان خطروں اور مشکلوں کی طرف سے بالکل بند تھیں' وہ مزید جرمن سپاہیوں کی بھرتی کرنے کے لئے ٹھہرا رہنا چاہتا تھا۔

Marfat.com

والٹر نے مزید ٹھہرنے سے انکار کر دیا اور وسط اپریل میں چھ ہزار فرانسیسی سپاہیوں کو ساتھ لے کر چل پڑا' اپنی فوج کے ساتھ شپا شپ چلتا' جولائی کے آخر میں قسطنطنیہ پہنچ گیا' یہ ایک امید افزاء آغاز تھا' پطرس راہب تقریباً پندرہ ہزار' مردوں عورتوں اور بچوں کا قافلہ فرانس اور جرمنی سے لے کر اپریل کے آخر میں روانہ ہوا' عورتیں اور بچے چھکڑوں پر سوار تھے' جنہیں گھوڑے یا بیل کھینچ رہے تھے' مرد یا پیادہ چل رہے تھے یا گھوڑوں پر سوار تھے' جن لوگوں نے اس قافلے کو روانہ ہوتے دیکھا' جس میں نہ کوئی ترتیب تھی نہ نظم' انہیں ایسا نظر آیا جیسے ساری دنیا اکٹھی ہو کر مشرق کی طرف بڑھ رہی ہے' قافلے سے پہلے اس کی آمد کی اطلاع ہر جگہ پہنچ جاتی' کہ لاکھوں آدمی ٹڈی دل کی طرح آ رہے ہیں' یہ جہاں پہنچتے اسی طرح ان آباد و پربہار علاقوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں جس طرح ٹڈی دل ہرے بھرے کھیتوں کا ستیاناس کر دیتا ہے۔

ہنگری کے لوگ برہمی اور بدگمانی کے عالم میں ان کے منتظر تھے' کیونکہ والٹر کی فوج سے ایک دفعہ نقصان پہنچ ہی چکا تھا' شہر سملین کو جو ڈینیوب کے کنارے بلغراد کے راستے میں واقع تھا' والٹر کی فوجوں نے کافی نقصان پہنچایا تھا۔ والٹر کے سپاہی جب یہاں پہنچے تو ان کے پاس خوراک بالکل نہ تھی' ابھی فصل نہیں کٹی تھی مارکیٹ میں بھی اناج نہیں تھا' مشتعل ہو کر والٹر کے مجاہدوں نے شہر کے اردگرد جتنے کھیت تھے لوٹ لئے اور اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ دوکانیں بھی لوٹ لیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سڑکوں پر اور گلیوں میں شہریوں اور مجاہدوں کے درمیان باقاعدہ لڑائی چھڑ گئی' بہت سے آدمی ہلاک ہوئے' ہنگری کے لوگوں کو اندیشہ تھا کہ پطرس جب اپنا لاؤ لشکر لے کر جو والٹر کی فوج سے کہیں زیادہ ہے پہنچے گا تو حالات کہیں زیادہ ابتر ہو جائیں گے۔

پطرس کا لشکر جون کے آخر سے بتدریج سملین میں داخل ہونے لگا اور شہر میں خوراک ناپید تھی' نتیجہ یہ ہوا' بدمزگی اور تلخی بڑھنے لگی' فضا میں کھچاؤ پیدا ہو گیا' شہر کے گورنر نے جو ایک مرد صحرا نشین تھا' ان لوگوں کا داخلہ فصیل کے اندر ممنوع قرار دیا' اس نے مردم شہر اور سپاہیان پطرس کے درمیان تصادم اور پیکار روکنے کے لئے

Marfat.com

فرمان نافذ کر کے کچھ پابندیاں عائد کر دیں' جس سے لوگ اور چراغ پا ہو گئے' چند روز بعد ایک جوڑا جوتے کی قیمت پر سر بازار ایک صلیبی سپاہی اور شہری جفت فروش میں نزاع کی صورت پیدا ہو گئی' ذرا دیر میں دوکانیں لوٹی جانے لگیں اور فساد شروع ہو گیا' گورنر نے سپاہیوں کا ایک دستہ معاملہ رفع دفع کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ خبر جب پطرس کے لیفٹیننٹ گوفرے بورل نے سنی کہ اس کے کچھ آدمی خطرے میں گھرے ہوئے ہیں تو اس نے فوراً" لام بندی کا حکم دیا اور یہ لشکر اپنے پھنسے ہوئے آدمیوں کی مدد کے لئے چل پڑا' لڑائی اس طرح ختم ہوئی کہ گورنر کے قلعے پر مجاہدوں کا قبضہ ہو گیا۔ (1) اور پورے کے پورے چار ہزار ہنگروی سپاہی' جو قلعے کی حفاظت اور شہر کی صیانت پر معمور تھے ہلاک کر دیئے گئے' یہ ہولناک قتل عام اپنی مثال آپ تھا۔

جب بورل نے محسوس کیا کہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔؟ تو اس نے فیصلہ کیا کہ جلد از جلد صلیب برداروں کو لے کر ڈینیوب کے کنارے کنارے گزرتا بازنطینی علاقے میں داخل ہو جائے' کیونکہ اب ہنگری میں ٹھہرنا موت کو دعوت دینا تھا' شاہ ہنگری بہت جلد اپنی فوج گراں مجاہدوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کرے گا کشتیوں کی فراہمی میں تین دن گزرے' جتنی کشتیاں فراہم ہو سکیں وہ ناکافی ثابت ہوئیں' آخر بورل نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ سملین کے گھروں کو اجاڑ دیں' اور جو لکڑی حاصل ہو اس سے کشتیوں کے تختے بنا ڈالیں۔

دریا کے دوسرے کنارے سے بلغراد کا بازنطینی گورنر سملین کی تباہی و بربادی کا منظر خوف اور وحشت کے عالم میں کھڑا دیکھ رہا تھا' اس کے پاس اتنے آدمی نہیں تھے کہ وہ صلیبیوں کو جب وہ اس کے شہر میں نازل ہوں قابو میں رکھ سکے' چند بھروسے کے آدمیوں کو پاسبانی پر معمور کر کے کمک حاصل کرنے وہ جنوب کی طرف روانہ ہو گیا' بلغراد کے دہشت زدہ اور سراسیمہ باشندے بھاگ کھڑے ہوئے اور کوہستان میں جا کر چھپ گئے' صلیبی مجاہدوں نے شہر میں داخل ہو کر سب سے پہلے پاسبانوں کی گردن کاٹ دی پھر سنسان شہر کو تاراج کیا اور آگ لگا دی۔

Marfat.com

وادی مراوا کے کوہستانی جنگلوں کو ایک ہفتے میں طے کر کے پطرس کا لشکر نیش پہنچ گیا' جہاں ایک بازنطینی جنرل ایک مضبوط فوج کے ساتھ آنے والوں کے استقبال کے لئے تیار کھڑا تھا' جنرل نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کوئی لغویات نہیں ہونے دے گا' جیسے ہی صلیبی لشکر شہر میں داخل ہوا' اس نے جو فرے' بورے اور والٹر آف بیری ٹول کو گرفتار کر لیا' یہ اس بات کی ضمانت تھی کہ اب صلیبی کوئی ناروا حرکت نہیں کریں گے' جنرل نے اس بات کا بھی لحاظ رکھا کہ ان لوگوں کو جن چیزوں کی ضرورت ہو مہیا ہو جائیں اور اشیاء ضرورت کی خرید و فروخت میں کوئی دشواری نہ ہو' آخر وقت تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی احتیاطی پیش بندیاں کامیاب ہو جائیں گی اور کوئی سنگین حادثہ رونما نہیں ہو گا' لیکن صلیبیوں کا آخری گروہ جب نیش میں داخل ہوا تو کچھ جرمنوں نے جو پچھلی شب غوغا آرائی میں مصروف رہے تھے' چند چوبی مکانوں میں آگ لگا دی' بازنطینی فوج فوراً موقع واردات پر پہنچی اور ان لوگوں کو گرفتار کر لیا' جو آتش زدگی کی جگہ جمع تھے۔ چند صلیبی اپنے ساتھیوں کی مدد کو دوڑے اور لڑائی شروع ہو گئی' پطرس راہب نے جو اس دستے کے ساتھ تھا' جو شہر سے ابھی ایک میل دور تھا' یہ دہشت ناک افواہ سن کر کہ بازنطینیوں نے اس کے سپاہیوں کا قتل عام شروع کر دیا' اپنے خچر کو زیادہ سے زیادہ تیز دوڑایا کہ بازنطینی جنرل سے مل کر معاملات کو روبراہ کر دے۔ لیکن اب وقت گزر چکا تھا' جب وہ پہنچا عقب داران سپاہ صلیب شہر پر حملہ کر کے قابض ہونے کا آغاز کر چکے تھے۔

بازنطینی بہت بھڑکے ہوئے تھے انہوں نے بڑا سخت جوابی حملہ کیا ان کے جنرل نے مرتب منظم اور تربیت یافتہ فوج کو جنگ کا حکم دیا۔ پطرس کا اناڑی مجمع اس حملے کی تاب نہ لا سکا' جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ کھڑا ہوا' پطرس اپنے پانچ سو ساتھیوں کے ساتھ بدقت تمام ایک ٹیلے پر چڑھ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے یہ شب نکبت جنگل میں گزاری' یہ لوگ سمجھ رہے تھے بعض ماندگان سپاہ میں یہی ہیں' لیکن چند روز بعد تقریباً آٹھ ہزار صلیبی گرسنہ اور افسردہ ادھر ادھر سے آ کر جمع ہو

Marfat.com

گئے' پطرس کے لئے نیش کی جنگ ایک بہت بڑی مصیبت ثابت ہوئی' اس کے آدمیوں کا ایک چوتھائی حصہ مارا گیا یا لاپتا ہو گیا' چھکڑوں کا بہت بڑا حصہ ہاتھ سے جاتا رہا' انہی میں وہ گاڑیاں بھی تھیں جو جنگی ساز و سامان سے بھری ہوئی تھیں' فرانس اور جرمنی سے جمع کی ہوئی وہ رقم بھی ضائع ہو گئی جس سے خوراک اور رسد خریدی جاتی تھی۔

نیش سے صلیبی اس طرح نکلے کہ دل بجھے ہوئے تھے' اور ایک کوڑی تک پاس نہ تھی' بازنطینی دستے انہیں رگید رہے تھے' کسی جگہ بھی انہیں تین دن سے زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی' اس خیال سے کہ یہ بلا جلد از جلد ٹلے' بازنطینی ان کی خوراک اور سواری کا بندوبست کر دیتے تھے کیونکہ نیش میں یہ اپنے سارے گھوڑے اور خچر کھو چکے تھے۔ یہ صلیبی جب بھاگوں بھاگ راوی مردسا اور تھریس کے علاقے میں پہنچے تو محسوس کیا کہ یہ جنگی قیدی ہیں جو حالت اسیری میں چل رہے ہیں۔

جب اگست میں یہ لوگ قسطنطنیہ پہنچے' ایلیکوس کومنوس (Alexius Commenus) بازنطینی شہنشاہ نے شفقت و مرحمت کے ساتھ ان کی پذیرائی کی' لیکن وہ پطرس کے پراگندہ حال ژولیدہ منہ اور نیم مسلح لشکر کو دیکھ کر چکرا گیا متوحش ہو گیا' اس نے محسوس کیا کہ مسلمان بڑی آسانی سے انہیں ختم کر دیں گے' اس نے پطرس کو مشورہ دیا کہ تقاضائے دانش یہ ہے کہ اس وقت تک قسطنطنیہ میں قیام کیا جائے جب تک ادمار کے نائٹ اور تربیت یافتہ سپاہی بھی نہ آ جائیں لیکن کچھ ہی مدت کے بعد اسے اپنی رائے بدلنی پڑی۔

پطرس کے آدمی پھر اپنی پرانی حرکتوں پر اتر آئے' خواب میں بھی وہ قسطنطنیہ سے بڑھ کر کسی ثروت مند اور درخشاں ملک کا تصور نہیں کر سکتے تھے۔ اب ان کے لئے اپنی مچلتی ہوئی آرزوؤں پر قابو رکھنا دشوار ہو رہا تھا' شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو کہ یہ لوگ فتنہ و فساد کے مرتکب نہ ہوتے ہوں نہ صرف یہ لوگ آشوب و ہنگامے میں مبتلا ہو گئے بلکہ انہوں نے لوٹ مار' عورتوں کا اغواء' اور کلیسائی خزانوں ——— اور شہر کی

Marfat.com

فصیل سے باہر کے مضافاتی علاقوں پر چھاپے مارنا بھی شروع کر دیا۔ ایک ہی ہفتے میں شہنشاہ تنگ آ گیا' اس نے ان سے نجات پانے کے لئے باز نطینی بحریہ کے جہازوں پر انہیں سوار کرایا اور باسفورس کے راستے سے ایشیا میں پہنچا دیا' جیسے ہی پطرس کے صلیبی مجاہد ایشیا میں پہنچے انہوں نے اپنے آپ کو دشمن کے قلمرو میں موجود تصور کیا اور وہی کیا جو ایسے موقعوں پر کرنا چاہئے جہاں پہنچے' تاخت و تاراج کا سلسلہ شروع کر دیا' ڈھور ڈنگر پر قبضہ جما لیا' جن لوگوں کو یہ صلیبی لوٹ رہے تھے' یہ بازنطینی شہنشاہیت کے عیسائی باشندے تھے اور وہ پہلے ہی سے مسلمانوں کے ہاتھوں مصیبتیں برداشت کر چکے تھے' اب وہ محسوس کر رہے تھے' ان کے یہ ہم مذہب مجاہد دشمن سے بھی زیادہ غارت گر ثابت ہوئے' بہت جلد یہ صلیبی مجاہد ڈاکوؤں اور لٹیروں کے گروہ میں تبدیل ہو گئے' پطرس کا ان پر کوئی بس نہیں چلتا تھا' جب یہ سپاہ صلیبی بحر مارمورا سے آگے بڑھی تو ان فرانسیسی' جرمن' اور اطالوی سپاہیوں میں نزاع و اختلاف کا سلسلہ شروع ہو گیا' جو قسطنطنیہ میں صلیبیوں کے ساتھ آ ملے تھے۔ اس اختلاف نے بہت جلد نازک صورت اختیار کر لی۔ جرمن اور اطالوی پارٹی نے ایک اطالوی سردار رینالڈ (Rainald) کو اپنا قائد بنا لیا اور پطرس کے احکام ماننے سے انکار کر دیا' وہ اب تک فرانسیسیوں کا نام نہاد سہی لیکن قائد تھا' اب وہ بھی کٹنے لگے' انہوں نے جوفرے بورل کو اپنا سردار بنا لیا' یہ وہی شخص ہے جو سملین میں انتہائی احمقانہ حرکتیں کر چکا تھا' ان دونوں جماعتوں نے شہر سیوٹوٹ (Civetot) کو اپنا مستقر بنا لیا' یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا' جو اپنی سرسبزی و شادابی کے لحاظ سے اہمیت رکھتا تھا' جہاں سے دریائے ڈریکن سمندر میں جا گرتا تھا۔

گافرے بورل وہ پہلا شخص تھا جس نے یہ کھلا ہوا اقدام کیا' ستمبر کے وسط میں چند ہزار فرانسیسیوں کو لے کر لشکر سے باہر نکل آیا اور نیقہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی۔ جہاں ایک ترک مسلمان حاکم تھا اور اپنے آپ کو سلطان روم کہلاتا تھا ایک چھوٹا سا دستہ سپاہ بھی اس کے پاس تھا' یہ لوگ صلیبی حملہ آوروں سے لڑنے کے لئے باہر

Marfat.com

نکلے لیکن بہت جلد پسپا کر دیئے گئے' فرانسیسی بہت سا مال غنیمت اور ڈھور ڈنگر کے ساتھ سیوٹوٹ واپس پہنچے' اس بات پر جرمن اور اطالوی سپاہی جو رینالڈ کی ماتحتی میں تھے رشک کرنے لگے اور مہینہ ختم ہوتے ہوتے وہ بھی نیقہ پر چڑھ دوڑے' فصیل کے سامنے پہنچنے پر انہیں اندازہ ہوا کہ اس کا توڑنا ان کے لئے آسان نہیں' چنانچہ راستہ کترا کر مسلمانوں کے شہر میں داخل ہونے کی تدبیر کرنے لگے کہ آسانی سے لوٹ مار کر سکیں۔

شروع میں تو ایسا معلوم ہوا جیسے یہ فرانسیسیوں سے بھی زیادہ کامیاب ہو جائیں گے' خریگرڈن کا قلعہ دیکھ کر اور وہاں کے مختصر دستہ سپاہ کا اندازہ کر کے انہیں حیرت ہوئی' بغیر کسی زحمت کے قلعے پر ان کا قبضہ ہو گیا' قدرت کے اس انعام پر یہ بہت خوش ہوئے' یہ قلعہ سلطان کے رسد اور اسلحہ کا خزانہ تھا' گودام اناج سے اور تہہ خانے ہتھیاروں سے بھرے ہوئے تھے' رینالڈ نے تعلی سے بھرا ہوا ایک پیام سیوٹوٹ بھیجا کہ خریگرڈن اتنی اچھی جگہ ہے کہ اب میں اسے اپنا مستقر بنا لوں گا اور اسی کو مرکز بنا کر سلطان کے علاقوں پر تاخت و تاراج شروع کر دوں گا کسی کا بھی اس طرف دھیان نہیں گیا کہ قلعے میں جو پانی استعمال کیا جاتا تھا' یہ کہاں سے آتا تھا۔ آیا اس کنوئیں سے جو صدر دروازے سے باہر تھا' یا کسی چشمے سے' جو اس پہاڑی کے قدموں تلے واقع تھے جس پر یہ قلعہ بنا ہوا تھا' انتیس ستمبر کو ترک' اپنا یہ کھویا ہوا مقام چھیننے کے لئے پہنچے' لیکن انہوں نے حملے کا آغاز نہیں کیا' انہوں نے رینالڈ کے آدمیوں کو قلعے سے باہر نہیں نکلنے دیا' اور خود نہایت ہوشیاری کے ساتھ کنوئیں اور چشموں کی پاسبانی پر بیٹھ گئے۔

بغیر کسی جنگ کے دن گزرتے رہے قلعے کے پانی کا ایک ایک قطرہ ختم ہو گیا' نوبت یہاں تک پہنچی کہ صلیبی مجاہد' نمناک زمین کو کھود کھود کر زبان سے چوستے تھے' گڑھوں اور تلیوں کو چاٹتے تھے' آخر اپنے گھوڑوں اور خچروں کو ذبح کرنے لگے اور پانی کے بجائے ان کا خون پینے لگے' آٹھواں دن جب ختم ہوا' تو رینالڈ کے آدمیوں میں

Marfat.com

جنگ کی سکت نہ رہی تھی' انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

ترکوں نے ان صلیبیوں کو زندہ رہنے دیا' جو مسلمان ہو گئے' جنہیں اپنی عیسائیت پر اصرار تھا وہ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' رینالڈ اور اس کے بہت سے ساتھی مسلمان ہو گئے۔ ترکوں نے انہیں حلب اور انطاکیہ بھیج دیا تاکہ وہاں غلاموں کے بازار میں بیچ دیئے جائیں پھر ان میں سے کسی کی خبر نہیں ملی۔ (2)

سلطان نے رینالڈ کی حماقت سے پورا فائدہ اٹھایا' اس نے سیوٹوٹ کے صلیبی لشکر میں اپنے جاسوس بھیج دیئے' انہوں نے یہ خبر اڑا دی کہ رینالڈ نے نیقہ فتح کر لیا اور شہر کی تمام قیمتی چیزیں اس نے لوٹ لیں' ساتھ ہی ساتھ سلطان نے دریائے ڈریکن کے درہ تنگ میں جگہ جگہ اپنے سپاہی بٹھا دیئے۔ جہاں سے سیوٹوٹ کا راستہ گزرتا تھا۔

ان حالات میں پطرس راہب فرانسیسیوں کی قیادت سے بالکل ہی محروم ہو گیا' وہ بھاگا بھاگا قسطنطنیہ پہنچا کہ شہنشاہ سے تربیت یافتہ سپاہی لے کر آئے اور ان لوگوں کو ٹھیک کرے' والٹر سانس اوپرے اب تک سیوٹوٹ میں تھا اور پطرس کی وفاداری کا دم بھرتا تھا' لیکن سپاہی گافرے بورل کو قائد کی حیثیت سے ترجیح دیتے تھے' والٹر نے اس خبر پر اعتبار نہیں کیا کہ رینالڈ نے نیقہ فتح کر لیا' اس نے صلیبیوں سے درخواست کی کہ پطرس کی واپسی تک صبر کریں اور نیقہ کا رخ نہ کریں گافرے بورل نیقہ پر فوراً" چڑھ دوڑنا چاہتا تھا' تاکہ فرانسیسی بھی مال غنیمت میں اپنا حصہ رینالڈ سے وصول کر سکیں' جب صلیبی مجاہد نیقہ کی طرف کوچ کر رہے تھے تو رینالڈ کا انجام معلوم ہوا لیکن اس خبر نے گافرے کے سمند عزم پر مہمیز کا کام دیا اس نے کہا خر گیرڈن کا انتقام ہمیں لینا ہے' اس سے بڑھ کر بزدلی اور حماقت کیا ہو گی کہ ہم اس دھبے کو دھونے کی کوشش نہ کریں' والٹر کے اعتراضات دھرے کے دھرے رہ گئے۔

جو شخص بھی ہتھیار اٹھا سکتا تھا گافرے بورل کے ساتھ چل کھڑا ہوا' صرف بوڑھے' عورتیں اور بچے رہ گئے یا وہ بیمار جو نقل و حرکت سے معذور تھے' یہ مجاہد اس طرح جا رہے تھے جیسے کسی پکنک پر جا رہے ہوں' نہ کوئی نظم نہ ترتیب' نہ طلایہ کا

Marfat.com

انتظام' نہ نگہبان دستے' یہ سیدھے دام ہمرنگ زمین میں گھستے چلے جا رہے تھے' ترک قصبہ ڈریکن سے تین میل کے فاصلے پر چوکس بیٹھے تھے' ان کی کمین گاہیں ٹھیک اس مقام پر تھیں جہاں سے دریا اور نیقہ کا راستہ گزرتا تھا' جہاں تنگ اور پیچا پیچ راستوں پر گھنے جنگل میں ترک چھپے بیٹھے تھے۔

صلیبیوں کا ایک بہت بڑا کالم درہ میں سے ہو کر گزرا۔ نائٹ اور سوار گھوڑوں پر چڑھے آگے آگے جا رہے تھے۔ شانے پر سپر رکھی ہوئی تھی' کلاہ' اسلحہ اور جوشیلہ لداؤ گھوڑوں کی زین پر رکھے ہوئے تھے' پیادے ہنستے اور باتیں کرتے رواں دواں تھے۔

ترکوں نے آخری لمحے تک کامل صبر و ضبط سے کام لیا' جب پورا لشکر زد پر آگیا تو تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی' ایک چوتھائی عیسائی نائٹ ہلاک اور نصف سے زیادہ گھوڑے ہلاک یا اپاہج ہو گئے' والٹر' سانس ادیر اور بہت سے جنگ آزمودہ اور بہترین نائٹ لقمہ اجل ہو گئے' گافرے بورل نے اپنے گھوڑے کو پھیرا اور نامردوں کی طرح بھاگ کھڑا ہوا اور باقی ماندہ نائٹ افراتفری کے عالم میں زخمی اور ابتر حالت میں پورس کے ہاتھی بن کر اپنے ہی لوگوں کو روندتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے اور پھر جب مسلمانوں نے باقاعدہ حملہ کیا تو ابتری اور زیادہ بڑھ گئی۔ چند سیکنڈ کے اندر صلیبی مجاہدوں کی پوری فوج پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑی ہوئی' مسلمانوں نے تعاقب جاری رکھا اور مانند برگ خزاں ان کی گردنیں کٹ کٹ کر خاک و خون میں لوٹنے لگیں۔

تین ہزار صلیبی کچھ زخمی سورماؤں کی رہبری میں کسی نہ کسی طرح بچ کر سیوٹوٹ پہنچے' باقی ماندہ سات ہزار افراد مولی گاجر کی طرح کاٹ کر پھینک دیئے گئے' جو بیمار اور بوڑھے کیمپ میں رہ گئے تھے وہ بھی موت سے ہمکنار ہوئے' عورتیں اور بچے بازار میں بک گئے۔

الیکسوس نے ایک بحری بیڑا ان بچے کھچوں کو قسطنطنیہ واپس لانے کے لئے سیوٹوٹ بھیجا' یہ لوگ یہاں پہنچ کر غیر مسلح کر دیئے گئے۔ ان کے قیام کا بندوبست کر دیا گیا کہ نئے صلیبی مجاہدوں کے پہنچنے کا انتظار کریں' انہیں اس طرح جکڑ دیا گیا کہ یہ

Marfat.com

بازنطینی باشندوں کے لئے کسی آشوب اور غوغا آرائی کا سبب نہ بن سکے۔

بعد میں یہ لوگ نئے صلیبی مجاہدوں کے پیادوں میں بھرتی ہو گئے لیکن نائٹ اور سورماؤ ان کی طرف ذرا بھی اعتناء نہ کرتے تھے' اس کا اندازہ یوں ہوتا ہے کہ نئے سرداروں نے ان بیچاروں کا نام ہی شاہ اوباشاں رکھ دیا' یہ لوگ پھٹے جوتوں اور میلے کپڑوں کے ساتھ اپنی فوج کے ساتھ ساتھ گھسٹتے پھرتے تھے' چھوٹی چھوٹی تھیلیاں ضروری سامان سے بھری ہوئی گردن پر رکھی رہتی تھیں اور بدن آفتاب کی حدت سے پتا رہتا' ان کا گزر بسر اب صرف چوری چکاری اور لوٹ مار پر تھا' فوجی خیموں میں گھس کر چوری کرتے اور میدان جنگ کی لاشوں کو لوٹتے' جب بیماری یا قحط سے فوج دوچار ہوتی تو سب سے پہلے مصیبت کا نشانہ یہی بنتے' شاید ہی کچھ ایسے لوگ ہوں جو اپنے گھر واپس گئے ہوں۔

حوالہ جات

1- ان حادثات پر مسیحی مورخین نے جا بہ جا طنز بھی کیا ہے اور غم و غصہ کا اظہار بھی۔۔۔۔۔ کہ اگر یہ صورت احوال رونما نہ ہوتی تو شاید نقشہ جنگ بالکل بدل جاتا۔ (رئیس احمد جعفری)

2- خریگرڈن کا حادثہ جہاد صلیبی کی تاریخ میں ایک ناقابل فراموش واقعہ بن چکا ہے' اگر مسیحی اپنی جلد بازی اور بے تدبیری سے اپنی قوت یہیں نہ صرف کر دیتے تو کوئی شبہ نہیں' ان کی کامیابی تاریخ کا حصہ بن گئی ہوتی لیکن ایسا نہ ہو سکا۔

اس حادثے کے مالہ وما علیہ پر مچاؤ نے اپنی تاریخ جہاد صلیب میں بسط و تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور کئی نئے پہلو پیش کئے ہیں' تتمہ میں ہم نے اس کا کچھ حصہ پیش کر دیا ہے' تاکہ صحیح صورت حال نظر کے سامنے آ جائے۔ (رئیس احمد جعفری)

Marfat.com

چوتھا باب

ایک صلیبی مجاہد بادشاہ بن گیا

وہ سورما' امراء اور نجیب جنہوں نے ادمار کے سامنے صلیب مقدس ہاتھ میں لے کر جہاد کا عہد کیا تھا' پطرس کی صلیبی فوج کے حسرت ناک انجام کے بعد تھوڑے تھوڑے کر کے قسطنطنیہ میں آ کر جمع ہونے لگے' شہنشاہ کو ان کی آمد موجب خیر نظر آئی لیکن بہت جلد وہ مایوس ہو گیا' پہلا امیر کبیر جو قسطنطنیہ میں وارد ہو رہا تھا وہ شاہ فرانس کا چھوٹا بیٹا تھا' اپنی آمد سے پہلے اس نے اپنے لئے شاہانہ استقبال کا مطالبہ کیا' لیکن جب وہ اڈریاٹک کو عبور کر رہا تھا تو اس کی کشتی منجدھار میں پھنس گئی اور تباہ ہو گئی آخرکار وہ قسطنطنیہ میں اس طرح داخل ہوا کہ سوائے لباس کے کوئی چیز اس کے پاس نہ تھی' جن سورماؤں کو وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ نفرت انگیز خصائل کے حامل تھے' ان میں کچھ جرمن تھے' جو صلیب اٹھانے سے پہلے رہزنی کا پیشہ کرتے تھے' یہ شہزادہ والا تبار اور اس کے رفقاء نادار قابل اعتبار نظر نہ آئے' چنانچہ الیکسیوس نے نرمی لیکن نہایت درشتی کے ساتھ ان سب کی نگہداشت جاری رکھی تاکہ یہ کسی آشوب اور ہنگامے پر قادر نہ ہو سکیں۔

صلیبیوں کا دوسرا گروہ گاڈ فرے کی سیادت میں قسطنطنیہ کی طرف بڑھ رہا تھا' یہ شخص بلند و بالا زور مند اور باوقار ہستی کا مالک تھا' اس کے سر اور داڑھی کے سنہرے بال سیاہ منہ بازنطینیوں کے لئے بڑے کشش انگیز ثابت ہوئے' یہ ایک دولت مند شخص تھا' آٹھ ہزار آدمی اپنے ساتھ لایا تھا' الیکسیوس اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا' لیکن گاڈ فرے کو نہ الیکسیوس پسند آیا نہ اس کی پالیسی' فرانسیسی شہزادے کی

Marfat.com

نظر بندی کو تو اس نے بہت ہی برا مانا' اپنے سپاہیوں کی خوراک کے دام دینا بھی اسے گوارا نہ تھا' وہ محسوس کرتا تھا کہ مسلمانوں سے رزم آراء ہونے کے لئے وہ ایلیکسوس ہی کی خاطر آیا تھا' لہٰذا شہنشاہ کو چاہیے کہ ان کے سپاہیوں کے قیام و طعام کے مفت بندوبست کرے لیکن شہنشاہ نے اس اصول پر کہ دام دو اور چیز لو' مفت رسد فراہم کرنے سے انکار کر دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ اطراف شہر میں گاڈ فرے کے آدمیوں نے تاخت و تاراج کا آغاز کر دیا اور ہفتہ عید میلاد مسیح میں تو باقاعدہ شہر پر حملہ کر دیا' بازنطینی فوج نے مقابلہ کیا اور انہیں ان کے خیموں میں دھکیل دیا' بعدازاں بہت ہی مختصر مدت میں ایلیکسوس نے کشتیوں کا ایک بیڑا فراہم کیا اور انہیں آگے روانہ کر کے آسودگی حاصل کی۔

حالات اسی طرح جاری رہے' صلیبی مجاہدوں کا ہر قافلہ بازنطینیوں کے لئے ایک نئی مصیبت بن کر وارد ہوتا تھا' جنوبی فرانس کے صلیبیوں کا دستہ بھی جو ریمانڈ آف ٹولوز کی سرکردگی میں آیا تھا' کسی سے پیچھے نہ رہا' اس نے بازنطینی شہر روسا کو لوٹ لیا اور نذر آتش کر دیا' ایلیکوس کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل تھا کہ یہ ہم مذہب صلیبی مجاہد اس کے دوست ہیں یا دشمن' اتحادی ہیں یا حملہ آور' صلیبیوں کا آخری قافلہ جب ایشیائے کوچک کی طرف روانہ ہو گیا' تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔

آخرکار مختلف صلیبی سرداروں کی فوجیں کالسدون (Chalcedon) میں جمع ہوئیں' ان کی تعداد چالیس ہزار کے قریب تھی' جس میں جنگجو کمانڈر' تیر انداز' باورچی' نان بائی' مہتر' آہن گر اور اسلحہ ساز سبھی تھے۔

یہ لوگ سیوٹوٹ ہوتے ہوئے' جہاں پیروان پطرس کے استخوان پراگندہ اب تک پڑے تھے' نیقہ پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا سلطان نیقہ محاصرے کے وقت شہر سے باہر تھا' لیکن اس نے واپس آنے میں جلدی نہیں کی' اگرچہ اس کی ملکہ' شہزادے اور خزانہ وہیں تھے' اس نے سوچا' اسے ان لوگوں کے ساتھ وہی کرنا چاہیے' جو پطرس کے آدمیوں کے ساتھ کر چکے ہیں' اسے اس کا ذرا اندیشہ نہیں تھا کہ ان لوگوں کو بھگانے

Marfat.com

میں اسے کوئی زحمت پیش آئی تھی۔ اس نے ایک مہینہ کسی طرح گزار دیا' لیکن جب اس نے حملہ کیا تو محسوس ہوا کہ اس کا اندازہ کتنا غلط تھا' اپنے آدمیوں اور گھوڑوں کو آرام دیئے بغیر عیسائیوں پر ناگہانی حملہ کرتے ہوئے دفعتہ" اس نے جنگ کا آغاز کر دیا۔

مسیحیوں نے بڑی چوکسی دکھائی' جب انھوں نے دیکھا کہ مسلمان سوار ان کی طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں تو جلدی جلدی صفیں آراستہ کیں' نیزے سنبھالے اور جنگ کے میدان میں کود پڑے وہ سلطانی سواروں کے گروہ میں سے اس طرح گزر گئے' جیسے چاقو مکھن سے گزر جاتا ہے' مسلمانوں کو اب تک ایسے لڑنے والوں سے سابقہ نہیں پڑا تھا' جیسے یہ نائٹ تھے' سرتاپا غرق آہن۔

مسلمان جس جنگ کے خوگر تھے' وہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر کمان و شمشیر سے لڑنے کا فن تھا' ان کا لباس بہت ہلکا ہوتا تھا' اسلحے بھی سبک ہوتے تھے' سر پر آہنی خود پہنتے تھے۔ ہلکی سی زرہ استعمال کرتے تھے اور چار آئینہ ساق بند یہی ان کا لباس رزم تھا' حریف مقابل کے برعکس بالکل ہلکا پھلکا' ان کی سپر چھوٹی' گول چمڑے سے مڑی ہوئی' بیچ میں دھات کی ایک میخ جسامت ایک رکابی کے برابر' ان کی تلواریں' بڑے لوہے کی بنی ہوئی تھیں' لیکن صلیبیوں کی تلوار سے نصف' اس کے برعکس صلیبیوں کی تلوار لمبی چوڑی ہوتی تھی' جو بڑی آسانی سے سنگیں زرہ اور مضبوط زین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی تھی' ان تلواروں سے صلیبی مجاہد مسلمانوں کی سپر اور زرہ کو اس طرح کاٹ رہے تھے' جیسے کاغذ کاٹا جاتا ہے' آخر مسلمان عیسائیوں کی تلوار اور نیزے کی تاب نہ لا کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

سلطان کے سپاہی کئی مرتبہ بھاگتے بھاگتے لڑنے کے لئے پھر پلٹے' لیکن صفیں مرتب کر کے جیسے ہی آگے بڑھے' صلیبی سورماء ایک طوفان کی طرح ان پر چھا گئے اور ان کی صفوں میں ابتری پیدا کر دی' سلطان مسیحیوں کی اس جنگی چال سے اور اپنے بھاری نقصان سے سرگشتہ ہو کر کوہستانی علاقے میں پناہ گزین ہو گیا اور نیقہ کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

Marfat.com

مسلمانوں نے اپنے سلطان کو جنگ سے گریزاں دیکھ کر ہتھیار ڈال دینے کا فیصلہ کر دیا' لیکن صلیبیوں سے ایک بہت بڑی غلطی جنگ کے بعد سرزد ہو گئی' انہوں نے کشتہ نبرد مسلمانوں کے سر کاٹے اور دیواروں پر پھینک دیئے' مقصد یہ تھا کہ شہر کا دفاع کرنے والے مسلمان دہشت زدہ ہو کر جلد از جلد ہتھیار ڈال دیں' لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے سوچا ایسے وحشیوں سے معاملہ نپٹنا مشکل ہے' چنانچہ چپکے چپکے انہوں نے بازنطینیوں سے نامہ و پیام کیا اور شہر ان کے حوالے کر دینے کا بندوبست کیا۔

ایک صبح' جب صلیبی بیدار ہوئے تو حیرت سے ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں' نیقہ کے قلعے پر بازنطینی جھنڈا لہرا رہا تھا' شہنشاہ کی فوجیں راتوں رات شہر میں داخل ہو گئیں' صلیبی اپنے گراں بہا مال غنیمت کو آنکھوں کے سامنے اس طرح چھنتے دیکھ کر بہت خشم گیر ہوئے اور پھر ان کی برہمی اور بڑھ گئی' جب انہوں نے دیکھا کہ شہنشاہ کا برتاؤ اپنے قیدیوں کے ساتھ کیا ہے۔ شہنشاہ قسطنطنیہ نے ایشیا میں جس جنگی پالیسی کو اپنا رکھا تھا وہ یہ تھی کہ آج کا دشمن کل اتحادی بن سکتا ہے اور اس دشمن کے خلاف کمک دے سکتا ہے جو پہلے دوست تھا' ایک فرمانروا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دشمن کو دوست بنانے کی کب ضرورت پیش آ جائے گی' لہٰذا سخت ناگوار اور برہم کن مواقع پر بھی تلخی اور بدمزگی سے اجتناب ضروری ہے' چنانچہ ایلیکوس نے مسلمانوں سے مناسب فدیہ لے کر انہیں آزاد کر دیا۔ سلطان کے زن و فرزند کو معزز مہمان کی حیثیت سے قسطنطنیہ پہنچا دیا۔

صلیبی مجاہدوں کی سمجھ میں یہ طرز عمل نہیں آیا' وہ عیسائی تھے اور مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے' وہ اس طرح کی آنکھ مچولی کے قائل نہ تھے' شہنشاہ کے نرم طرز عمل نے انہیں برانگیختہ کر دیا اور وہ اسے غدار سمجھنے لگے' دین و ملت کا غدار۔

ایلیکوس نے سلطان کے خزانے کا بڑا حصہ صلیبیوں کو دے کر راضی کرنا اور ان کا اعتماد حاصل کرنا چاہا' لیکن وہ اور بھڑک اٹھے' انہوں نے سوچا کہ انہی کا مال تحفہ کے طور پر انہیں بخشا جا رہا ہے' وہ بھی پورا نہیں صرف ایک حصہ!

Marfat.com

صلیبی لشکر جب ایشیائے کوچک سے انطاکیہ کی طرف بڑھ رہا تھا' تو سلطان نیقہ ایک مرتبہ پھر ان پر حملہ آور ہوا حملے کے لئے اس نے ایک بڑی اچھی جگہ منتخب کی' یہ جگہ بے آب و گیاہ تھی' صرف چند کنوئیں تھے' وہ بھی دور افتادہ' اس نے اندازہ کیا کہ مسیحی لشکر یہاں سے چند شاخوں میں تقسیم ہو جائے گا تاکہ سہولت سے ریگستان پار کر سکے اور اگر پورا لشکر ایک ساتھ ہو گا تو یہ کنوئیں کفایت نہیں کریں گے' چنانچہ سلطان' جہاں راستہ ختم ہوتا تھا' تاک میں بیٹھ گیا ادھر دشمن آیا ادھر اس کی گت بنی' اس کا منصوبہ قریب قریب کامیاب ہو گیا۔

صلیبیوں نے اپنے کمانڈروں اور پیادوں کو اس صحرائی علاقے سے سب سے پہلے گزارا' یہ لوگ سلطانی فوج کے مقابلے میں پورا ایک دن ٹھہرے رہے' کیونکہ عیسائیوں کی کمانیں مسلمانوں کی کمانوں سے بلند اور ان کے تیر مسلمانوں کے تیروں سے زیادہ لمبے تھے' صلیبی تیر انداز دو سو چالیس گز تک فاصلے کے آدمی کو بڑی آسانی سے ہلاک کر سکتا تھا' اس کے برعکس مسلمان تیر انداز اپنے تیر اور کمان کے چھوٹے ہونے کے باعث ایک سو ساٹھ گز سے زیادہ کی مار نہیں مار سکتا تھا' لیکن اس برتری کے باوجود صلیبیوں کو سارا دن بڑی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں' شام ہوتے ہوتے جب نائٹ پہنچے تو یہ کمانڈر اور پیادے بڑی تعداد میں زخمی ہو چکے تھے اور پیاس سے نڈھال ہو رہے تھے' نائٹ حملہ آور ہوئے' ترازو کا پلڑا جھکا اور سلطان کی فوج مجروح و مقتول سپاہیوں کو چھوڑ کر پہاڑی علاقے میں روپوش ہو گئی۔

اب صلیبیوں کو سلطان سے کوئی خطرہ اور اندیشہ نہیں تھا لیکن موسم کی ناسازگاری بھی ایک بے درد دشمن کی طرح کام کر رہی تھی' جولائی' اگست اور ستمبر کا مہینہ گرمی اور تشنگی کے باعث عذاب میں گزرا' پھر اکتوبر میں' جب وہ کوہستان طوروس (Taurus Mountains) کے درہ میں داخل ہوئے' تو بارش شروع ہو گئی' ہزاروں آدمیوں اور گھوڑوں کا تنگ اور پیچ دار کوہستانی راستے سے گزرنا کیچڑ اور دلدل میں دھنسنا ایک مصیبت بن گیا' درجنوں گھوڑے پھسل پھسل کر گرے اور بے بسی کے

Marfat.com

ساتھ موت کے گھاٹ اتر گئے' سینکڑوں سامان سے لدے پھندے خچر اسی طرح دیکھتے دیکھتے موت کے غار میں پہنچ گئے' سیلاب کے تیز و تند تھپیڑوں نے راستہ غارت کر دیا' خیمے اجاڑ دیئے' اور ناقابل برداشت نقصان پہنچا' یہ بڑا ہی ہولناک اور تکلیف دہ سفر تھا۔

اس حالت میں کہ صلیبی افتاں و خیزاں کوہستان پار کرنے کی کوشش کر رہے تھے' چند اجنبی لوگ ان کے پاس آئے' بالڈون سے ملاقات کی اور اس سے امداد کی درخواست کی' یہ آرمینیا کے عیسائی تھے' جو اڈیسہ کی مملکت کا ایک حصہ تھا اور وادی فرات (Phrates Valley) سے کچھ زیادہ دور نہ تھا' اس علاقے پر کچھ مدت گزری' سلطان روم نے قبضہ کر لیا تھا' آرمنی عیسائیوں نے خیال کیا کہ چونکہ صلیبی مجاہد دو مرتبہ سلطان کو شکست دے چکے ہیں' لہٰذا آزادی حاصل کرنے کا اس سے اچھا کوئی موقع نہیں مل سکتا۔ انہوں نے بالڈون سے امداد کی درخواست کی' وہ اسی (80) نائٹ اور کئی سو سپاہی ساتھ لے کر صورت حال کا معائنہ کرنے چل کھڑا ہوا' بڑی آسانی سے اس نے اس علاقے کو مسلمانوں سے صاف کر دیا' مارچ کے مہینے میں آرمینیا کے باشندوں نے بالڈون کو اڈیسہ کا بادشاہ بنا لیا۔ یہ پہلا صلیبی تھا جو میدان جہاد سے تخت شاہی پر پہنچ گیا۔

○

Marfat.com

پانچواں باب

بیت المقدس پر چڑھائی

انطاکیہ میں جب صلیبی پہنچے تو وفور مسرت و حیرت سے بھونچکے رہ گئے' اس کی فصیل کئی میل لمبی تھی' جس کی حفاظت کے لئے چار سو برج بنے ہوئے تھے' اس کی سڑکیں بے شمار تھیں' ایک میل چوڑی اور کئی میل لمبی' وہاں کی عمارتیں پتھر کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت اور مضبوط تھیں' یہ دیکھ کر ان کی نظروں میں پیرس اور دوسرے شہر جہاں وہ رہتے آئے تھے بے حقیقت ہو گئے' کہاں وہ چوبی مکان' ناہموار سڑکیں اور تنگ گلیاں' کہاں یہ شاندار اور باغ و بہار شہر' انطاکیہ کے مقابلے میں پیرس اور دوسرے شہر ایک معمولی سا قصبہ معلوم ہونے لگے۔

انطاکیہ ایک دولت مند شہر بھی تھا' گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال سے ہندوستان (1) اور ایران کے تاجر مصر' یونان اور روم کے سوداگروں سے مال لینے اور دینے کے لئے آیا کرتے تھے دریائے اورنتس (Orontes) سے بہتے ہوئے جو سنگریزے آتے تھے انہیں انطاکیہ میں صاف کر کے سونا نکالا جاتا تھا' قریب کی پہاڑیوں سے تانبا بھی کافی مقدار میں نکلتا تھا' یہاں کی مٹی بڑی حاصل خیز تھی' پاس ہی دیودار اور صنوبر کے درختوں کا ایک بہت بڑا اور گھنا جنگل تھا' اس کی یہی خوبیاں تھیں کہ شاہان وقت برابر اس پر حملے کرتے رہے اس نے خدایان گوناگوں کو بھی اپنی سرزمین پر آتے جاتے دیکھا' یہاں کے کئی کلیسا کسی زمانے میں دیانا (Diana) اور اپالو (Apolo) کے مندر تھے ملک شام کی ایک پرانی ماہی پیکر (Fish Goddess) کی پرستش گاہ ساحل سمندر پر یہاں اب تک موجود تھی' اگرچہ مسلمانوں نے اس کا نام اور جنس تبدیل کر کے اسے شیخ

Marfat.com

البحر کہنا شروع کر دیا تھا۔

انطاکیہ کا طویل تاریخی دور بہت سی دیویوں اور دیوتاؤں کا نظارہ کر چکا تھا' لہٰذا اس میں روا داری کی روح پیدا ہو گئی' مسلمان اور عیسائی یہاں پہلو بہ پہلو امن و عافیت کی زندگی بسر کرتے تھے' اپنے اپنے طریقے پر بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے عبادت کرتے تھے' یہ رنگ دیکھ کر صلیبیوں نے سوچا انطاکیہ کے مسیحی کفر سے سمجھوتا کر چکے ہیں۔

شہر پر قبضہ کرنے میں انہیں کافی زحمتوں اور دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑا' جب وہ انطاکیہ پہنچے تو یہ سال کا آخری مہینہ تھا' یہاں آ کر معلوم ہوا کہ مسلمان ساری فصل کاٹ چکے ہیں' اناج اور چارے کا ایک ایک ذرہ شہر کے اندر اپنے انبار خانوں میں لے جا کر جمع کر چکے ہیں' اب صورت حال یہ تھی کہ انطاکیہ کے مدافعین تو خوب مزے سے کھا پی کر شکم سیر ہو رہے تھے' اور صلیبی شہر سے باہر کھلے میدان میں بھوک پیاس سے بلبلا رہے تھے' کرسمس کا تہوار آیا تو صلیبیوں کے خیموں میں خاک اڑ رہی تھی' وہ سخت قحط سے دوچار ہو رہے تھے' بہت سے آدمی اور گھوڑے بھوک سے نڈھال ہو کر جان سے گزر گئے' لیکن اب پھر سے کوہ پیمائی اور دشت نوردی کرتے ہوئے قسطنطنیہ واپس جانا بھی آسان نہ تھا اور اگر واپس جانے کا حوصلہ کرتے تو بھی بھوک کی تاب نہ لا کر راستے ہی میں مر جاتے' چنانچہ اپنی جگہ ڈٹ گئے اور ایسی ناکہ بندی کی کہ انطاکیہ میں رسد نہ پہنچ سکے' انہیں امید تھی کہ اس طرح قبل اس کے کہ بھوک ان کی جان لے مسلمانان شہر ہتھیار ڈال دیں گے اور شہر حوالے کر دیں گے۔

اس حال میں کہ ہردو فریق اپنی اپنی جگہ چٹان کی طرح جمے ہوئے تھے' ایک سال کی مدت گزر گئی' ایک کے بعد دوسری مسلمان سپاہ شہر کو بچانے کے لئے آتی گئی' ایک مسلمان لشکر دمشق سے آیا' دوسرا حلب سے وارد ہوا' ایک اور آخری لشکر گراں موصل سے آ پہنچا ـــــ لیکن موصلی لشکر کے پہنچنے سے دو ہی دن پہلے صلیبی فوج شہر

Marfat.com

پر قابض ہو چکی تھی، فصیل شہر پر کھڑے ہوئے، موصل سے آنے والے لشکر گراں کا وہ نظارہ کر رہے تھے، اسے دیکھ کر وہ سجدہ شکر بجا لائے کہ کتنی بڑی آفت سے خدا نے انہیں بچالیا۔

لیکن معاملہ وہ تھا کہ پہاڑ سے پہلے غار میں گرے، موصل کے مسلمان لشکر نے انطاکیہ پر قبضے کی جدوجہد شروع کر دی، وہ بھوک تھی جس نے مسلمانان انطاکیہ کو شکست سے دوچار کیا تھا، باہر سے ایک ذرہ خوراک کا پہنچنا بھی اندرون شہر میں ناممکن ہو گیا تھا، اب کہ صلیبیوں نے محسوس کیا، محاصرہ سہنے کی باری ان کی آ گئی ہے، تو انہوں نے خوراک اور اناج کی تلاش میں شہر کے ہر گوشہ و کنار اور رخنہ و شگاف کو چھان مارا مگر کوئی چیز نہ ملی، آخر نوبت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے درخت کی پتیاں اور چھالیں ابال ابال کر کھانا اور چرم ستام کو چوسنا شروع کر دیا اور عین اس وقت جب صلیبی بھوک کی تاب نہ لا کر شکست سے دوچار ہونے والے تھے، مسلمان لشکر میں پھوٹ پڑ گئی، مسلمان قائد اور سالار خود آپس ہی میں دست و گریباں ہونے لگے اور ان کے لشکریان ماتحت کا صبر و شکیب جواب دے گیا، مسلمان سپاہیوں کے کئی بڑے بڑے دستے ہر روز، لشکر چھوڑ کر جدا ہونے اور اپنے وطن واپس جانے لگے، آخرکار ایک روز صلیبی مجاہدوں نے محسوس کیا کہ اب مسلمان لشکر اتنا منتشر اور پراگندہ ہو چکا ہے کہ نہایت اطمینان سے وہ برابر کی چوٹ لڑ سکتے ہیں۔

جب باقی ماندہ مسلمانوں نے دیکھا کہ نائٹ لڑنے کے لئے کمر کس رہے ہیں تو مسلمان سالار نے نبرد گاہ کے قریب گھاس اور چارے کا جو بہت بڑا ڈھیر تھا اس میں آگ لگا دی کہ اس طرح اپنے آدمیوں کو بچا لے جائے، لیکن نائٹ جوش میں بھرے ہوئے آگ کے اندر گھستے ہوئے دراتے چلے آئے جب مسلمانوں نے دیکھا کہ یہ آگ کا دریا اور دھوئیں کی چادر چاک کرتے بڑھے چلے آ رہے ہیں تو انہوں نے راہ فرار اختیار کی اور لڑائی سے منہ موڑ لیا، صلیبیوں نے ان کا تعاقب شروع کر دیا اور دریائے اورونتس تک پیچھا کرتے رہے، اور جب تک ہاتھ شل نہ ہو گئے، برابر

Marfat.com

مسلمانوں کی گردن کاٹتے رہے بقیۃ السیف مسلمان پھر لڑنے کے لئے مجتمع نہ ہوئے اور موصل واپس چلے گئے۔

اس فتح نے صلیبیوں کے لئے یروشلم کا جنوبی راستہ کھول دیا' لیکن ایک عرصہ دراز تک صلیبی اس راستے کو اختیار نہ کر سکے' انہیں ایک عرصہ تک انطاکیہ میں ٹھہرنا پڑا' کیونکہ یہ سوال حل نہیں ہوا تھا کہ اس مفتوح شہر کی امارت کسے سونپی جائے؟ یہ ایک سخت نزاعی مسئلہ بن گیا تھا' بوھیمنڈ (Bohemond) آف ٹرانٹو (Tranto) اور ریمنڈ (Ramond) آف ٹولوز (Toulouse) دونوں اس سبقت کے مدعی اور امیدوار تھے' کوئی بھی ایک دوسرے کے حق میں دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا' جولائی' اگست' ستمبر' اکتوبر اور نومبر کے مہینے اسی مسئلے کے طے کرنے میں صرف ہو گئے' آخر بہ دقت تمام مصالحت ہوئی اور طے پایا کہ اسقفوں اور امرا کی ایک کونسل بنائی جائے اور وہ فیصلہ کرے کہ یروشلم پر قبضے کے بعد انطاکیہ کا فرماں روا کون ہو گا؟ اس بات کو دونوں حریفوں نے مان لیا' لیکن کوئی بھی ایک دوسرے پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں تھا' ریمنڈ' ہیمنڈ کو انطاکیہ میں چھوڑ کر اپنے سپاہیوں کا لشکر لے کر شہر سے باہر جانے پر تیار نہیں تھا' کیونکہ اسے یقین تھا اس کے باہر نکلتے ہی اس کا حریف شہر پر قبضہ کر لے گا' اسی طرح ہیمنڈ بھی اس فیصلے پر اٹل تھا کہ ریمنڈ کو اپنے پیچھے یہاں چھوڑ کر نہیں جائے گا' کیونکہ وہ بھی اپنی سی کرنے سے باز نہیں آئے گا۔

ابھی یہ نزاع جاری تھی کہ صلیبیوں کو مسلمانوں سے بھی زیادہ خوفناک دشمن سے دوچار ہونا پڑا' اس دشمن کے خلاف نہ کوئی ہتھیار کام آ سکتا تھا' نہ حوصلہ مندی' یہ دشمن ٹائیفائڈ تھا' پادری اور نائٹ ہاتھ اٹھا اٹھا کر اس بلائے ناگہانی سے نجات حاصل کرنے کی دعا کر رہے تھے' سینکڑوں صلیبی لقمہ اجل ہو گئے' امراء' ورجنوں بہترین' اور مشہور نائٹ اور ہزاروں سپاہی اور پیادے موت کے گھاٹ اتر گئے' پندرہ سو جرمنوں کا جو دستہ سپاہ' فتح انطاکیہ کے چند روز بعد جہاز میں حصہ لینے آیا تھا' اس بری طرح اس وبا کا شکار ہوا کہ زیادہ سے زیادہ سات سو آدمی بچ سکے جو یروشلم روانہ ہو گئے' پطرس

Marfat.com

راہب کے پسماندگان' اور لشکر کا بھیرو بنگاہ سب معدوم ہو گئے۔

آخر حالات نے ریمنڈ کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا' اس کے نائٹ ایکا کر کے اس کے پاس آئے اور الٹی میٹم دیا کہ اگر یروشلم کے مزار مسیحؑ کو پورا نہ کیا تو اس کا ساتھ چھوڑ دیں گے' آخرکار ریمنڈ جنوری کے شروع میں اپنے آدمیوں گاڈفرے کے سپاہیوں اور رابرٹ کے سورماؤں کو لے کر بیت المقدس کی طرف بڑھا جیسے ہی یہ لشکر روانہ ہوا بیمنڈ نے شہر کے دروازے بند کر دیئے' اور ہر گوشہ شہر پر اپنے جھنڈے لہرا دیئے' اور پھر اعلان کر دیا کہ اب وہ شاہ انطاکیہ ہے' اس طرح ایک اور صلیبی میدان جہاد سے تخت شہریاری پر پہنچ گیا' ریمنڈ اپنے لشکر سمیت یروشلم کی طرف بڑھ رہا تھا'—— تیسرا صلیبی تاجدار بننے کی حسرت لے کر!

صلیبیوں نے تھکا دینے والی دور دراز مسافت فلسطین کے لمبے ساحل پر طے کرنا شروع کر دی' وہ لبنان کے برف پوش پہاڑوں سے گزرے' قدیم شہروں صور (Tyre) اور صیداء (Saidon) سے ہوتے عکرا (Acre) اور یافا (Jaffa) کو عبور کرتے' اصل سرزمین میں داخل ہوئے' انطاکیہ چھوڑنے کے چھ ماہ بعد یہ لوگ گھاٹی کے فراز پر پہنچے' جو یروشلم اور ساحل بحر کے مابین واقع تھا اور رات گزارنے کے لئے خیمے نصب کر دیئے یہاں رات کی تاریکی میں انہوں نے چاند گہن کا نظارہ کیا اور اس سے یہ فال نکال کر بہت خوش ہوئے کہ ہلال (اسلام) پر صلیب (مسیحیت) بہت جلد غالب آ جائے گی' صبح ہوئی تو یہ ایک پہاڑی منجو (Montjoie) پر چڑھے۔ سورج کے چڑھتے چڑھتے یروشلم ان کی نظروں کے سامنے تھا۔

یہ نظارہ نشاط و الم کے متضاد جذبات کا سبب ثابت ہوا' انہیں توقع تھی کہ اس ارض موعود میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہوں گی' لیکن سامنے ایک درہ پر غبار و سوختہ آفتاب جلوہ نما تھا اور یہ یروشلم دنیا کا قدیم ترین اور مضبوط ترین قلعہ تھا۔

یہ ایک پہاڑی پر واقع تھا'—— اس کی دیواریں تین کوہستانی وادیوں پر جمی کھڑی تھیں' دو ہزار سال سے وقت کا ہر فرماں روائے یروشلم اپنی بہترین کوششیں اس

Marfat.com

امر پر صرف کر رہا تھا کہ اسے تسخیر ناپذیر بنا دے' اور کوئی شبہ نہیں بڑی حد تک اس سعی میں کامیابی بھی حاصل کی' لیکن جب صلیبی شہر کے نزدیک پہنچے تو جنوں آمیز عزم صمیم کا سمندر ان کے دل میں موج زن ہو گیا' کوئی چیز بھی ان کا راستہ نہ روک سکی' جب فصیل کے نیچے انہوں نے خیمے ڈالے تو دیکھا کہ مسلمانوں نے اطراف و جوانب کے تمام کنوئیں پاٹ دیئے ہیں' صلیبی مجاہد وہیں ٹھہر گئے' جہاں رو بتر ہے تھے اور پانی شراب کی مشکوں میں بھر کر دریائے اردن سے خچروں پر لاد لاد کر لانے لگے' آفتاب کی کھولا دینے والی تپش میں یہ راہ دور و دراز طے کر کے جب پانی یہاں لایا جاتا تو کھارا اور بدمزہ ہو جاتا' پھر بھی کام چل ہی جاتا تھا' کامل ایک مہینے تک صلیبی یہ صورت حال برداشت کرتے رہے اور آخر جنگ کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے۔

صلیبیوں کے یوم فیروز مندی پر جب رات کی سیاہی غالب آئی تو ان کا شوق جنگ جنون کی حد تک پہنچ گیا' ساری رات شہر کا گشت کرتے رہے' بوڑھا' جوان' بچہ' مرد' عورت جس پر نظر پڑی ہلاک کر دیا' بہت سے یہودی سراسیمگی اور دہشت کے عالم میں اپنے کینہ بزرگ میں چھپ رہے' لیکن یہاں بھی پناہ نہ ملی' اس کینہ میں صلیبیوں نے آگ لگا دی' جو جل گئے' جل گئے لیکن جو آگ کے شعلوں کو روندتے ہوئے بھاگے وہ بھی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے' ان میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا' صبح ہوئی تو صلیبیوں کے گروہ مسجد قبۃ الصخرا (Dome of the Rock) میں پہنچے' جہاں شہر حوالے کرنے اور ہتھیار ڈالنے کے بعد شہر کے تمام مسلمان مقید تھے' صلیبیوں نے ان تمام مسلمانوں کو قتل کر دیا' جب روز روشن نمودار ہوا تو بیت المقدس خون میں نہایا ہوا تھا' بارہ ہزار سے زیادہ آدمی مسجدوں میں اور سڑکوں پر کاٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اس قتل عام کی تلخ یاد صدیوں تک دلوں میں قائم رہی۔

صلیبیوں نے یروشلم فتح کر لیا' انہوں نے مزار مسیح کو مسلمانوں کے پنجے سے چھڑانے کا عہد کیا تھا وہ پورا ہو چکا تھا۔ اب وہ اپنے وطن واپس جانے میں آزاد تھے'

Marfat.com

کوئی رکاوٹ نہ تھی' کوئی مانع نہ تھا' لیکن قبل اس کے کہ رخت سفر باندھیں یہ طے کر لینا ضروری تھا کہ اب اس مقدس شہر کا پاسبان و نگہبان کون ہو گا' ریمنڈ منتظر تھا کہ اب وہ ساعت سعید آیا چاہتی ہے کہ تاج خسروی اس کے سر پر ہو' لیکن اس کی عمر 65 سال سے متجاوز ہو چکی تھی انطاکیہ میں ٹائیفائڈ کا شکار ہو چکا تھا' اس لئے کافی ضعیف اور کمزور ہو چکا تھا' مجلس امراء (Council of Knights) نے گاڈفرے کو اس منصب کا اہل قرار دیا۔ وہ نسبتاً" نوجوان تھا اور سب سے پہلا شخص تھا جو لڑتا بھڑتا یروشلم تک آیا تھا' اس نے حصول جاہ و اقتدار کے لئے بوہیمنڈ نے انطاکیہ میں بھی کوئی تنازع نہیں کیا تھا' نہ ریمنڈ سے کوئی جھگڑا کیا' اس بات نے اسے اور زیادہ "اہل" بنا دیا تھا اگر مسلمان بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے چڑھائی کرتے ہیں تو ضروری تھا کہ تمام عیسائی بادشاہ باہم دگر متحد ہو کر مقابل ہوں' لہذا ضروری تھا کہ یہ نیا بادشاہ ایسا ہو جو بوہیمنڈ سے پرخاش نہ رکھتا ہو'۔۔۔۔ بہرحال گاڈفرے تیسرا شخص تھا جو میدان جہاد سے تخت شاہی پر متمکن ہو گیا!

حوالہ جات

1- جس میں موجودہ پاکستان بھی شامل ہے۔ (رئیس احمد جعفری)

○

Marfat.com

چھٹا باب

دوسری صلیبی جنگ

صلیبیوں کی قائم کی ہوئی سب سے پہلی بادشاہی' سب سے پہلے ختم ہو گئی' امیر موصل نے 1144ء کی شب عید میلاد مسیح کو اڈیسہ کے پایہ تخت پر قبضہ کر لیا' تمام مردان مسیحی الگ کر دیئے گئے' ان کی بیویاں اور لڑکیاں فروخت کر دی گئیں' انطاکیہ اور یروشلم میں جب یہ خبر پہنچی تو سناٹا چھا گیا۔

اس وقت یروشلم میں تقریباً ایک ہزار نائٹ موجود تھے' شام میں بھی اس سے کچھ کم تعداد باقی تھی اگر امیر موصل نے اسی شدت سے انطاکیہ اور یروشلم پر حملہ کر دیا ہوتا۔ جس کا مظاہرہ اس نے اڈیسہ میں کیا تھا تو مسیحیوں کو جان کے لالے پڑ جاتے۔ انہوں نے بڑے مایوسانہ الفاظ میں اپنے حال زار پر پوپ کو توجہ دلائی اور تقاضا کیا کہ جہاد تازہ کے لئے جلد از جلد فتویٰ صادر کریں۔

پوپ ایگنس (Eugenius) مرد خرد مند تھا' فتویٰ جہاد صادر کرنے سے پہلے صورت احوال کا مشاہدہ کرنا بھی اس نے ضروری سمجھا' اس کام سے فارغ ہو کر اس نے شاہ لوئی ہفتم (Louis VII) بادشاہ فرانس اور فرانسیسی قوم کو پیام بھیجا کہ وہ مسیحیان ارض مقدس و شام کی کمک کے لئے اٹھ کھڑے ہوں' اس نے برنارڈ آف کلیروو (Bernard of Clairvaux) سے جو فرانس کی راہب جماعت کا سردار اور قائد تھا درخواست کی کہ مجاہدوں کی ایک فوج جلد از جلد مرتب کروا لے۔

برنارڈ بڑا آدمی تھا۔ تنظیمی صلاحیت سے بھرپور مقدس شخصیت کا حامل لیکن

Marfat.com

نہایت جوشیلا' آشفتہ مزاج اور متعصب شخص تھا' جیسا کہ ایک مرتبہ خود اس نے اعتراف کیا اس کے احساسات کبھی کبھی اس کی قوت فیصلہ پر غالب آ جاتے تھے' اس نے جنگ صلیبی کو کامیابی کے ساتھ انجام تک پہنچانے کا عزم کر لیا' اور اس طرح اس کے جوش و خروش نے پوپ کی وضع احتیاط کو شکست دے دی۔

جو کچھ گزری وہ یہ ہے:

"برنارڈ نے ایک بہت بڑی کانفرنس وسطی فرانس میں منعقد کی' اس کانفرنس میں شہنشاہ لوئی ہفتم' اس کا بھائی رابرٹ اور فرانس کے بہت سے امراء اور سردار شریک ہوئے' ان سب نے صلیب اٹھا کر عہد کیا کہ جنگ صلیبی کو کامیاب بنانے کے لئے بے دریغ روپیہ صرف کریں گے اور زیادہ سے زیادہ آدمی فراہم کریں گے' اس کے بعد برنارڈ شمالی بعید کے آزاد فرانسیسی رجواڑوں میں پہنچا' مزید روپیہ اور مزید سپاہی' یہ اس کا مطالبہ تھا' وہ لورین (Lorrain) برگنڈی (Burgundy) اور فلینڈرس (Flanders) بھی پہنچا' ابھی وہ یہیں تھا کہ معلوم ہوا کہ کونرڈ ہوہن شٹافن (Conard Hohen Staufen) شہنشاہ جرمنی کہیں رائن لینڈ (Rhine Land) کے پاس ہی موجود ہے' جہاں جرمن سرداروں اور رئیسوں کی پارلیمنٹ منعقد ہو رہی ہے یہ ایک خدا داد موقعہ ثابت ہوا' برنارڈ فوراً" تبلیغ جہاد کے لئے جرمنی پہنچ گیا' کافی ترغیب و تحریص کے بعد بالآخر شہنشاہ جرمن اور اس کے سرداروں اور امیروں نے صلیب اٹھا کر عہد جہاد کر لیا۔"

اس کامیابی نے برنارڈ کو باغ باغ کر دیا' پوپ کو خط لکھ کر اس نے فوراً" ہی خوشخبری پہنچا دی' ـــــ لیکن پوپ یہ خبر سن کر وحشت زدہ ہو گیا' وہ جانتا تھا کہ پہلی

Marfat.com

صلیبی جنگ کی تمام بدبختیاں سرداری اور امارت کی کشمکش باہمی کا نتیجہ تھیں اس کشمکش سے بچنے کے لئے اس نے صرف شہنشاہ اور اہل فرانس کو دعوت جہاد دی تھی' تاکہ دوسرے صلیبی جہاد میں کوئی حریف مقابل سامنے نہ آسکے اور اب کہ دو بادشاہ اور دو ملک' شریک جنگ ہونے کا فیصلہ کر چکے تھے' پوپ ایگنس نے محسوس کیا' برنارڈ سے یہ بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے' لیکن اب تیر کمان سے نکل چکا تھا' اب کیا ہو سکتا تھا؟

ایک سال بعد جرمن فوج اپنی تیاریاں مکمل کر کے آگے بڑھی' ہنگری ہوتی اور بلقان سے گزرتی بڑھتی رہی' جب تک یہ فوج بازنطینی علاقے میں نہیں پہنچ گئی' کوئی ناگوار واقعہ نہیں ہوا۔ لیکن پہلے بڑے شہر میں جب اس فوج کا داخلہ ہوا تو فتنہ بھی اٹھ کھڑا ہوا' جرمن پیادہ فوج نے ایک یونانی شعبدہ باز پر جادوگری کی تہمت لگائی اور اسے زندہ جلا دینے کا فیصلہ کر دیا۔ شہر کے لوگ اس شعبدہ باز کو اچھی طرح جانتے تھے' وہ اسے بچانے کے درپے ہو گئے' جنگ شروع ہو گئی' مضافاتی شہروں میں جرمن سپاہیوں نے لوٹ مار اور آتش زدگی شروع کر دی' یہاں سے یہ قافلہ آگے بڑھا' سارے راستے ادھم مچاتے رہے' قسطنطنیہ کے قریب پہنچنے کے بعد ایک جرمن جنرل نے اس بات پر بھڑک کر کہ ایک عیسائی خانقاہ کے راہبروں اور بعض جرمن سپاہیوں سے جھڑپ ہو گئی' صومعیا میں آگ لگا دی اور سارے آدمیوں کو زندہ جلا دیا' نیا بازنطینی شہنشاہ مینوئل (Manuel) جب جرمنوں کی آمد سے باخبر ہوا تو قسطنطنیہ میں ان کی آمد اسے ایک خطرہ نظر آیا' اس نے عزم مصمم کر لیا کہ انہیں کسی طرح بھی اپنے علاقے میں نہ آنے دے۔

شہنشاہ مینوئل نے بڑھ کر راستے ہی میں اونلڈ جرمن شہنشاہ سے ملا اور اسے مشورہ دیا کہ یہیں سے بحر مارمورا کی طرف مڑ جائے' تقاضائے دانش یہ ہے کہ آبنائے سے گزرتا ہوا ساحلی راستہ پکڑ لے اور انطاکیہ پہنچ جائے' مینوئل نے اسے متنبہ کیا

Marfat.com

کہ وہ میدانی علاقے سے اور نیقہ کے راستے سے نہ گزرے ورنہ اسے بھی ان ہلاکتوں اور بربادیوں سے سابقہ پڑے گا' جو پہلی سپاہ خدا کو پیش آ چکے تھے' لیکن اونلڈ کا عزم مصمم یہ تھا کہ اسی پرانے راستے سے گزرے گا' وہ مینوئل سے بدگمان ہو گیا کہ وہ چاہتا ہے اسے قسطنطنیہ سے نہ گزرنے دے۔

اونلڈ نے مینوئل کا مشورہ نظر انداز کر دیا اور اپنی راہ چلتا رہا۔ قسطنطنیہ سے گزرتا ہوا اپنی دس ہزار سپاہ کے ساتھ نیقہ پر حملہ آور ہوا' لیکن ایک ماہ سے کم مدت میں بہ حال تباہ واپس آیا' اس کا تمام ساز و سامان چھن گیا' دس ہزار کی سپاہ میں نو ہزار آدمی ہلاک یا گرفتار ہو گئے' اس کی فوج پر دن بھر کی تھکا دینے والی پوقدی کے بعد ایک بے آب و گیاہ ریگستانی علاقے میں رات کے وقت پہنچا' لشکر کے نائٹ' سپاہی اور پیادے آرام کی نیند سو گئے تھے' بہتر (72) گھوڑوں کو لے کر ایک دریا پر جو یہاں سے کافی فاصلے پر تھا پانی پلانے گئے ہوئے تھے۔ پیدل سپاہیوں کا ایک دستہ لداؤ گھوڑوں کی پیٹھ سے سامان اتار اور دوسرے کام کر رہا تھا' دفعتہ" ترکی فوج نے حملہ کر دیا' صرف ایک گھنٹے کی مدت میں یہ جنگ ختم ہو گئی' قسمت یاور تھی' اونلڈ اپنے باقی ماندہ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔

قسطنطنیہ تک فرانسیسی فوج نے بھی وہی راستہ اختیار کیا جو جرمنوں نے کیا تھا' لیکن وہ ان جرمنوں سے ایک ماہ بعد روانہ ہوئے' جب وہ بازنطینی علاقے میں پہنچے تو وہاں کے لوگوں کو ان حرکتوں کے باعث جو جرمنوں سے سرزد ہو چکی تھیں اتنا برانگیختہ پایا جیسے وہ کسی دوست ملک میں نہیں دشمن ملک میں پہنچ گئے ہیں' شہر کے دروازے بند' بازار سونے' خوراک اور رسد کا فراہم کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا' فرانسیسی شہنشاہ' مینوئل کو اپنی ان مشکلات کا سبب قرار دیتے تھے اور بہت برہم تھے' قسطنطنیہ پہنچے تو خشمگیں اور برہم' یہاں پہنچنے کے بعد ایک اور تکلیف وہ خبر یہ سننے میں آئی کہ شہنشاہ مینوئل نے بارہ سال کے لئے ترکوں سے صلح کر لی ہے' جس کا صاف

Marfat.com

مطلب یہ تھا کہ اس صلح کے باعث ترک نہایت بے فکری کے ساتھ صلیبی مجاہدوں سے اور شام کے عیسائیوں سے جنگ کر سکتے تھے۔ اسقف لانگریس (The Bishop of Langres) جو برنارڈ کی فوج میں تھا اور سسترسی فرقے (Cistercian) سے تعلق رکھتا تھا' بہت اچھا فوجی انجینئر بھی تھا' اس نے فوراً" ایک منصوبہ بنایا کہ قسطنطنیہ کا پانی بند کر دیا جائے' بہت سے فرانسیسی انگریز سردار اور امیر اس کے ہمراہ تھے' لیکن شہنشاہ لوئی نے بڑی مشکل سے انہیں باز نہ رکھا' اس نے انہیں اس پر بھی آمادہ کر لیا جیسا کہ مینوئل کا مشورہ تھا' کہ ساحلی راستے سے فوراً" ارض مقدس روانہ ہو جائیں۔

اس علاقے میں راہ نوردی کرنا وہ بھی کڑاکے کی سردی سہتے ہوئے' بہت تکلیف وہ تھا' رسد کا فراہم کرنا اور بھی دشوار تھا' راستے کا بڑا حصہ بھوک کی تکلیف اٹھاتے گذرا' ترک فوج سائے کی طرح پیچھے پیچھے پہنچی' اس نے آتے ہی شکار شروع کر دیا جہاں موقع ملتا بچھڑے ہوئے آدمیوں کے گلے کاٹتی' جو دستے خوراک اور چارے کی تلاش میں ادھر ادھر گھوم رہے ہوتے' انہیں عدم کا راستہ دکھاتی۔ رات کے اندھیرے میں شب خون مارتی' اور رخصت ہو جاتی' ایک شب خون کے موقع پر شہنشاہ لوئی نے درخت پر چڑھ کر جان بچائی' وہ چھپا بیٹھا رہا اور ترک سوار اس کے لشکر پر غارت گری کرتے رہے۔

فرانسیسی فوج ایشیائے کوچک کے جنوبی ساحل اطالیہ (Attalia) میں پہنچی تو اس جنگ گریزپا سے تنگ آ چکی چنانچہ باقی راستہ سمندر کے ذریعے طے کرنے کا فیصلہ کیا' لیکن تمام جہاز بازنطینیوں کی ملکیت تھے اور وہ اتنی گراں قیمت طلب کرتے تھے کہ صرف بادشاہ اور امراء اور روساء ہی یہ کمر شکن قیمت دے سکے' پیادہ فوج مجبور تھی کہ ساحلی راستے سے جنگ کناں گزرتی رہے۔

اس علاقے میں سفر کا جاری رکھنا بہت دشوار تھا' راستہ انتہائی بدتر اور ناہموار'

Marfat.com

قریب کے تمام دیہاتوں اور قصبوں میں ترکوں نے آگ لگا دی تھی' اور یہاں کے رہنے والوں کو اندرونی علاقے میں دھکیل دیا جاتا تھا۔ نہ پناہ ملتی تھی نہ خوراک' لوئی کی نصف سے زیادہ پیادہ فوج' بھوک' بیماری اور بے نوائی کے باعث اطالیہ اور انطاکیہ کے مابین زندگی کے جھمیلے سے آزاد تھی۔

آخرکار جب شہنشاہ لوئی اپنی فوج کے ساتھ انطاکیہ پہنچا تو وہاں کے عیسائیوں نے اس سے درخواست کی کہ فوراً" حلب پر جا کر حملہ کر دیں' یہ ایک معقول تجویز تھی' کیوں کہ مسلمان اس شہر کو مرکز بنا کر شام کے عیسائیوں پر حملے کر رہے تھے لیکن لوئی کو معلوم ہوا کہ مینوئل نے کونرڈ کو اور اس کی فوج کو اپنے جہازوں پر بٹھا کر جیل خانے پہنچا دیا ہے' فرانسیسی یہ نہیں چاہتے تھے کہ جرمن ان سے پہلے یروشلم پہنچ جائیں' چنانچہ انہوں نے شام کو اس کے حال پر چھوڑا اور خود جنوب کے راستے جلدی جلدی یروشلم روانہ ہو گئے۔

دونوں فوجیں (جرمنی اور فرانسیسی) چھ مہینے تک بیت المقدس میں مقیم رہیں اور جنگ باہمی کے سوا کوئی کارنامہ انجام نہ دے سکیں۔ فرانسیسی' جرمنوں کو طعنہ دیتے تھے کہ صحرا کی جنگ میں مسلمانوں سے شکست کھا گئے' جرمن' فرانسیسیوں پر طنز کرتے تھے کہ اپنے آدمیوں کو ساحلی راستے پر بھوک مصیبت اور ذلت کے حوالے کر کے چلے آئے' دونوں فوجوں کے قائد مسلمانوں کے خلاف چارہ جوئی کرنے کے کسی ایک منصوبے پر بھی متحد نہ ہو سکے' آخرکار دمشق پر حملہ کرنے کا انہوں نے فیصلہ کر لیا۔

لیکن یہ نہایت ہی عجیب و غریب فیصلہ تھا' امیر دمشق اب تک غیر جانب دار رہا تھا۔ وہ نہ امراء موصل کا دوست تھا' نہ ترکانِ سلجوق کا۔ جن سے کونرڈ کی فوج نے شکست کھائی تھی اس نے شام میں عیسائیوں پر مسلمانوں نے جو حملے کیے تھے' ان میں بھی کوئی حصہ نہیں لیا تھا۔ اس نے حکومت یروشلم کے خلاف بھی کسی جنگی سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کیا تھا' یہ اس ہمہ مجاہدان صلیب اس سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے

Marfat.com

ہوئے۔

دمشق کا محاصرہ چار روز تک جاری رہا' یہ شہر اس سے کہیں بڑا تھا' جتنا مسیحیوں کا خیال تھا' ان کے پاس اتنے آدمی نہیں تھے کہ اچھی طرح شہر کا محاصرہ کر سکیں' ان کے پاس فصیل شہر کی دیواروں میں رخنہ ڈالنے والے قلعہ کو ر آلات بھی نہ تھے اور مزید لطف یہ کہ جیسے ہی یہ وہاں پہنچے' اس بات پر لڑنے لگے کہ فتح کے بعد شہر کا فرماں روا کون ہو گا' جرمن یا فرانسیسی' اسی اثناء میں کہ یہ آپس میں برسرپیکار تھے' امیر دمشق نے اندازہ لگایا کہ اس کے پاس جو آدمی ہیں' وہ تعداد میں صلیبیوں سے زیادہ ہیں' چنانچہ اس نے حملہ کر دیا اور بغیر کسی خاص زحمت کے انہیں مار بھگایا اور جب وہ پسپائی کی حالت میں یروشلم کی طرف رخ کر کے بھاگے' تو جولائی کا سورج چمک رہا تھا' اور مسلمان تیر انداز' ان پر تیروں کی بارش کر رہے تھے' سینکڑوں آدمی اور گھوڑے ہلاک ہوئے۔

اس واقع کے بعد خشمگیں حالت میں کونرڈ وطن واپس چلا گیا۔ لوئی ہفتم' کچھ عرصے تک اطراف انطاکیہ و یروشلم میں آوارہ گردی کرتا رہا' اور ایک روز آخرکار اس نے اپنی مجاہدانہ ناکامی کو محسوس کر لیا' تو اس نے بھی وطن کی راہ لی' اس دور دراز بادیہ پیمائی کا حاصل یہ تھا۔

فرانسیسی امراء اور سپاہی' غم و غصہ سے بھرے ہوئے وطن پہنچے۔ وہ اب جرمنوں سے اتنی ہی نفرت کرتے تھے' جتنی بازنطینیوں سے' آدمی سے جب غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو اس کے اعتراف کی ہمت نہیں پاتا' ایسے بہت کم لوگ ہیں جو غلطی کریں اور اعتراف بھی کر لیں' مجاہدین صلیب بھی اسی طرح کے لوگ تھے' فرانسیسی کونرڈ پر الزام رکھتے تھے' کہ اس نے نیقہ کے جنوب میں اپنی ساری فوج گنوا دی' اپنی دوسری بدبختیوں اور نامرادیوں کا سہرا شہنشاہ مینوئل کے سر باندھتے تھے۔ یہ لوگ جب وطن پہنچے ——— ایک نئی صلیبی جنگ کا منصوبہ باندھ رہے تھے ——— صلیبی جنگ قسطنطنیہ

Marfat.com

کے خلاف شہنشاہ مینوئل کے خلاف' برنارڈ بھی اس منصوبے سے پورے طور پر متفق تھا' پیرس کا رئیس صومعہ بزرگ (The Great Abbot Suger) جو لوئی کی عدم موجودگی میں فرانس پر حکومت کر رہا تھا' اس راز کا حامی تھا۔ پوپ ایگنس نے لاکھ لاکھ سمجھایا کہ یہ احمقانہ حرکت ہو گی' شہنشاہ جرمن نے بھی سمجھانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن جو ہونا تھا' وہ ہو کر رہا' بداعتمادی اور بدگمانی نے ان میں تفرقہ ڈال دیا' ان میں سے اکثر لوگوں کا خیال تھا کہ بازنطینی تو مسلمانوں سے بھی بدتر دشمن ہیں۔

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق تھا وہ اب پہلے سے کہیں زیادہ متحد اور متفق تھے' ان کا عظیم قائد' نورالدین زنگی' یروشلم کی حکومت کو ختم کرنے کا منصوبہ اسی طرح تیار کر رہا جس طرح اس نے اڈیسہ کی حکومت کو ختم کر دیا تھا۔

○

Marfat.com

ساتواں باب

صلاح الدین کا بیت المقدس پر دوبارہ قبضہ

دوسری صلیبی جنگ کی ناکامی کے بعد ہر سال جو گزرتا تھا وہ یروشلم کی عیسائی حکومت کے ماتحت عیسائیوں کا حال اور زیادہ زار و زبوں کر دیتا تھا۔

نورالدین زنگی کا انتقال ہو گیا۔ ایک عرصے تک مسیحی یہ آس لگائے بیٹھے رہے کہ اس کی موت مسلمانوں کو کمزور اور پراگندہ کر دے گی' لیکن زنگی کی جگہ صلاح الدین نمودار ہوا اور یہ اپنے پیش رو سے بھی زیادہ عظیم و زعیم ثابت ہوا۔

اور اس وقت جب یروشلم' سب سے زیادہ اس کا حاجت مند تھا' بالڈون چہارم بادشاہ یروشلم' جو ایک دلیر جنگ آور اور بہترین سالار تھا' بیمار پڑا اور مر گیا' اس کا لڑکا بھی علیل تھا' تخت پر بیٹھنے کے چند ماہ بعد وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ آخر یروشلم کا تاج و تخت "گے آف لوزیان" (Guy of Lusiguan) کے نصیب میں آیا۔

گے کی تخت نشینی کا دن یروشلم کے لئے روز بد ثابت ہوا' جب اس کے بھائی نے یہ خبر سنی تو سراپا حیرت بن کر کہہ اٹھا "وہ لوگ جنہوں نے میرے بھائی کو تاجدار یروشلم بنایا ہے اگر مجھے جانتے ہوتے تو ضرور اپنا خدا بنا لیتے۔" گے تند خو اور شتاب کا دشمن تھا وہ فرانس سے ایک شخص کو قتل کرنے کے میں جلا وطن کر دیا گیا تھا وہ بالکل تازہ وارد تھا اور مسلمانوں سے جنگ کرنے کے انداز و اطوار سے ناآشنائے محض تھا' یروشلم میں ہر شخص نے اسے صلاح دی کہ صلاح الدین سے نجات حاصل کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ انتظار و تعطل کا کھیل کھیلا جائے' اگر صلاح الدین فصیل کی دیواروں تلے آ کر ٹھہرتا ہے اور میدان میں جم کر نہیں لڑتا' قلعہ بند ہو کر جنگ جاری

Marfat.com

رکھتا ہے تو بہت ممکن ہے اس کے آدمی انتظار و تعطل سے خستہ و درماندہ ہو کر اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور اپنے گھر چلے جائیں' تاٹ جو صحرا نشینوں کے شیوہ جنگ سے بخوبی واقف ہو چکے تھے' اچھی طرح محسوس کرتے تھے کہ مسلمان فوج کو جنگ کے بغیر ٹھہرائے رکھنا دشوار اور مشکل کام ہے۔

لیکن گے نے ان تمام باتوں پر دھیان نہ دیا' اس نے کہا' وہ بزدلانہ طریقہ اختیار نہیں کر سکتا۔ اس نے اس یقین کا اظہار کیا کہ صلاح الدین کو شکست دینے کی واحد صورت یہی ہے کہ اس کا تعاقب کیا جائے اور اسے جنگ پر مجبور کر دیا جائے' چنانچہ وادی اردن سے طبرقہ (Tiberqas) کی طرف اس نے کوچ کیا اور مسلم قلمرو سے دامن کشاں گزر گیا' صلاح الدین نے مقابلے میں آکر صف آرا ہونے میں تامل نہیں کیا' پہلے تو اس نے خوب موقع دیا کہ دشمن اپنے مرکز سے زیادہ دور ہوتا آگے بڑھتا چلا جائے' اور جب صلیبی مجاہد اس دام میں گرفتار ہو گئے وہ ناگہاں نمودار ہوا' اس نے راہ بازگشت مسدود کر دی اور انہیں ایک خشک وادی میں گھسیٹ لایا' گے نے اس طرح اپنے آپ کو بڑی مصیبت میں مبتلا کر لیا' اس کی سلطنت کے تمام مردان جنگی ہمراہ تھے' وہ اپنے ساتھ مزار مسیح کی اصل صلیب بھی لیتا آیا تھا۔ جسے وہ درفش جنگ کے طور پر استعمال کر رہا تھا' اس کے پاس جو کچھ بھی تھا داؤں پر لگ چکا تھا' اور اب بازی جیتنے کی کوئی امید نہیں رہ گئی تھی۔

گے کی فوج دامن کوہ میں مایوس و مضطر کھڑی اس وادی سرسبز و شاداب کو دیکھ رہی تھی جہاں سے جھیل کا پانی صاف طور پر جلوہ نما تھا لیکن یہ لوگ اپنے پنجرے سے باہر نہیں نکل سکتے تھے اور جہاں تھے وہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا' یہ ایک گرم اور بے باد دن تھا جولائی کا آغاز' غضب کی تپش' بڑی بے رحمی سے سورج مسیحیوں کے سر پر چمک رہا تھا۔

صبح ہوئی تو مسلمانوں نے وہاں کے خار زار میں آگ لگا دی' جو بہت جلد بھڑک اٹھی گرم گرم دھوئیں کا ایک پہاڑ بلند ہوا اور ان سب کے حلقوم و گلو میں اس طرح

Marfat.com

سمایا کہ سانس لینا دشوار ہو گیا' لیکن اس حالت یاس میں بھی گے اور اس کے آدمی دن بھر جنگ کرتے رہے۔ ان کے آخری گروہ نے جب ہتھیار ڈالے تو شدت گرما و تشنگی سے یہ اتنے نڈھال ہو چکے تھے کہ ان کے لئے کھڑا ہونا دشوار ہو رہا تھا اور ان میں سے بعض تو اتنے ناچار ہو چکے تھے کہ فاتح کو اپنی تلوار تک سونپنے کی سکت نہیں رکھتے تھے' انہیں ہتھیار ڈالتے دیکھ کر صلاح الدین کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلملانے لگے' اس نے محسوس کر لیا کہ یروشلم اب اس کا ہے اور بالاخر اس نے ارض مقدس کو عیسائیوں سے واپس لے لیا' گرمیوں کے باقی سارے موسم میں وہ ایک کے بعد دوسرے قلعے پر قبضہ کرتا رہا' اکتوبر کے مہینے میں' وہ یروشلم آیا اور مسجد عمر میں دوگانہ شکر ادا کیا۔

صلاح الدین رحم دل اور نصفت شعار فرماں روا تھا' اس نے گے آف لوزیان کی جاں بخشی کی' جو نائٹ میدان جنگ میں قتل یا گرفتار ہوئے ان کے بیوی بچوں کو اجازت دے دی کہ آزادی کے ساتھ رہیں یا جہاں چاہیں چلے جائیں' اس نے یروشلم کی مسیحی عمارت کو نذر آتش نہیں ہونے دیا اور داخلہ یروشلم کے صرف تین دن کے بعد اس نے تمام کلیسا اور گرجے راہبوں اور اسقفوں کے حوالے کر دیئے' مزار مقدس مسیحؑ تین دن تک بند رہا لیکن اس کے بعد مسیحی زائروں کے لئے کھول دیا گیا۔

لیکن حقیقت بہرحال حقیقت تھی' صلیب مسیحؑ اور ارض مقدس پر اب مسلمانوں کا قبضہ تھا' یورپ میں خبر پہنچی کہ پہلی صلیبی جنگ بے فرجام ثابت ہوئی! سارا کیا کرایا غارت گیا۔

○

Marfat.com

آٹھواں باب

دو بادشاہ میدان جہاد میں

تیسری صلیبی جنگ کے وقت رچرڈ اول (Richard I) شاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس (Philip Augustus) شہنشاہ فرانس بڑے گہرے دوست تھے' جب یہ جنگ ختم ہوئی تو یہ بدترین دشمن بن چکے تھے' اور ایک دوسرے سے ہولناک جنگ کرنے کے لئے پر تول رہے تھے' ان دونوں کی دوستی بجائے خود حیرت انگیز تھی کیونکہ دونوں میں کوئی چیز مماثل نہ تھی۔

رچرڈ بلند و بالا' قد آور' سرخ مو' اور پہلوان صورت شخص تھا جب کوئی بات دماغ میں آتی اسے فورا" انجام تک پہنچا کر دم لیتا' اور جو کچھ سوچتا بے محابا بیان کر دیتا' جنگ و پیکار' سیر و شکار اور ہوائے خوشگوار سے زیادہ اسے کوئی چیز عزیز و محبوب نہیں تھی' اس کے برعکس فلپ آگسٹس مرد لاغر اندام و ضعیف جثہ تھا خطرے کو دعوت دیتے ہچکچاتا تھا' وہ سازش اور گوشہ تاریک میں خفیہ منصوبوں کا قائل تھا' اس کا محبوب ترین کھیل یہ تھا کہ ایک کی امیدوں اور حوصلوں کو دوسرے کی امیدوں اور حوصلوں سے ٹکراتا رہے' ان دونوں (رچرڈ اور فلپ) کے بارے میں یہ بات تو بہ آسانی سمجھ میں آسکتی تھی' کہ دشمن کیوں ہیں؟ لیکن دوست کیوں ہیں یہ سمجھنا آسان نہ تھا۔

لیکن جولائی 1190ء میں' یہ دونوں جب وزلے (Vezelay) میں اپنی مسلح فوجوں کے ساتھ ارض مقدس کے سفر پر جاتے ہوئے ملے تو بڑے گہرے دوست تھے' یہ برگنڈی کے نخلستانوں سے لیون (Lyons) تک شانہ بہ شانہ ہنستے باتیں کرتے اس طرح راہ پیمائی کر رہے تھے جیسے کسی کھیل تماشے میں حصہ لینے جا رہے ہوں' لیون سے ان

Marfat.com

دونوں کا راستہ جدا ہو گیا' شہنشاہ فرانس نے جنوا (Genoa) کا رخ کیا' جہاں اطالیہ کا ایک بحری بیڑا اس کا اور اس کے سپاہیوں کا انتظار کر رہا تھا' رچرڈ رون (Rhone) سے مارسیلز (Marseilles) پہنچا جہاں اس کے جہازوں کو موجود ملنا چاہئے تھا' رچرڈ کا یہ بیڑا' خلیج بسکے (Biscay) سے ہوتا ہوا براہ اسپین آ رہا تھا' لیکن اس کے ملاحوں اور سپاہیوں کو ایک خود اختیاری جنگ میں مصروف ہو جانا پڑا' ان لوگوں نے دیکھا کہ لزبن (Lisbon) میں' پرتگیزوں اور مسلمانوں کے مابین لڑائی ہو رہی ہے چنانچہ پرتگیزوں کو مدد دینے کے لئے انگریز اتر پڑے' اس طرح مقام موعود پر پہنچنے میں انہیں ایک مہینے کی تاخیر ہو گئی۔

دو مہینے کی مدت تو رچرڈ نے مارسیلز میں بہ حالت انتظار و تعطل بسر کر دی' پھر اس کی طبیعت گھبرا گئی' اس نے چند کشتیاں کرائے پر لیں اور سیر و تفریح کے لئے سواحل اطالیہ کی طرف چل کھڑا ہوا اور اپنے انگریزی بیڑے کے لئے پیام چھوڑ گیا کہ سسلی (Sicily) میں بہ مقام میسنا (Messina) اس سے آ ملے۔

رچرڈ کا بحری بیڑا' 106 جنگی کشتیوں پر مشتمل تھا' بار برداری کی کشتیاں بھی اسی میں شامل تھیں' یہ بیڑا شمالی میسنا میں اس سے آ ملا' پھر سب اسی روز اپنے جنگی پرچموں اور علموں کی نمائش کرتے ہوئے' ترہی اور قرنا بجاتے بندر پر پہنچے فرانسیسی شہنشاہ نے اپنے عرشہ جہاز سے رچرڈ کو اترتے دیکھا' پھر وہ اس سے تپاک و گرم جوشی کے ساتھ آ کر ملا لیکن اس تپاک اور گرم جوشی کے باوجود کوئی ایسی بات بھی تھی جس نے رچرڈ کو مشتبہ بنا دیا تھا۔

بادشاہ انگلستان جب اپنی قیام گاہ پر پہنچا تو اس کی بدگمانی کچھ اور بڑھ گئی' اسے اطراف شہر میں ایک چھوٹا سا مکان رہنے کے لئے دیا گیا' اس کے لشکریوں کے لئے نزد ساحل ایک حقیر سی چھاؤنی مہیا کی گئی فرانسیسی شہنشاہ شہر کے قصر شاہی میں مقیم تھا اور اس کے سپاہی رچرڈ کے سپاہیوں کی طرح فصیل سے باہر نہیں' شہر کے اندر مقیم تھے ٹانکرو شاہ سسلی ایک دور و درانہ مقام پلرمو (Palermo) میں مقیم تھا' اس نے رچرڈ

Marfat.com

کو خیر مقدم کا کوئی پیام بھی نہیں بھیجا' لیکن یہ طرز عمل اس کے لئے کچھ تعجب خیز بھی نہ تھا' کیونکہ یہ ٹانکرو ایک غاصب فرماں روا تھا' اس نے سابق شاہ سسلی نیک ولیم (William The Good) کی وفات پر زبردستی تاج شہریاری پہن لیا تھا' ولیم کی شادی ایک انگریز خاتون' یعنی شاہ رچرڈ کی بہن جونا (Joanna) سے ہوئی تھی جب ولیم کا انتقال ہوا تو وہ ایک بہت بڑی رقم رچرڈ کے باپ ہنری دوم (Henry II) کے لئے چھوڑ گیا' لیکن جب ٹانکرو سریر آرا ہوا' تو اس نے جونا کو قیدی کر لیا اور اس کا روپیہ اپنے تصرف میں لے آیا' رچرڈ نے ایک مختصر سا نامہ لکھ کر اپنی بہن اور اس کے روپے کا مطالبہ کیا' ٹانکرو نے جونا کو تو بھیج دیا' لیکن روپیہ واپس نہیں کیا' رچرڈ کو بدگمانی ہوئی کہ ممکن ہے فلپ آگسٹس اور ٹانکرو اسے دغا دینا چاہتے ہوں' چنانچہ اپنے آدمیوں کو تاکید کر دی کہ ہوشیار رہیں۔

رچرڈ اپنے طرز عمل میں بالکل حق بہ جانب تھا 4۔ اکتوبر کو رچرڈ ایک کانفرنس میں فلپ آگسٹس اور ٹانکرو کے فرستادہ نمائندوں سے نئی جنگ صلیبی برپا کرنے کے سلسلے میں صلاح و مشورے کے لئے گیا۔ عین اس وقت جب رچرڈ کانفرنس میں موجود تھا سسلی فوج نے بڑی خاموشی سے انگلش کیمپ کا محاصرہ کر لیا شہر کے دروازے بند کر دیئے اور فصیل پر قبضہ جما لیا' یہ سارے کام کرنے کے بعد رچرڈ کے خیمہ شاہی پر دھاوا بول دیا' لیکن انگریز سپاہی مسلح اور آمادہ جنگ تھے' انہوں نے ٹانکرو کی فوج کا ترکی بہ ترکی جواب دیا' دس گھنٹے کی مدت میں رچرڈ نے سسلی کی فوج کا منہ پھیر دیا' یہ لوگ بری طرح بھاگے' بس پھر کیا تھا' شہر کے دروازے توڑ ڈالے گئے اور سارا شہر لوٹ لیا گیا' رچرڈ نے اپنے سپاہیوں کو اجازت دے دی تھی کہ سسلی فوج کی غداری اور شرارت کا جواب اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ جو کچھ ہاتھ آئے لوٹ لیا جائے' دوسرے روز صبح رچرڈ نے اپنا پرچم' جس پر تین چیتوں کی تصویر بنی ہوئی تھی مسینا کے برجوں پر لہرا دیا۔ مسینا اب اس کے قبضے میں تھا' ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے دشمن کا شہر فتح کر لینے پر جشن مسرت منایا جا رہا ہے۔

Marfat.com

ٹانکرو بدحواس اور سراسیمہ وہ سارا روپیہ لے کر جو رچرڈ نے طلب کیا تھا' حاضر ہوا' ساتھ ہی ساتھ اس نے وہ خطوط بھی پیش کر دیئے جو فلپ آگسٹس نے اسے رچرڈ پر حملہ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے لکھے تھے' رچرڈ فوراً" غضبناک اور خشمگیں حالت میں شاہ فرانس سے ملنے پہنچا اور اس سے جواب طلب کیا' فلپ نے بے تامل جواب دیا' یہ خطوط جعلی اور خود ساختہ ہیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ رچرڈ یہ باتیں اس لئے کر رہا ہے کہ وہ ایک بد سرشت انسان ہے' اس بہانے سے وہ اس کی (شہنشاہ فرانس کی) بہن اولائیس (Adalais) سے اپنی منگنی توڑ دینا چاہتا ہے' رچرڈ خاموش رہا' فلپ آگسٹس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا' اسے اپنے جاسوسوں سے اطلاع مل چکی ہے کہ وہ اسپین کی شہزادی برنگاریہ (Berengaria) سے شادی کرنا چاہتا ہے' حالانکہ اولائیس سے باقاعدہ منگنی کی رسم انجام پا چکی ہے اور شہزادی برنگاریہ مسینا کے ارادے سے روانہ بھی ہو چکی ہے۔ رچرڈ نے خشک لہجے میں جواب دیا یہ سب سچ ہے' فلپ آگسٹس نے بڑی چالاکی سے' اپنی دغا کو پس پشت ڈال کر' اپنی بہن کی شادی کا بکھیڑا شروع کر دیا' آخرکار دونوں میں صلح ہو گئی' رچرڈ نے ایک رقم خطیر اولائیس کو تلافی مافات کے طور پر ادا کرنے کا وعدہ کر لیا اور یہ بات کہ ٹانکرو کے پیش کئے ہوئے خطوط اصلی ہیں یا جعلی فراموش کر گیا۔

دونوں بادشاہوں نے موسم سرما میں مسینا میں ساتھ رہ کر گزارا' مارچ میں فرانسیسی فوجیں اہل جنیوا کے جہازوں پر بیت المقدس روانہ ہو گئیں' دو روز کے بعد' ایک ہولناک طوفان نے انگریزی بیڑے کو تتر بتر کر دیا' کئی جہاز تو بہتے بہتے کریٹ جیسے دور و دراز مقام پر پہنچ گئے' پھر جب بڑی مشکل سے یہ بیڑا پھر مجتمع ہوا تو پچیس جہاز لاپتہ تھے' ان میں دو بار برداری کے جہاز بھی تھے' ایک جہاز تو وہ تھا جس پر وہ رقم خطیر تھی جو رچرڈ اپنے ساتھ لایا تھا اور دوسرے جہاز پر اس کی بہن جونا اور منگیتر برنگاریہ سوار تھیں' رچرڈ نے کئی سبک سیر کشتیاں تلاش میں روانہ کیں' انہوں نے قبرص (Cyprus) کے مقام لیماسول (Limmasol) میں جا لیا' اتفاق سے یہاں بیڑے کے

Marfat.com

تین چار جہاز اور بھی ساحل سے لگے ہوئے مل گئے قبرص کے بادشاہ اسحاق (Isaac) نے رچرڈ کے ان تمام آدمیوں کو جو ڈوبتے اچھلتے وہاں پہنچے تھے' گرفتار کر لیا تھا' ان کی ساری پونجی چھین لی تھی اور انہیں کھانے پینے تک سے محروم کر دیا اس نے دو بار برداری کے' اور کئی دوسری طرح کے انگلش جہاز اپنے قبضہ میں کر لئے تھے' یہ اس کا مال غنیمت تھا' رچرڈ کو جب اس رہزنی کی اطلاع ملی تو اسے سخت غصہ آیا' فورا" قبرص روانہ ہو گیا کہ شاہ قبرص کو اس شرارت کا مزا چکھائے۔

رچرڈ لیماسول پہنچا اور ایک مختصر سی جنگ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا' دوسرے دن اس نے قبرص کی فوج کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور اس کی چھاؤنی پر قبضہ کر لیا' اس نے جشن شادمانی وہیں برنگاریہ سے شادی کر کے رچایا' اس جشن سے فارغ ہوتے ہی اسحاق سے ملنے روانہ ہو گیا' یہ ایک شاندار اجتماع تھا' شاہ قبرص شہنشاہان روم کے مانند جامہ ارغوانی میں ملبوس تھا' رچرڈ لباس عروسی سے آراستہ تھا۔۔۔۔ لباس نیم تن برنگ گل سرخ' زیب جسم' کلاہ آتشیں رنگ برسر' سینے پر ادائے زرکار طلائی دستے کی شمشیر خارا شگاف حمائل' جس گھوڑے پر سوار ہوا اس کی زین سرخ رنگ کی تھی اور اس میں ستارہ زریں جڑے ہوئے تھے' ملاقات اس خیمہ زیبائے منقش میں ہوئی' جو ایک بیشہ انجیر میں نصب تھا' یہ خیمہ اسحاق کے لئے بنا نہیں تھا' کیونکہ ابھی چند دن پہلے تک خود اس کا تھا!

ملاقات دوستانہ ماحول میں ہوئی' دونوں بادشاہوں نے بوسہ صلح کا تبادلہ کیا' لیکن جب اسحاق نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو محسوس کیا کہ خواہ یہ بات اسے پسند ہو یا ناپسند اب وہ رچرڈ کا "مہمان" تھا' آخر تاریکی شب میں اس نے خیمہ چاک کیا' چپکے سے باہر نکلا' اپنے اسپ وفادار فاول (Fauvel) کو تلاش کیا اور تیرگی شب میں جان بچا کر نکل بھاگا۔

رچرڈ نے' اسحاق اور اس کے اسپ وفادار فاول کی تلاش کامل پندرہ روز تک جاری رکھی' تعاقب کے دوران میں اس نے قبرص کے ہر قلعے اور شہر پر قبضہ کر لیا'

Marfat.com

آخر اسحاق ایک روز خود رچرڈ کے حضور میں حاضر ہو گیا' انتہائی سراسیمگی کی حالت میں اس نے صرف دو التجائیں پیش کیں' ایک جان کی سلامتی دوسرے اس وعدہ کا ایفا کہ وہ اسے زنجیر آہن میں گرفتار نہیں کرے گا' رچرڈ نے زہر خند کرتے ہوئے دونوں باتیں مان لیں' پھر نقرئی زنجیریں منگوا کر اسے ایک معزز قیدی بنا لیا۔

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ دوران تعاقب میں رچرڈ نے اسحاق کو قریب قریب جا لیا' لیکن ہر مرتبہ اسحاق نے فاول کو مہمیز لگائی اور تعاقب کرنے والے صبا رفتار گھوڑوں کو پیچھے کہیں پیچھے چھوڑ کر نظر سے اوجھل ہو گیا' جیسے جیسے تعاقب جاری رہا' رچرڈ کے دل میں فاول پر قبضہ جمانے کی آرزو چٹکیاں لینے لگی اور اب کہ فاول اس کے قبضے میں تھا' وہ بہت خوش تھا' اس نئی سلطنت کے ملنے کی بھی اتنی خوشی نہ تھی' جتنی فاول کو پا لینے کی فاول سے اچھا اور طرح دار گھوڑا آج تک اس نے نہیں دیکھا تھا' فاول کے ساتھ اسے کیا کرنا تھا یہ تو اس نے سوچ لیا تھا' لیکن اس نو مقبوضہ جزیرہ قبرص کے بارے میں اس نے ابھی کچھ نہیں سوچا تھا۔

اسحاق کو سیمیں زنجیروں میں جکڑ دینے کے بعد رچرڈ مزید آٹھ دن تک قبرص میں مقیم رہا' پھر وہاں سے جہاز پر بیٹھ کر ارض مقدس کی راہ لی اور پھر یہاں کبھی واپس نہیں آیا' بعد میں اس نے یہ نو مقبوضہ مملکت تحفہ کے طور پر گے آف لوزینان کو عطا کر دی' تاکہ بیت المقدس کی حکومت ہاتھ سے نکل جانے کا جو غم اسے پہنچا ہے' اس کی تلافی ہو جائے' لیکن فاول کو جب تک وہ بیت المقدس میں رہا اپنے سے جدا نہیں کیا' اور اس جوڑے (رچرڈ اور فاول) کی کہانی صدیوں تک مسلمانوں کے گیتوں اور نغموں میں گائی جاتی رہی!

○

Marfat.com

نواں باب

رچرڈ شیر دل

جون کے مہینے میں جب رچرڈ ارض مقدس پہنچا' تو شہر عکہ (Acre) کے باہر فلپ آگسٹس کے ساتھ شریک ہو گیا' جہاں دو سال سے مسیحی مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔

عکہ سمندر کے اندر ایک ابھری ہوئی چٹان پر واقع تھا۔ اس کی فصیل کی دیواریں چٹان کو گھیرتی ہوئی اصل سرزمین تک اس طرح چلی آتی تھیں جیسے انگریزی کا حرف "L" یہاں پر ایک بڑا سا برج تھا۔ جس کا نام مسیحیوں نے برج شوم رکھا تھا۔ عیسائیوں کا لشکر فصیل سے باہر تھا اور فصیل کی دیوار کے ساتھ دریا بہ دریا دور تک چلا گیا تھا' عیسائیوں کے لشکر کی پشت پر صلاح الدین کی فوج تھی۔ صورت حال یہ تھی کہ عیسائی مسلمانان اندرون شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اور خارج شہر کی مسلمان فوج عیسائی لشکر کا محاصرہ کئے ہوئے تھی' اس طرح محاصرہ کرنے والے خود محصور ہو کر رہ گئے تھے۔

رچرڈ نے مسیحی لائن پر ایک نظر ڈالی اور محسوس کیا کہ عیسائی لشکر دیوار شہر سے کافی دور تھا۔ چنانچہ محاصرے کا طریقہ وہ اچھی طرح جانتا تھا' اس کی رائے میں صحیح تدبیر یہ تھی کہ جنگ نزدیک سے کی جائے' تیر اندازوں میں اور منجنیقوں کو ایسی جگہ پر متعین کیا گیا جو دیوار شہر سے بہت زیادہ قریب تھے تاکہ مدافعین پر تیروں اور پتھروں کی بارش اس طرح ہو سکے کہ کوئی وار خالی نہ جائے' فوجی انجینئر بہ آسانی دیوار میں شگاف پیدا کر سکیں' اور مدافعین کو افراتفری میں مبتلا کر سکیں' اس نے جیسے ہی عیسائی فوجیوں

Marfat.com

کے نقطہ ترتیب پر ایک نظر ڈالی' یہ محسوس کر لیا کہ مسیحی سپاہی دیوار عکہ سے اتنی دور ہیں کہ وہ مدافعین کو کوئی حقیقی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

رچرڈ نے جب فرانسیسی سرداران فوج سے اپنے اس خیال کا اظہار کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ "ہم سب کچھ اچھی طرح جانتے ہیں۔" لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر چوبی منجنیقیں زیادہ نزدیک پہنچائی گئیں' تو مسلمان آتش ریز ہانڈیاں پھینک کر سارا کھیل بگاڑ دیں گے بہت سی چوبی منجنیقیں مسلمانوں کی آتش ریز ہانڈیوں سے اسی طرح ضائع ہو چکی ہیں' فلپ آگسٹس کے مہندسین نے اس دشواری کا حال گویا معلوم کر لیا' ان کا خیال تھا کہ چونکہ آتش ریز مسالہ تانبے کی ہانڈیوں سے پھینکا جاتا ہے اور وہ نہیں چلتیں لہٰذا اگر تانبے کی چادریں منجنیقوں پر چڑھا دی جائیں تو آگ نہیں لگے گی' خواہ ان میں کیسا ہی آتش ریز مسالہ بھرا ہو' چنانچہ مسلمانوں پر نیا حملہ کرنے کے لئے فرانسیسیوں نے فوراً" ہی منجنیقوں پر تانبے کی چادریں چڑھا دیں۔

فرانسیسی فوجوں نے اس نئی تیاری کے بعد جب مسلمانوں پر حملہ کیا تو رچرڈ یہ منظر دیکھ رہا تھا' فرانسیسیوں کی ساری امیدیں اپنے اس چرخ دار چوبی برج سے وابستہ تھیں۔ جس کی لمبائی دیوار عکہ سے بھی زیادہ تھی' جس کی بالائی سطح پر بیٹھ کر تیر انداز بڑی آسانی سے برج شوم کے مدافعین کو چھلنی کر سکتے تھے' جیسے ہی یہ چوبی برج اپنی سماع خراش گڑگڑاہٹ کے ساتھ تانبے کی شفاف چادروں میں لپٹا ہوا جو سورج کی روشنی میں آئینہ کی طرح چمک رہی تھیں' آگے بڑھا' مسلمانوں نے آتش باری شروع کر دی' مسلمانوں نے پے در پے مٹی کی ہانڈیوں میں آتش ریز مسالہ رکھ کر پھینکنا شروع کیا' ہانڈیاں آتیں اور ٹکرا کر ٹوٹ جاتیں۔ کوئی شعلہ نہیں پیدا ہوا' ہانڈیوں کے ٹوٹنے سے ایک بے رنگ سا آبی مسالہ نکلتا اور ہر طرف پھیل جاتا' مسلمانوں کی اس ناکامی پر فرانسیسی بہت خوش ہوئے' تانبے کی چادروں نے سارا کام بنا دیا' مسلسل آتش ریز ہانڈیاں پھینکی جا رہی تھیں اور ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ رہی تھیں' لیکن فرانسیسیوں کے

Marfat.com

برج چرخ دار پر اس کے سوا کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ کہ تیر اندازوں کا لباس تر ہو گیا' برج کی لکڑی بھیگ گئی کسی طرح کا نقصان نہیں ہوا' جو فرانسیسی برج پر چڑھے ہوئے تھے' انہوں نے برج شوم کے مدافعین پر تیر برسانا شروع کر دیئے' دفعتہ" ایک شرارہ ریز اور فروزاں شہتیر دیوار مکہ سے آکر برج چوبین پر گرا۔ چند سیکنڈ میں شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے' اور برج آگ کی لپیٹ میں آگیا۔ سفید دھوئیں کا ایک بگولا برج کے چاروں طرف پھیل گیا' ایک منٹ کے اندر وہ جل بھن کر برباد ہو گیا' جتنے آدمی برج پر تھے زندہ جل گئے۔

فرانسیسیوں پر ایسا ہراس طاری ہوا کہ وہ حواس باختہ ہو گئے حملہ ناکام ہو گیا۔

اس ناکامی نے فلپ آگسٹس کو بیمار کر دیا۔ چند روز بعد تپ لرزاں میں مبتلا ہو کر بستر پر گر پڑا' اس کی فوج میں بھی یہ بیماری پھیل گئی' اس کا ابن عم کونٹ آف فلانڈرس (Count of Flanders) اور اس کے کئی سو آدمی مر گئے' علاوہ ازیں ناروے سویڈن' ڈنمارک کے بھی کئی سو آدمی جاں بحق ہوئے' فلپ آگسٹس سہما ہوا تھا کہ اب وہ بھی نہیں بچ سکے گا' اسے سخت افسوس ہو رہا تھا کہ وہ فرانس سے یہاں جان دینے کیوں آیا' اب تک صلیبی مجاہدوں کا متفقہ لیڈر وہی تھا' لیکن اب وہ بیمار اور مایوس تھا۔ سپاہ نے اس سے منہ موڑا اور رچرڈ کی سالاری قبول کر لی۔

خود رچرڈ بھی بخار میں مبتلا تھا' لیکن اس بیماری کا اثر اس پر دوسرا پڑا' بخار کی حالت میں بھی اسے صرف ایک دھن تھی کہ جلد از جلد محاصرے کو اتمام تک پہنچایا جائے۔ اس نے انگریز سپاہیوں کو حکم دیا۔ ہر قیمت پر برج شوم پر قبضہ کر لیا جائے' یہی نہیں تیروں کی بوچھاڑ میں اپنے بستر علالت پر بخار سے لرزاں اور پسینے میں غرق محاذ جنگ پر لیٹے لیٹے پہنچتا تھا' اور اپنے آدمیوں کا حوصلہ بلند کرتا تھا۔ اس کے بستر پر فولادی کمان رکھی رہتی تھی' جہاں کوئی مسلمان بر سر دیوار مکہ نظر آیا' اس کا تیر تیر قضا بن کر سینے میں پیوست ہو گیا' اس کے جانبازوں نے چمڑے سے مڑی ہوئی سپر کی چادر بستر پر تان دی تھی اور سرکے سے شرابور کر کے اسے فائر پروف بنا دیا تھا' تاکہ آتش ریز

Marfat.com

ہانڈیاں اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں' اس حالت میں کہ انگریز تیر انداز مسلمانوں کو دیوار سے پیچھے دھکیل رہے تھے' ان کے نقب زن دیوار کے پیچھے نیچے سرنگ کھود رہے تھے' پتھروں میں شگاف کر کر کے ان میں لکڑیاں رکھ رہے تھے کہ آسانی سے ان میں آگ لگ سکے' جب یہ کام ختم ہو گیا تو وہ سرنگ سے باہر آ گئے اور فلیتہ لگا دیا' ساتھ ہی ساتھ دھوئیں کا نہایت موٹا تودا سا نکلا' فوراً ہی اس نے شعلہ پکڑ لیا' ساری فوج برج شوم کے سقوط کا نظارہ دیکھنے سراپا اشتیاق بنی کھڑی تھی لیکن جب لکڑیوں کے تختوں میں آگ لگی اور بھڑکی تو سنگ و خاک کا ایک تودہ عظیم اٹھ کھڑا ہوا' برج شوم آگ کے شعلے کی طرح بھڑکنے لگا اور مسیحیوں کی صف کی طرف جھک پڑا' لیکن گرا نہیں۔

رچرڈ خشمگیں اور غضبناک یہ منظر دیکھ رہا تھا' مہندسین کی اس بے تدبیری پر نفرت اور ملامت کی' پھر خود آگے بڑھا' اپنے آدمیوں کو آواز دے کر بلایا اور اعلان کیا' جو شخص دیوار عکہ سے ایک پتھر اکھاڑ لائے گا' اسے دو اشرفیاں انعام ملیں گی۔ پیادے اور نقب زن مسلمانوں کو فصیل پر جما ہوا دیکھ رہے تھے۔ کسی میں آگے بڑھنے کی جرات نہ ہوئی' ایک پتھر چار اشرفی' رچرڈ چیخا' انگریز سپاہی اپنے ساز و سامان کے ساتھ آگے بڑھے۔

ساری رات بڑے کرب اور اذیت میں گزری۔ مسلمانوں نے سینکڑوں عیسائیوں کو جیسے ہی چاند کی روشنی میں پتھر اکھاڑنے وہ آگے بڑھتے تھے' موت کے گھاٹ اتار دیا' آخر دوسرے روز برج شوم زمین پر گرا اور فصیل میں ایک بہت بڑا شگاف پڑ گیا۔

مسیحی ہجوم کرتے ہوئے بڑھے' ان کی سربراہی اوبری کلیمنٹ (Aubrey Clement) ایک نائٹ کر رہا تھا' جس نے قسم کھائی تھی' یا تو آج عکہ میں داخل ہو جائے گا ورنہ جان دے دے گا صلیبیوں نے دیکھا وہ تنہا رخنہ دیوار میں کھڑا انہیں اپنی طرف بلا رہا ہے' اتنے میں پچاس ساٹھ مسلمانوں کا ایک غول اس کی طرف لپکا' چند لمحوں بعد بہادران صلیب اس کے جسد بے جان کے کنارے کھڑے تھے

Marfat.com

اور عکہ پر نظر گاڑے ہوئے تھے' اتنے میں مٹی کی آتش ریز ہانڈیاں تابڑ توڑ' ان کے پاس آ آ کر گرنے لگیں' ان کے جامہ رزم اور زرہ ترین پر وہی آب گونہ بے رنگ' جو فرانسیسیوں کے چوبی برج پر ٹپکا تھا' انہیں لت پت کرنے لگا اور ساتھ ہی ساتھ تیر و پیکان کی بوچھاڑ بھی شروع ہو گئی' جن کی نوک پر آتشیں فلیتے بنے ہوئے تھے' صلیبی مجاہدوں نے ایسا محسوس کیا کہ سارا برج آگ کا شعلہ بن گیا ہے' اور اس کے پتھر ٹوٹ ٹوٹ کر ان کے سر پر گر رہے ہیں' اسلحہ پھینک کر اور جلتے ہوئے کپڑے پھاڑ کر وہ مڑے اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے' عکہ ابھی تک اپنی جگہ پر تھا' اگرچہ برج شوم گر چکا تھا۔

لیکن مسلمانان عکہ درحقیقت شکست کھا چکے تھے۔ رچرڈ کے لشکر کو پیچھے دھکیلنے کے بعد جائزہ لیا تو معلوم ہوا' تیس ہزار آدمی جو انہوں نے نگہداری شہر کے لئے مقرر کئے تھے' بالکل ضائع گئے۔ چھ ہزار آدمی تو ہلاک ہو گئے' ان کی بڑی تعداد زخمی' بیمار یا ناچار ہو چکی تھی' آتش ریز ہانڈیوں کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا' تیر و پیکاں کا اسٹاک بھی جواب دے چکا تھا۔ دو سال تک وہ مجاہدین صلیب کا دباؤ برداشت کرتے رہے' اب انہیں یہ آس بھی نہ رہی تھی کہ صلاح الدین مسیحی حلقے کو توڑ کر انہیں اس مصیبت سے نجات دے سکے گا۔

صلاح الدین نے جب یہ سنا کہ عکہ میں اس کے آدمی گرفتار ہو چکے ہیں' تو اس نے فدیہ دے کر انہیں رہا کرانے کی کوشش کی' صلیبیوں نے گراں بہا معاوضہ رہائی طلب کیا' ان کا پہلا مطالبہ یہ تھا کہ حقیقی صلیب مسیحی جو صلاح الدین نے گائی آف لوزگنان سے چھینی تھی واپس کر دے' دوسرا مطالبہ یہ تھا کہ جو سولہ سو صلیبی صلاح الدین کے پاس قید ہیں رہا کر دیئے جائیں۔ تیسرا مطالبہ یہ تھا کہ دو لاکھ اشرفیاں دی جائیں' مجاہدین صلیب نے کہا' جب تک آخری مسیحی رہا ہو کر نہ آ جائے اور آخری سکہ فدیہ وصول نہ ہو جائے مسلمان زندانی رہا نہیں کئے جائیں گے۔

اس اثناء میں کہ صلیبی مجاہد صلاح الدین کے پاس سے زر فدیہ وصول ہونے کا

Marfat.com

انتظار کر رہے تھے وہ مصروف عیش و آسائش ہو گئے اور آپس میں لڑنا شروع کر دیا' فلپ آگسٹس کو شدید بیماری نے ناتواں اور تعاون جنگ کی دہشت نے حیران کر دیا تھا' وہ اب وطن جانے کا فیصلہ کر چکا تھا' رچرڈ بھی یروشلم جانے کی تیاریاں کر رہا تھا' اس نے فلپ آگسٹس سے کہا' آپ اگر جانا چاہتے ہیں' جائیں' لیکن ڈیوک آف برگنڈی اور دس ہزار فرانسیسی سپاہ کو چھوڑے جائیں تاکہ صلیبی جنگ جاری رہ سکے۔

پھر ایک اور جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا' سوال یہ تھا یروشلم کی بادشاہت کس کے حصے میں آئے گی؟ رچرڈ کو خواہش تھی' تاج خسروی گائی آف لو سگنان کے سر پر رکھا جائے' فلپ کونرڈ کا حامی تھا' وہ اپنی بات منوانے کا گر جانتا تھا' اس نے رچرڈ کو اپنے سے متفق ہونے پر مجبور کر دیا' اس نے کہا اگر کونرڈ کو بادشاہ یروشلم نہ بنایا گیا تو وہ ڈیوک آف برگنڈی اور فرانسیسی فوج کو اپنے ساتھ فرانس لے جائے گا' رچرڈ نے محسوس کیا' اسے بلیک میل کیا جا رہا ہے اور جب فلپ آگسٹس کے جہاز نے فرانس جانے کے لئے بادبان کھولے' تو چشم سوزاں سے وہ پارہ آتش بنا ہوا تھا۔

اور اپنی آتش غضب کو اس نے بہت ہی بدنما طریقے پر ٹھنڈا کیا' صلاح الدین کو زر فدیہ ادا کرنے کے لئے چالیس دن کی مہلت دی گئی تھی' پھر اس میں کچھ اضافہ بھی کر دیا گیا تھا' ناگہاں اس کے دل میں خیال آیا کہ مسلمان اس کے ساتھ دھوکا کر رہے ہیں' اور یہ کہ وہ انہیں ایک ناقابل فراموش سبق دے کر گئے ہیں۔

ایک روز صلاح الدین کے آدمیوں نے صلیبیوں کے کیمپ میں غیر معمولی سرگرمی دیکھی' تمام فوجیں صف جنگ آراستہ کر کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں' مسلمانوں نے بھی ہتھیار اٹھا لئے اور دشمن کی طرف سے حملے کا انتظار کرنے لگے' لیکن عیسائیوں کے صف جنگ میں حرکت کے کوئی آثار نہیں تھے' اتنے میں مسلمانوں نے دیکھا کہ مسلمان قیدی اس حالت میں کہ ان کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں' عکہ سے باہر لائے گئے' ان کی ایک لمبی صف سرے کوہ پر عیسائیوں کی صف جنگ کی پشت پر کھڑی کر دی گئی۔ مسلمان بالکل نہ سمجھ سکے یہ کیا ہو رہا ہے' یہاں تک کہ رچرڈ کے سپاہیوں

Marfat.com

نے ان زندانیان بے دماغ کی گردن مارنا شروع کر دی' مسلمان سپاہیوں نے اپنے ساتھیوں کو بچانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دی' لیکن مسیحیوں کی صفوں میں ابتری نہ پیدا کر سکے' جب یہ کارِ سفاک ختم ہوا' رچرڈ نے فرمان واپسی صادر کیا' اس کی فوج اپنے کیمپ میں واپس چلی گئی اور دو ہزار چھ سو مسلمانوں کی سربریدہ اور خون میں لتھڑی ہوئی لاشیں چھوڑ دیں۔

رچرڈ نے فوراً ہی طاعون زدہ عکہ سے نکل کر ساحلی راستے یافا سے یروشلم جانے کے لئے رخ کیا' اس کا منصوبہ یہ تھا کہ ارض مقدس میں داخل ہونے سے پہلے یافا کو جنگی مرکز کی صورت میں تبدیل کر لے' صلاح الدین اپنی فوج لے کر رچرڈ کے تعاقب میں بڑھا۔ راستے میں جتنا نقصان پہنچا سکتا تھا پہنچایا' ایک طرف اس کے سپاہی لڑ لڑ کر شاہ انگلستان کے راستے میں تاخیر پیدا کر رہے تھے' دوسری طرف اس کے انجینئر آگے بڑھ کر دیوار یافا تک پہنچ گئے تھے' کہ اسے درہم اور بندرگاہ کو منہدم کر دیں' تاکہ رچرڈ جب یہاں پہنچے تو اسے خاک اڑتی نظر آئے' یافا سے پندرہ میل کے فاصلے پر ایک موضع ارسوف (Arsouf) ہے' یہیں رچرڈ نے شیر دل کا لقب حاصل کیا' صلاح الدین کو مہلت درکار تھی کہ اس کے انجینئر اطمینان سے کار انہدام انجام دے سکیں چنانچہ اس نے حملہ کر دیا یہ جنگ مسیحیوں کے لئے مبارک ثابت ہوئی' انہوں نے ایک ہی حملے میں مسلمانوں کی صف جنگ توڑ دی اور انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ دو میل تک ان کا تعاقب کرتے رہے' سوار کو نیزہ مار کر گھوڑے سے پھینک دیا۔ جو پیادہ سامنے آتا اسے نیزے پر اٹھا لیتے' ہموار میدان میں یہ بڑی عمدہ جنگ تھی' یہ جنگ اس وقت ختم ہوئی جب صلیبی مجاہد بڑھتے بڑھتے دامن کوہ میں ایک ہرے جنگل کے قریب دست ساحل کے کنارے پہنچ گئے' یہاں رچرڈ کے سرداروں اور سواروں نے لگام کھول دی اور مسلمانوں کا انتظار کرنے لگے کہ وہ گھاٹیوں اور درختوں کو پار کر کے اوپر نظر آئیں' یہ جگہ جہاں اس وقت وہ موجود تھے' یہاں ہر طرف جبہائے جنگ پوشیدہ تھے' جو ظاہر ہے دشمن کی کارستانی تھی' جس کا انہیں اندازہ نہ تھا' ہر طرف

Marfat.com

اسپان بے سوار کو سرگرداں اور سرگشتہ دیکھ کر وہ اور مطمئن ہو گئے' ان کا خیال تھا انہوں نے فتح عظیم حاصل کر لی ہے۔

مسلمان جب مختصر راستے سے پہاڑی کے اوپر پہنچے تو ٹھہرے اور پیچھے مڑ کر دیکھا' انہوں نے دیکھا کہ مجاہدین صلیب نے اپنی صفیں توڑ دیں اور جنگ سے فارغ ہو کر وہ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ مجاہدین صلیب چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں بٹے ہوئے اپنے اپنے سرداروں کے پرچم تلے گپ شپ میں مصروف ہیں' انہوں نے یہ بھی دیکھا ان مسیحیوں کی تعداد کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے' مسلمانوں کے لشکر کو جن مسیحیوں نے شکست دی تھی تعداد میں وہ دسویں حصے سے زیادہ نہ تھے یہ دیکھ کر مسلمان فوراً" پہاڑی پر سے اتر کر میدان میں آئے کہ ننگ شکست کا دھبہ دھو ڈالیں۔

رچرڈ نے دیکھا جنگ ایک نیا رخ اختیار کر رہی ہے' اس نے فوراً" اپنے پندرہ باڈی گارڈ نائٹ ساتھ لئے اور اپنے گھوڑے فاول پر بیٹھا اور جنگ کے میدان میں کود پڑا' جہاں کہیں اس کے سورما اور سردار گھرے ہوئے یا مصیبت میں نظر آتے وہ بجلی کی طرح پہنچ جاتا اور انہیں نرغے سے بچا لیتا حملہ آوروں کو منتشر کر دیتا' اور اپنے آدمیوں کو پھر کسی گروہ میں لڑنے کے لئے شامل کر دیتا' دشمن کے تابڑ توڑ حملوں کے باوجود وہ اپنا کام بہادری سے انجام دیتا رہا' سہ پہر کو اس نے اپنے سپاہیوں کو پھر اس طرح مرتکز کر لیا جیسے وہ ایک ناقابل شکست دیوار ہیں' اس مرتبہ وہ ایسے جم کر لڑے اور اپنی صفیں اس طرح مستحکم کر لیں کہ فتح کا سہرا پھر ان کے سر بندھا' صلاح الدین کی فوج کوہستانی علاقے میں غائب ہو گئی اور رچرڈ بے مزاحمت یافا کی طرف روانہ ہو گیا۔

یافا میں جب رچرڈ پہنچا' تو سخت مایوسی سے دوچار ہوا' مسلمان اپنا کار انہدام بڑی خوبی سے سرانجام دے چکے تھے' دیوار شہر کے بڑے بڑے قطعے ٹوٹ چکے تھے اور شہر کے برج نذر آتش ہو چکے تھے' رچرڈ نے محسوس کر لیا کہ جب تک یافا کی ازسرنو قلعہ بندی نہ کر لی جائے یروشلم کی طرف بڑھنا ممکن نہیں' اسے ایک محفوظ اور مضبوط

Marfat.com

مرکز جنگ کی ضرورت تھی' جب تک یہ کام سر انجام نہ پا جائے کوئی بڑی لڑائی نہیں لڑی جا سکتی' صلاح الدین کی فوج سے جنگ کر کے وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ یروشلم تک محفوظ و مامون پہنچنے کی صرف یہ تدبیر ہے کہ ایک قلعے سے دوسرے قلعے تک' ایک جگہ سے دوسری جگہ تک جست و خیز کرتے ہوئے پہنچا جائے' یروشلم کے راستے پر جتنے بھی قلعے ہیں ایک ایک کر کے سب پر قبضہ کر لینا چاہئے۔

بظاہر اس کام کو سر انجام دینے کے لئے نہ رچرڈ کے پاس وسائل تھے' نہ وقت' یافا کی تعمیر نو کے لئے اس کے پاس حسب ضرورت روپیہ تھا' نہ فوج کو تنخواہ دینے اور اس کا پیٹ بھرنے کے لئے ضرورت کے مطابق سرمایہ تھا' ادھر ڈیوک آف برگنڈی فرانسیسی فوج کی تنخواہ کا سختی سے تقاضا کر رہا تھا' جب رچرڈ اس صورت احوال سے عہدہ برآ نہ ہو سکا تو اس نے دھمکی دی کہ وہ اپنے سپاہیوں کو لے کر فرانس واپس جاتا ہے' خود رچرڈ کے مفلوک اور بے زر سپاہی تنگ آ کر وطن جانے کے لئے پابہ رکاب تھے اہل جنیوا (Genoese) اور اہل پیزا (Piasav) کریہ کے لوگ جو عکہ کی حفاظت پر مامور تھے خود آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے' نتیجہ یہ ہوا کہ رچرڈ کر یروشلم کے بجائے یافا جانا پڑا کہ لڑنے والوں کو لڑنے سے روکے۔

رچرڈ نے صلاح الدین سے بھی صلح کر لینے کی کوشش کی وہ صلاح الدین کے (1) بیٹے العادل سے ملا' اتنی بے تکلفی بڑھی کہ دونوں ساتھ ساتھ کلائی پر شاہین کو بٹھا کر شکار کے لئے نکل جاتے شکار کے میدان میں' اور خیمہ شاہی میں یہ دونوں خوب کھل کر باتیں کرتے' ایک روز دوران گفتگو میں رچرڈ نے کہا' اگر صلاح الدین یروشلم سے دستبردار ہو جائے اور اردن (Jordan) تک کا سارا علاقہ دے دے تو وہ اپنی فوج لے کر انگلستان واپس چلا جائے گا اور پھر کوئی جنگ نہیں کرے گا' لیکن صلاح الدین نے یہ شرائط قبول کرنے سے انکار کر دیا' لیکن العادل کو پیام بھیجا کہ وہ گفتگو کے ذریعے صلح کا سلسلہ جہاں تک ہو سکے جاری رکھے' بات یہ تھی کہ ترکستان سے ایک نیا مسلمان لشکر آ رہا تھا' وہ رچرڈ سے دوبارہ جنگ چھیڑنے کے لئے اس طرح مہلت اور وقت

Marfat.com

حاصل کرنا چاہتا تھا۔

چنانچہ العادل اور رچرڈ کے مابین دوستانہ ماحول قائم رہا' رچرڈ اس نوجوان مسلمان کو بہت پسند کرتا تھا' اس کے شیوہ مردانہ اور مسلمانوں کی زندگی سے وہ بہت متاثر تھا' آخرکار اس نے ایک ایسی تجویز پیش کی' جس کا صلاح الدین دل سے متمنی تھا' رچرڈ نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ العادل اس کی بہن جونا سے شادی کر لے اور صلاح الدین تحفہ عروسی کے طور پر نصف یروشلم عطا کر دے' پھر خود رچرڈ بھی ساحل بحر کی عیسائی مملکت کا نصف حصہ اسے عطا کر دے گا' مسلمان اور عیسائی ایک دوسرے کے مقامات مقدسہ کا احترام کریں گے' ہر دو مذہب کے زائرین آزادانہ طور پر آ جا سکیں گے' پھر ہر چیز ٹھیک رہے گی' ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سمجھوتہ ہو گیا۔

لیکن اس راستہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ تھی کہ رچرڈ نے اس سلسلہ میں جونا سے کوئی بات چیت نہیں کی تھی اور جب اسے اس سمجھوتہ کی اطلاع ملی تو ایک کافر کی بیوی بننے سے اس نے انکار کر دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ سارا منصوبہ دھرا کا دھرا رہ گیا' العادل واپس گیا اور دوستی کے یہ دن ختم ہو گئے۔

اکتوبر کا مہینہ ختم ہو گیا' نومبر گزر گیا' سرد اور یخ بستہ ہواؤں کے جھکڑ چلنے لگے' بارش بھی شروع ہو گئی' ہر دن دوسرے دن سے نامساعد ہوتا' مجاہدین صلیب کے خیمے اکھڑ گئے' ان کا اندوختہ اور ذخیرہ ضائع ہونے لگا' ڈیوک آف برگنڈی اور فرانسیسی العادل سے رچرڈ کے ربط ضبط پر بہت چراغ پا تھے اور غداری کی سازش میں لگے ہوئے تھے۔

آخر رچرڈ نے یروشلم جانے کا فیصلہ کر لیا' شہر کو فتح کر لینے کی اتنی امید نہیں تھی جتنی سپاہ کو قابو میں رکھنے کی ضرورت تھی' جنوری میں وہ بیت نو (Beat Nuba) پہنچا' جو یروشلم سے صرف بارہ میل کے فاصلہ پر واقع تھا' ایک جاسوس ارض مقدس سے ایک بری خبر لے کر مسیحیوں کے کیمپ میں پہنچا' رچرڈ نے یروشلم کے نقشے طلب کئے اور بڑی دیر تک ان پر غور و خوض کرتا رہا' یہ ایسا مقام تھا جو ایک طویل محاصرے کا جویا تھا' مجاہدین صلیب کے پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ اس کا محاصرہ کر سکیں اور اگر ان

Marfat.com

کی جرات بھی کریں تو یافا تک اس کا حلقہ رسد براہ راست سپاہ صلاح الدین کی تاخت و تاراج کی زد میں ہو گا جو اب تک پہاڑوں میں چھپی ہوئی' رچرڈ کی آمد کا انتظار کر رہی تھی۔

رچرڈ نے یروشلم کے نقشے الگ رکھ دیئے' اور اپنی فوج کو ساحل کی طرف پسپا ہونے کا حکم دیا' اس کا منصوبہ یہ تھا کہ موسم سرما' عسقلان (Ascalon) کے ویران اور ٹوٹے پھوٹے قلعہ کی ازسرنو تعمیر و استحکام میں گزارے' عسقلان یافا کے جنوب میں واقع تھا' موجودہ حالات میں زیادہ سے زیادہ جو کچھ وہ کر سکتا تھا صرف یہ کہ مسیحی ساحل پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں۔

عسقلان میں عیسائی فوج' یافا سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ مائل بہ انقسام ہونے لگی' کیونکہ روپیہ نہ ہونے کے برابر تھا' حالت یہ تھی کہ ہر شخص حتیٰ کہ خود بادشاہ رچرڈ بھی ان دیواروں کی مرمت میں بدست خود حصہ لے رہا تھا' جنہیں مسلمان توڑ پھوڑ گئے تھے۔

ڈیوک آف آسٹریا اور اس کے جرمن نائٹ اس کام میں حصہ لینے پر تیار نہ ہوئے' رچرڈ نے ڈیوک کو بلایا اور پوچھا' آخر ان باتوں کا مقصد کیا ہے؟ ڈیوک نے جواب دیا کہ وہ نہ معمار ہے نہ نجار پھر زیر لب تبسم کے ساتھ اس نے کہا' کم اصل اور فرومایہ لوگ میں بھیجے دیتا ہوں' یہ کام انہی کا ہے وہ اچھی طرح کر لیں گے' یہ کہہ کر وہ واپس جانے کے لئے مڑا' رچرڈ غصے سے تلملا گیا' زور سے ایک لات اس کی پیٹھ پر ماری' وہ سنبھل نہ سکا منہ کے بل گرا' اس سانحہ کے بعد' ڈیوک کو جو پہلا جہاز ملا' اسی پر بیٹھ کر وہ اپنے وطن روانہ ہو گیا۔

اس واقعہ کے چند ہی روز بعد' کنرڈ' جسے فلپ آگسٹس نے تخت یروشلم کا مستحق قرار دیا تھا قتل کر دیا گیا' وہ وطن واپس جا رہا تھا' جنگ آور اسقف بووہ (The Bishop of Beauvais) کے ہاں سے رات کا کھانا کھا کر غیر مسلح حالت میں واپس آ رہا تھا کہ دو آدمی جو راہبوں کے لباس میں تھے سامنے آئے اور اس طرح

Marfat.com

راستہ روک کر کھڑے ہو گئے جیسے بات کرنا چاہتے ہیں' وہ رکا اور انہوں نے چاقو مار کر وہیں ختم کر دیا' پھر رات کی تاریکی میں وہ غائب ہو گئے اور پھر یہ کبھی نہیں معلوم ہو سکا کہ یہ لوگ کون تھے؟ اور انہوں نے کیوں ڈیوک کی جان لی؟ لیکن ہر شخص کو یاد تھا کہ کنرڈ وہ شخص تھا جسے فرانسیسی رچرڈ پر مسلط کر گئے تھے لہٰذا گمان عام یہ تھا کہ یہ لوگ رچرڈ کے بھیجے ہوئے تھے' چنانچہ اسی بنیاد پر بہت سے نائٹ رچرڈ کا ساتھ چھوڑ کر اپنے وطن واپس چلے گئے۔

اور اب ایک اور بدترین خبر بھی گوش گزار ہو گئی۔

ایک چھوٹی سی کشتی' اتنی بڑی جتنی مچھلی کا شکار کرنے کی ڈونگی ہوتی ہے' انگلستان سے تیز روی کے ساتھ یہاں پہنچی' اس پر ایک پادری بیٹھا تھا' یہ رچرڈ کے وزیراعظم کا خاص پیامبر تھا' اس نے اطلاع دی کہ رچرڈ کے چھوٹے بھائی جان (John) نے سارے خزانے پر قبضہ کر لیا' فلپ آگسٹس پس پردہ رہ کر اس کی مدد کر رہا ہے' اور اس کوشش میں ہے کہ وہی شاہ انگلستان بن جائے۔

اس خبر کے خواہ کچھ ہی معنی ہوں' ایک بات بالکل صاف اور واضح تھی۔ یہ کہ صلیبی جنگ برپا رکھنے کے لئے اب نہ انگلستان سے رقم اور امداد مل سکتی ہے' نہ فرانس سے!

حوالہ جات

1- العادل' سلطان صلاح الدین کا بھائی تھا مصنف سے سہو ہو گیا ہے۔

Marfat.com

دسواں باب

یافا کا معرکہ

موسم سرما جب ختم ہوا' تو وطن واپس جانے سے پہلے رچرڈ نے ایک آخری داؤ لگایا' اگر صلاح الدین سرما و باراں کے پایاں ناپذیر موسم کی سختیوں اور دشواریوں کے علاوہ کچھ مزید دشواریوں اور سختیوں کا آماجگاہ بنایا جا سکے تو یروشلم کا راستہ کھل جائے گا' جاسوسوں نے جو تازہ ترین اطلاعات بہم پہنچائی تھیں ان سے رچرڈ اس فیصلے پر پہنچا تھا کہ اگر وہ ارض مقدس کے دروازے تک پہنچ جائے تو پھر اندرون شہر میں داخل ہو جانے کا امکان زیادہ روشن ہو جائے گا۔

جاسوسوں نے بتایا تھا کہ عکہ کے محاصرے نے صلاح الدین کے اعصاب پر بہت برا اثر ڈالا ہے اور اب بھی وہ ہمیشہ کی طرح کھلے میدان میں جنگ کا شائق ہے' اندرون شہر محبوس ہو کر لڑنا پسند نہیں کرتا' رچرڈ نے سوچا کہ وہ صلاح الدین کو جتلائے فریب کر کے اسے میدان میں شہر سے لے آئے تو صلاح الدین کو یروشلم حوالے کرنے پر مجبور کر سکتا ہے' اسے یقین تھا کہ جب انگلستان اور فرانس میں یہ خبر پہنچے گی کہ مزار مقدس مسیح ایک مرتبہ پھر مسیحیوں کے ہاتھ میں آ گیا ہے' تو ان دونوں ممالک سے سیم و زر کا انبار اور تازہ دم سپاہیوں کا تانتا لگ جائے گا' جس سے دفاع کا فریضہ باحسن و خوبی انجام دیا جا سکے گا۔

اس پروگرام کے مطابق رچرڈ ایک مرتبہ پھر یافا سے روانہ ہوا اور بیت نوبا پہنچ گیا' کئی ہفتوں تک وہاں ساز و برگ' ذخائر اور منجنیقوں کی درستی اور دیگر تیاریوں میں مصروف رہا' جیسے وہ ایک بہت بڑے محاصرے کی تیاریاں کر رہا ہے۔

Marfat.com

صلاح الدین کے جاسوس' مسیحیوں کی ہر نقل و حرکت پر نگاہ رکھتے اور اس کی باقاعدہ اطلاع دیتے رہتے تھے' مسلمانوں کو یقین تھا کہ رچرڈ یروشلم کو حاصل کرنے کی یہ سب تیاریاں کر رہا ہے' صلاح الدین کے امیروں نے اس سے قول لے لیا تھا کہ شہر میں محبوس ہو کر کارِ جنگ کا آغاز نہیں کرے گا' ان کا مطالبہ یہ تھا کہ صلاح الدین کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالے' تاکہ باآسانی پشت سے مسیحیوں پر حملے کر سکے' اور ترکستانی فوج فصیل شہر کے دفاع میں مصروف رہے' ترکستان کے مسلمان سپاہی عکہ کے لرزہ خیز حادثے سے واقف تھے' انہوں نے اعلان کر دیا' کہ صلاح الدین باہر نکلا تو وہ بھی اندر نہیں ٹھہریں گے۔

صلاح الدین سخت کشمکش و پیچ میں مبتلا ہو گیا' صلیبی مجاہد پندرہ میل کے فاصلے پر تھے' اور ایسے لوگ جن پر دفاع شہر کے سلسلے میں اعتماد کر سکے میسر نہ تھے' وہ مسجد اقصیٰ میں گیا' اور سارا دن سکوت و دعا میں گزارا' ایک شخص جس نے اسے مسجد میں دیکھا تھا بیان کرتا ہے کہ وہ سر بہ سجود تھا' اس کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے تھے' شام کو خاموش اور تن تنہا برآمد ہوا اور شہر کو خدا کے سپرد کر دیا اور جیسے ہی وہ سایہ سرد مسجد سے باہر آیا ایک پیامبر جلدی جلدی اس کے پاس پہنچا وہ ان گشتی سواروں میں تھا جو مسیحیوں کے لشکر پر نگرانی رکھتے تھے' اس نے بتایا کہ صبح کے وقت مسیحی لشکر جملہ جنگی تیاریوں کے ساتھ کیمپ سے باہر آیا اور پہاڑی پر چڑھ کر' یروشلم پر نظریں جما کر دیکھتا رہا اور پھر چند گھنٹوں بعد یافا کی طرف روانہ ہو گیا۔

صلاح الدین نے مزید خبروں کے انتظار میں ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی' صبح کو ایک جاسوس سے جو مسیحی لشکر کے ساتھ تھا' نئے واقعات معلوم ہوئے' رچرڈ کو معلوم ہو چکا تھا کہ صلاح الدین نے راستے میں کھیتوں اور دیہاتوں کے تمام میٹھے پانی کے کنویں پاٹ دیئے تھے' اور آب انبار اور مخازن آب برباد کر دیئے تھے' جس کا مطلب یہ تھا کہ جب اس کی فوج یروشلم کا محاصرہ کر رہی ہو تو' سپاہیوں اور گھوڑوں کے لئے ہر قطرہ آب' بیس میل کے فاصلے پر سے یعنی بیت نوبا سے فراہم کیا جائے'

Marfat.com

رچرڈ نے یہ بات خارج از بحث قرار دی اور سوئے ساحل بازگشت کا آہنگ صادر کر دیا۔

اس مایوس کن صورت حالات نے مسیحی فوج کو پراگندہ اور منتشر کر دیا' فرانسیسی ڈیوک آف برگنڈی کی قیادت میں شام کے شمال کی طرف چل پڑے' بہت سے انگریز نائٹ براہ یافا سے وطن روانہ ہو گئے' رچرڈ عکہ چلا گیا۔

صلاح الدین نے سوچا اب وقت آ گیا ہے کہ یروشلم کی باقی ماندہ عیسائی حکومت کا نام و نشان بھی ختم کر دے' وہ یافا کی طرف بڑھا اور صرف تین دن کی مدت میں قابض ہو گیا' معدودے چند مسیحی ایک قلعے میں پناہ گزیں ہو گئے' باقی سارا شہر قبضے سے نکل گیا۔

رچرڈ انگلستان جانے کے لئے رخت سفر باندھ رہا تھا جب اسے سقوط یافا کی خبر ملی' اس نے کہا' "خدا کی قسم میں وہاں جا کر رہوں گا!" اس نے رضاکار طلب کے صرف ارل آف لیسٹر (Earl of Leicester) اور اس کے پچپن نائٹ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے' یہ لوگ قلعہ یافا کے محبوس و محصور مسیحی سورماؤں کو بچانے کے لئے بڑھے' رچرڈ کا یہ سارا لشکر چار سو پیادوں اور دو ہزار تیر اندازوں پر مشتمل تھا' اس کے برعکس صلاح الدین کی سپاہ بیس ہزار تھی' یہ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر جب سوئے یافا روانہ ہوئے' باد مخالف نے آ گھیرا' جب منزل مقصود پر پہنچے تو دیکھا کہ شہر کے تمام کلیسا اور گرجے منہدم کئے جا چکے ہیں اور خرابہ بن چکے ہیں اور مسلم جھنڈے ہر طرف لہرا رہے ہیں' عیسائی قلعے پر کوئی پرچم نہیں لہرا رہا تھا' رچرڈ کی کشتیاں بندر کے دہانے میں پہنچیں اور اس نے محسوس کیا کہ بہت تاخیر سے اور بعد از وقت پہنچا ہے۔

اتنے میں عیسائی قلعے سے ایک آدمی ڈگمگاتے ہوئے قدموں کے ساتھ اترتا نظر آیا' وہ بھاگتا ہوا سمندر کی طرف بڑھا اور کود گیا' ایک کشتی اس کی طرف لپکی اور جس طرح ہو سکا' اسے گرفت میں لے کر پانی سے نکال لیا' یہ لوگ خوش تھے کہ کم از کم ایک مسیحی کی جان تو بچا سکے' یہ شخص ایک اسقف تھا' اس نے کہا مدافعین کے حوصلے

Marfat.com

اب تک قائم ہیں' لیکن اب چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں ٹھہر سکیں گے' رچرڈ نے فوراً" فرمان صادر کیا' لوگ کشتیوں سے اتر آئیں۔

مسلمان شہر کی دوکانیں اور مکانات لوٹنے میں مصروف و منہمک تھے' لیکن رچرڈ اور اس کے مختصر دستہ سپاہ کو دیکھ کر غرق حیرت ہو گئے' جان بچا کر بھاگے' بھاگتے بھاگتے یہ افواہ پھیلاتے گئے کہ رچرڈ اپنے ایک ہزار نائٹ لے کر پہنچ گیا ہے' پھر اس افواہ نے اور زور پکڑا' رچرڈ ایک ہزار نہیں دس ہزار نائٹ ساتھ لایا ہے' وہ شہر کے ہر مسلمان کو تہ تیغ بے دریغ کر رہا ہے' بس پھر کیا تھا دہشت اور سراسیمگی اپنا کام کر گئی' رچرڈ کا درفش پلنگ نشان فراز قلعہ پر نصب ہوا اور لہرانے لگا' افواہیں حقیقت بن گئیں' رچرڈ واقعی واپس آ گیا تھا' مسلمان بے تحاشہ شہر سے صلاح الدین کے کیمپ میں واپس جانے لگے' یہاں بھی دہشت اور سراسیمگی پھیل گئی' فوراً" ہی ساری فوج امکانی سرعت کے ساتھ پہاڑوں میں غائب ہو گئی' صلاح الدین اور اس کے سالاروں نے ان لوگوں کو روکنے کی بہت کوشش کی' لیکن کامیاب نہ ہو سکے' وہ تو جا چکے تھے۔

رچرڈ نے اپنی خوش قسمتی سے پورا فائدہ اٹھایا' اس کا ایک گھوڑا ابھی ابھی ساحل پر نہیں اترا تھا' لیکن یافا میں اس نے تین گھوڑوں کا بندوبست کیا' ایک پر خود سوار ہوا دو پر دو نائٹ اور مسلمانوں کا تعاقب شروع کر دیا' وہ چند مسلمان جو صلاح الدین اور اس کے جرنیلوں کے ساتھ رہ گئے تھے' وہ بھی رچرڈ کو آتا دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے' آج رات رچرڈ اسی خیمے میں سویا' جس میں کل صلاح الدین نے آرام کیا تھا' رچرڈ کے مختصر دستہ فوج نے ساری مسلمان فوج کا خاتمہ کر دیا تھا' صلاح الدین کے بہت سے امراء' اس حیرت انگیز فتح سے ایسے غرق ستائش ہوئے کہ التوائے جنگ کا پرچم لہراتے ہوئے خود رچرڈ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس کار عظیم پر اسے مبارک باد دی' رچرڈ نے شاہانہ پیمانے پر ان کی دعوت کا اہتمام کیا' یہ سارا سامان دعوت صلاح الدین کے مطبخ کا تھا اور جب تک صبح نہ ہو گئی ہنگامہ نغمہ و طرب میں یہ لوگ مصروف رہے۔

Marfat.com

اپنی فوج کو مجتمع کرنے میں صلاح الدین کو تین دن لگے' پھر وہ عیسائیوں سے تصفیہ حساب کے لئے آ پہنچا' اس مرتبہ رچرڈ نے گھوڑوں کی تلاش میں بہت سرگردانی کی' آخر اتنے فراہم کر سکا کہ اس کے پندرہ نائٹ ان پر سوار ہو سکیں' اسی اثناء میں تقریباً تین سو پیادوں کو لے کر مکہ سے آ گئی لیکن اب بھی دس کے مقابلے میں ایک کا تناسب تھا۔

بیرون یافا کے ایک ہموار قطعہ زمین پر رچرڈ نے اپنی فوج بطرز خار پشت آراستہ کی' بیرونی حلقہ نیزہ داروں پر مشتمل تھا جو اپنی سپر کی آڑ میں گھٹنا ٹیکے نیزے زمین میں گاڑھے پینتالیس درجہ کے زاویے سے چوکس تھے' ہر نیزہ دار کے پیچھے ایک شخص فولادی فلاخن لئے کھڑا تھا اور اس کے پیچھے ایک سنگ بردار تھا' جیسے ہی یافا سے پتھر پھینکا جاتا' پیچھے والا آدمی خالی فلاخن لے کر دوسری بھری ہوئی حوالے کر دیتا' لیکن مسلمانوں کے تابڑ توڑ حملوں نے اس خار پشت کو درہم برہم کر دیا' دوپہر کے وقت رچرڈ اپنے دس نائٹ ساتھ لے کر حملہ آور ہوا' انہوں نے ایک ترکستانی دستے پر حملہ کیا اور اسے منتشر کر دیا۔ جیسے یہ خار پشت کی طرف مڑے پیادہ فوج کے ایک ہجوم نے انہیں نرغے میں لے لیا' ارل آف لیسٹر کا گھوڑا اس کی ران کے نیچے کشتہ ہو گیا اور وہ مسلمان پیادوں کے ہجوم میں زمین پر گر پڑا' رچرڈ تن تنہا اس کی مدد کو بڑھا' اپنے تبر جنگی کو چرخ دیا' بارہ مسلمان مار ڈالے اور ارل کو بچا لیا۔ جب نیزہ داروں کے حلقے میں گویا محفوظ علاقے میں پہنچا' تو ایک اسپ بے سوار نظر آیا جو اس کے اسپ کشتہ کا بدل بن گیا۔

رچرڈ' ارل کو جب بچا کر لے گیا تو کچھ دیر تک سناٹا چھایا رہا پھر ایک غیر مسلح مسلمان دو خوبصورت عربی گھوڑوں کو بھگاتا ہوا مسیحی لشکر میں آیا' صلاح الدین کا بھائی العادل' رچرڈ کے بوڑھے اور نیم مردہ گھوڑے کو دیکھ چکا تھا جس پر وہ سوار تھا' اب اس تازہ دل دہلا کارنامے سے اتنا متاثر ہوا کہ بطور اظہار تحسین وہ نہایت قیمتی گھوڑے تحفہ کے طور پر اسے دے دیئے' رچرڈ کے نائٹ کہنے لگے یہ کوئی چال ہے'

Marfat.com

انہوں نے التجا کی کہ یہ گھوڑے نہ استعمال کیجئے' لیکن رچرڈ نے جواب دیا' اگر شیطان بھی گھوڑے کی صورت میں آیا ہے تو آج میں اس پر سواری کر رہا ہوں۔

ذرا دیر بعد یافا سے ایک نہایت بری خبر آئی' جنیوا کے جنگی بحریہ کے جو لوگ فصیل شہر کی پاسبانی پر متعین تھے۔ مسلمانوں کے حملوں کی تاب نہ لا سکے اور اب اپنی کشتیوں پر واپس جا رہے ہیں' یہ سن کر رچرڈ نے ارل آف لیسٹر کو خار پشت کی کمان سونپی اور مسلمانوں کو یافا سے نکالنے کے لئے بھاگوں بھاگ روانہ ہوا' اس کے ساتھ دو نائٹ اور دو تیر انداز تھے' اس نے جنگی بحریہ کے سورماؤں کو' جو واپس جانے کے لئے کشتی میں بیٹھ چکے تھے' پھر سے آمادہ کار کیا' اور مسلمانوں کو شہر کے بازار و خیابان سے نکال دیا' اس کام سے فارغ ہو کر اس نے پھر گھوڑے کو ایڑ لگائی' کہ دیکھئے خار پشت کا کیا حال ہے۔

ارل اور اس کے آدمیوں پر زبردست دباؤ پڑ رہا تھا' رچرڈ نے سوچا' اب ان لوگوں کو ذرا ستانے کا موقع دینا چاہئے' اس نے بارہ نائٹ ایک صف میں جمع کئے اور خود حملہ آور ہوا' اس مرتبہ مسلمانوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا' رچرڈ نرغے میں آگیا' ایسا معلوم ہوتا تھا اب معاملہ ختم ہے' کہیں رچرڈ نے ایسی ضرب کاری لگائی اور بگڑی بات بنا لی' ایک مسلمان سوار صف سے باہر نکلا اور رچرڈ کے قریب پہنچا کہ اس کا کام تمام کر دے' رچرڈ گھوڑے کے زین پر بیٹھا رہا' اس نے اپنی چوڑی تلوار اٹھائی جیسے ہی مسلمان سوار قریب آیا' اس کی تلوار چمکی' مسلمان دم بخود تھا رچرڈ کی تلوار چلی' شانے سے کمر تک گھستی چلی گئی' دشمن کا سر کٹ گیا' شانہ جدا ہو گیا' جس ہاتھ میں تلوار تھی وہ جسم سے دور جا پڑا' سوار کشتہ ایک لحظہ زین پر ٹکا رہا کہ گھوڑے نے جھرجھری لی اور وہ زمین پر آ رہا' جو مسلمان اسے گھیرے ہوئے تھے' دہشت زدہ ہو کر پراگندہ ہو گئے۔

رچرڈ پھر اپنے چھوٹے سے لشکر میں پہنچا' وہ جانتا تھا' عرصے تک اس طرح ان جاری نہیں رہ سکتا' مسلمانوں کا دوسرا ثابت قدمانہ حملہ معاملہ ختم کر دے گا' اس کی

Marfat.com

سپاہ مختصر نابود ہو جائے گی اور پھر یروشلم کی حکومت بھی ہاتھ سے نکل جائے گی' اس نے دشمن کی صف پر ایک نظر ڈالی کہ اب اس کا ارادہ کیا ہے' اسے ایک حیرت انگیز چیز نظر آئی۔

صلاح الدین بنفس نفیس اپنی فوج کے بیچ میں کھڑا عیسائیوں پر ایک اور حملہ کرنے کے لئے للکار رہا تھا' اور اس کے سپاہی انکار کر رہے تھے' رچرڈ نے محسوس کیا کہ دشمن ختم ہو چکا فوراً" نیزہ داروں کے حلقہ سے تن تنہا باہر نکلا' اپنے نیزے کو بلند کیا' جیسے وہ پریڈ پر ہے' اپنے گھوڑے پر خراماں خراماں مسلمانوں کی صف تک پہنچا' لیکن کوئی بھی مقابلے پر نہ آیا' صلاح الدین کی سپاہ میں اب تاب جنگ باقی نہیں رہ گئی تھی' اس سال خوردہ جنگ آزما نے محسوس کر لیا کہ یروشلم کی حکومت حاصل کرنا اب ممکن نہیں ہے' اس نے رچرڈ سے بہ ایں عنوان صلح کر لی کہ یافا اور عکہ پر عیسائیوں کا قبضہ تسلیم کر لیا اور اس سخت ترین نبرد کے آخر میں رچرڈ نے بہت بڑی فتح حاصل کی۔

Marfat.com

گیارہواں باب

زیارت بزرگ

گافرے دو ویلہار ڈوئن (Geoffroy De Villehar Douin) نے مارشل شامپین (Champagne) کو چوتھی صلیبی جنگ کا منصوبہ ساز قرار دیا ہے' رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ آگسٹس شاہ فرانس کے مابین جنگ ختم ہو چکی تھی' دونوں بادشاہوں نے جب اپنی فوج میں تخفیف کی تو بہت سے مسلح سپاہی بے کار اور بے روزگار ہو گئے' سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں' ان کے کئی گروہ کونٹ شامپین کے علاقے میں پہنچ گئے' یہ لوگ بے انضباط اور ہنگامہ پرور تھے' گافرے نے سوچا کیوں نہ انہیں سپاہ صلیبی میں شریک کر لیا جائے۔

اسی زمانے میں کچھ دوسرے لوگ بھی' اس صلیبی جنگ کے بارے میں غور و فکر کر رہے تھے' یہ فرانسیسی سردار تھے' جو رچرڈ اور فلپ آگسٹس کی جنگ میں یا تو غیر جانب دار رہے تھے یا انگریزوں کے شریک ہو کر میدان جنگ میں کودے تھے اور اب شاہ فرانس کا ہدف انتقام بننے سے لرزاں اور ترساں تھے' چنانچہ نیزہ بازی اور جنگ آزمائی کے نمائشی مقابلے منعقد کرنے کے بہانے سے یہ لوگ اکری (Ecrie) میں جمع ہوئے اور نشانہ انتقام بننے سے راہ گریز اختیار کرنے کی تدبیروں پر بات چیت کی۔ یہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ فلپ آگسٹس' ان لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا جو صلیب اٹھا چکے ہوں' چنانچہ نمائشی مقابلے ختم ہونے کے بعد ان سب نے متفقہ طور پر صلیب اٹھالی' پوپ انوسنٹ (Pope Innocent III) نے جہاد کا فتویٰ صادر کیا اور فولک آف نیولی (Fulk of Neuilly) کو کار تبلیغ پر مامور کیا' لیکن یہ زمانہ صلیبی جنگ کے لئے کچھ

Marfat.com

زیادہ موزوں نہیں تھا' رچرڈ اور فلپ آگسٹس کی لڑائی نے انگلستان اور فرانس کے خزانے کا پہلے ہی صفایا کر دیا تھا' فرانس اور انگلستان میں بہت کم ایسے دولت مند لوگ باقی رہ گئے تھے' جو صلیبی جنگ برپا کرنے کے لئے کوئی بڑی رقم دے سکتے' تخت انگلستان پر رچرڈ کے بعد کنگ جان قابض ہو چکا تھا' اور اس نے فرانس سے جنگ شروع کر دی تھی' ان حالات میں کوئی ملک بھی جنگ صلیبی کے لئے سپاہیوں' جہازوں اور روپے کا بندوبست نہیں کر سکتا تھا' دو سال گزرنے کے بعد رہنمایان جنگ صلیبی نے وینس (Venice) میں اپنے سفیر بھیجے کہ آیا یہ جمہوریت جنگ صلیبی کی پشت پناہی کر سکتی ہے یا نہیں' کاؤنٹ آف شامپین نے گافرے کو اس سفارت کا رئیس اور ترجمان مقرر کیا۔

گافرے وینس آیا اور کافی بحث و گفتگو کے بعد اس نے ڈوج (Dage) اور اس کی مجلس مشاورت سے یہ طے کر لیا کہ وینس کی جمہوریت ساڑھے چار ہزار گھوڑوں اور تیس ہزار آدمیوں کے لئے جہاز مہیا کر دے گی' نیز اتنی خوراک اور چارہ بھی فراہم کر دے گی جو نو مہینے تک کی مدت کے لئے کافی ہو' بشرطیکہ صلیبی کار فرما 85 ہزار مارک ادا کر دیں' وینس کی جمہوریت نے یہ وعدہ بھی کر لیا کہ صلیبی بیڑے کی حفاظت کے لئے وہ پچاس جنگی جہازوں کا بندوبست بھی کر دے گی اور ایک دریائی سپاہ کا انتظام بھی کر دے گی' جو صلیبی مجاہدوں کی حفاظت کرے گی بشرطیکہ مال غنیمت یا ارض مفتوحہ میں وینس کا حصہ بھی لگایا جائے' گافرے نے یہ تمام شرطیں منظور کر لیں' پوپ انوسنٹ نے پانچ ہزار نقرئی مارک اس معاہدے کے بعد فوراً" روانہ کر دیئے' تاکہ حکومت وینس بحری بیڑے کی تیاری کا کام فوراً" شروع کر دے اس سال یعنی 1202ء کو یوم سینٹ جان (St. John) کی تاریخ لنگر اٹھانے کی مقرر کر دی گئی' لیکن گافرے جب اس کام سے فارغ ہو کر وطن پہنچا تو کاؤنٹ شامپین بستر مرگ پر دراز تھا' چند ہی روز میں وہ لقمہ اجل ہو گیا۔

کاؤنٹ اس نئی صلیبی جنگ کا اصل محرک تھا اور جیسے ہی وہ مرا' حالات دگرگوں

Marfat.com

ہونے اور بگڑنے لگے' صلیبی جنگ کے لئے اس نے ایک رقم خطیر جمع کرلی تھی' لیکن وصیت کے مطابق اس رقم کا بڑا حصہ اس کے آدمیوں میں تقسیم کردیا گیا' بہت سے امیر اور سردار جو کاؤنٹ کے ساتھ سمندر پار جانے کے لئے پابہ رکاب تھے اب انہوں نے اپنا ارادہ فسخ کردیا' نئے زعیم کی تلاش ایک مشکل مسئلہ بن گئی تھی' ڈیوک آف برگنڈی نے تو صاف انکار کردیا' کاؤنٹ بارلو دوک (Bar-Le-Duc) نے بھی یہی کیا' کنگ جان اور فلپ آگسٹس کو جنگ کے مابین جنگ بدستور جاری تھی' ان نازک حالات میں ایسے لوگ بہت کم تھے' جو فرانس سے باہر جانے پر رضامند ہو سکتے تھے آخرکار بونیفاس آف مونفرا (Boniface of Montferrat) نے منصب قیادت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی' چنانچہ طے ہوا کہ ایسٹر (Easter) کے دن فرانسیسی پارٹی' ارض مقدس جانے کے لئے وینس روانہ ہو جائے۔

فرانسیسی جب وینس پہنچے' تو ان کے حقیقی مصائب کا صحیح معنوں میں آغاز ہو گیا' جہاں تک وینس والوں کا تعلق تھا' انہوں نے اپنی طرف سے سودا پورا کردیا تھا۔ بحری بیڑا بھی تیار تھا اور رسد بھی' لیکن فرانسیسی عہدہ برآ نہیں ہوئے' جب انہوں نے رقم اکٹھی کی تو محسوس کیا' یہ تو اس کی آدھی ہے جو وینس کو ادا کرنی ہے' دوسری طرف انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ وینس والے خود صلیبی جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں چنانچہ فرانسیسیوں نے طے کیا کہ وہ مصر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے چھین لیں' یہ ثروت مند ترین اسلامی ملک تھا' اور مسلمانوں کی صولت و حشمت کا مرکز بھی' اگر قاہرہ صلیبیوں کے ہاتھ میں آجاتا ہے' تو پھر بیت المقدس کی تسخیر بہت آسان ہو جائے گی' لیکن ایک مصیبت یہ تھی کہ وینس کے مصر سے تجارتی تعلقات تھے' جو اس کے لئے حد درجہ منفعت بخش تھے' اور ان منافع سے دستبردار ہونے پر وہ کسی طرح تیار نہیں تھے' علاوہ بریں انہوں نے صلاح الدین کے بھائی صفاء الدین سے ایک خفیہ معاہدہ کر رکھا تھا' کہ وہ صلیبیوں کو جس طرح بھی ہو گا مصر کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیں گے۔

Marfat.com

وینس والے بڑے زیرک اور ہوشیار تھے' فرانسیسی اس معاملے میں ان سے کوئی مناسبت نہ رکھتے تھے' فرانسیسی جب وارد ہوئے تو وینس والوں نے انہیں جزیرہ سینٹ نکولس (Nicholas) میں ایک اچھی چھاؤنی مہیا کی اور جب وہ اس میں متمکن ہو گئے' تو محسوس کیا کہ ساری کشتیوں اور ڈونگیوں پر تنہا وینس والے قابض اور مسلط ہیں' اس کا مطلب یہ تھا کہ بغیر ان کی کمک کے خروج ممکن نہ تھا' جب فرانسیسیوں نے صلیبی جنگ سے واپس وطن جانے کے ارادے کا اظہار کیا تو وینس کا نابینا ڈوج (Doge) یعنی ڈانڈولو (Dandolo) ان کے پاس پہنچا اور ایک نئی تجویز پیش کر دی' شاہ ہنگری جمہوریہ وینس سے برسر جنگ تھا اور اس نے ابھی کچھ مدت گزری بندرگاہ زارا (Zara) وینس سے چھین لی تھی' ڈانڈولو نے کہا اگر فرانسیسی ہنگری سے زارا چھین کر وینس کے حوالے کر دیں تو حساب کتاب برابر ہو جائے گا' پھر ان سے کسی رقم کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا' فرانسیسیوں کو یہ بات ماننی پڑی۔

نومبر کے مہینے میں فرانسیسی بحرایڈریاٹک (Adriatic) کے راستے سے زارا روانہ ہوئے' ان کے بہت سے فوجی امیر جہاز پر چڑھنے سے پہلے روپوش ہو گئے' بہت سے بستر علالت پر بیماری کا بہانہ بنا کر روانہ ہو گئے' یہ اس لئے کہ وہ صلیبی مجاہد ہو کر' ہنگری کی عیسائی قوم کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھانا چاہتے تھے جب فرانسیسی زارا پہنچے تو رئیس صومعہ دو ایبٹ (Abbot of Vaux) آیا اور اس نے کہا پوپ انوسنٹ نے زارا پر حملہ کرنے سے منع فرمایا ہے' لیکن فرانسیسی ڈانڈولو کو قول دے چکے تھے اور اب سے منحرف نہیں ہو سکتے تھے' جب پوپ کو یہ اطلاع ملی کہ پانچ دن کی جنگ کے بعد فرانسیسیوں نے زارا پر قبضہ کر لیا ہے تو اس نے ان کے خلاف فتوائے (Ban of Ex Communication) صادر کر دیا' چوتھی صلیبی جنگ کا یہ کتنا عجیب آغاز تھا؟ اس واقعے نے بہت سے صلیب برداروں کو بد دل کر دیا' وینس والوں کے مکر و فریب سے برہم ہو کر ایک بڑی فرانسیسی جماعت شاہ ہنگری کی فوج میں شامل ہو گئی۔ بہرحال صلیبی مجاہدوں نے زارا کا معرکہ سر کر لیا اور اب بجا طور پر وہ توقع رکھتے

Marfat.com

تھے کہ مصر روانہ ہو سکیں گے' یا مسلمانوں سے لڑنے کے لئے ارض مقدس کی طرف کوچ کر سکیں گے' لیکن اب وہ فوجی امیر جو زارا جاتے وقت بھاگ کھڑے ہوئے تھے نمودار ہوئے اور انہوں نے سب کچھ چھین لیا' اور صلیبی مجاہد پہلے سے زیادہ مفلس اور قلاش ہو گئے' ڈانڈولو اس مرتبہ پھر انہیں مشکلات کے بھنور سے نجات دینے سے اپنے طریقے پر آ پہنچا' وہ الیکسوس اینجلس (Alexius Angelus) کو اپنے ساتھ ملایا' یہ شخص بازنطینی تخت و تاج کا مدعی تھا' باغیوں نے اس کے باپ یعنی شہنشاہ قسطنطنیہ کو جلا وطن اور اسے ہر حق سے محروم کر دیا تھا' ڈانڈولو نے کہا' اگر صلیبی مجاہد الیکسوس کو اس کا تاج و تخت دلا دیں تو وہ دو لاکھ فرانک پیش کرے گا اور سال بھر کی رسد بھی پیش کرے گا' نیز دس ہزار سپاہی بھی مصر سے جنگ کرنے کے لئے دے گا' مجاہدین صلیب نے یہ تجویز منظور کر لی' انہیں یقین تھا کہ اگر پہلے وہ قسطنطنیہ کا معرکہ سر کر لیں' تو پھر مصر بڑی آسانی سے ان کی جھولی میں آ جائے گا۔

ماہ جون 1202ء کے آخر میں یہ کمر کس کر مصر سے قسطنطنیہ روانہ ہوئے' جیسے ان کے جہاز ساحل کے قریب پہنچے' ہر جہاز کے عرشے پر جنگی پھریرا اڑنے لگا' بہادر نائٹ اپنی اپنی چمک دار اور رنگا رنگ ڈھالیں لئے عرشے کے کنارے ہو کر ان کی نمائش کرنے لگے تاکہ لوگ اندازہ کر لیں یہ کتنے جیالے اور طاقتور ہیں۔

اگر یونانی ان کو دیکھ کر بہت متعجب ہوئے تو عرشے پر موجودہ صلیبی بھی شہر کی جانب اس منظر کو دیکھ کر غرق حیرت ہو گئے کہ فصیل شہر سے لوگوں کا اتنا بڑا مجمع ادھر نظر جمائے کھڑا تھا کہ صلیبیوں کا اتنا بڑا ہجوم اور انبوہ آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا' نہ انہوں نے کبھی ایسی شاندار فصیل دیکھی تھی' نہ ایسے برج۔ اندرون شہر کے عظیم المرتبت کلیساؤں اور بلند و بالا ایوانوں اور فلک شکوہ قصور و محلات پر نظر پڑی تو سوچنے لگے دنیا کی کون سی خوبی اور کمال ہے جو یہاں نہیں ہے' جیسے ساری دنیا سمٹ آئی ہے' اس زر بے حساب کے تصور سے ان کا قلب ناشکیب جوش مسرت کے باعث زور زور سے دھڑکنے لگا جو ان عمارتوں' محلوں اور کلیساؤں میں موجود ہو گی۔ اپنی کشتیوں کو

Marfat.com

برابر شہر سے گزارتے ہوئے ساحل ساحل ہوتے شہنشاہوں کے قدیم محلات کی طرف پہنچے' اور لنگر ڈال کر چالسدون (Chalcedon) میں خیمہ زن ہو گئے یہ جگہ ان کے لئے ایک اور عجوبہ ثابت ہوئی' کیونکہ اس کے کمرے اور ہال بجائے خود اتنے وسیع تھے کہ صرف ایک ہی جگہ ان کی ساری فوج سما سکتی تھی' ان کے علم میں کوئی ایسا بادشاہ اتنا ثروت مند نہ تھا جس نے اتنے شاندار اور ایسے حیران کن کاخ و قصر بنائے ہوں' کاخ خسروی کے باغ اتنے وسیع' خوبصورت اور ہمہ رنگ تھے کہ خواب میں بھی انہوں نے نہیں دیکھا تھا' یہ سمجھ رہے تھے کہ قسمت نے انہیں دنیا کے زیبا ترین اور شوکت و شکوہ شہر میں پہنچا دیا ہے۔

نو دن تک اس باغ زیبا میں آرام کرنے کے بعد انہوں نے حملے کا آغاز کر دیا' جولائی کا سارا مہینہ جنگ میں گزر گیا' یونانی خوب خوب لڑے' اسی طرح ان کے کرایہ کے سورما (Mercenaries) بھی جو انگلستان اور ڈنمارک کے باشندوں پر مشتمل تھے اور دو دھاری تبر سے لڑنے کے عادی تھے' خوب جی توڑ کر لڑے' لیکن آخرکار فرانسیسیوں (Tow Handed Sword) اور نادگان وینس (Venetain Marines) فولادی فلاخن (Cross Bows) آئے اور وہ کارگر اور مؤثر ہتھیار ثابت ہوئے' مجاہدین صلیب نے قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا اور وہ وعدہ پورا کر دیا جو ایلیکسوس اینجلس سے کیا تھا' اگست کے شروع میں اس نے تاج شہنشاہی زیب سر کر لیا۔

اور اب ایلیکسوس کی باری تھی کہ اپنا وعدہ وفا کرے' لیکن وہ ایک بدقسمت انسان تھا جس غاصب نے ایلیکسوس کو شہر سے فرار پر مجبور کر کے شہر پر قبضہ کر لیا تھا' وہ جب قسطنطنیہ سے شکست کھا کر بھاگا تو سارا خزانہ عامرہ بھی اپنے ساتھ لیتا گیا۔

یہ گھاؤ ابھی تازہ تھا کہ جشن تخت نشینی کے بعد قسطنطنیہ میں خوفناک آگ بھڑک اٹھی اور کامل دو شب و روز بھڑکتی رہی آشوب جنگ اور بدنظمی کے بعد یہ دوسرا سانحہ اور مہلک ثابت ہوا' کاریگر اور پیشہ ور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہے' ان آشفتہ روزگاروں اور تباہ حالوں سے ٹیکس کی صورت میں زر مطلوبہ فراہم کر لینا ایلیکسوس کے

Marfat.com

بس کی بات نہ تھی' لیکن یونیفاس مونفرا اور فرانسیسی امیروں نے موعودہ دو لاکھ فرانک کا سختی سے تقاضا شروع کر دیا' ایلکیوس بڑی مشکل سے کچھ رقم کا بندوبست کر سکا' اسی طرح کئی مہینے گزر گئے' جب ایلکیوس سے مزید تقاضا کیا گیا تو اس نے اقرار کر لیا کہ وہ بالکل نادار اور تہی دست ہے۔

جنوری 1204ء میں' صلیبیوں نے فیصلہ کر لیا کہ انہیں جو کچھ کرنا تھا' ایلکیوس کے لئے کر چکے' لیکن انہیں صلہ کچھ بھی نہیں ملا' چنانچہ وہ ایلکیوس کو اس کے حال پر چھوڑ کر شہر سے رخصت ہو گئے۔

ان لوگوں کے رخصت ہو جانے کے بعد ایلکیوس کے بھی زیادہ عرصے تک قدم نہیں جم سکے' شہریان قسطنطنیہ اس سے نفرت کرنے لگے کیونکہ محاصرے کے دوران میں اور محاصرے کے بعد انہوں نے جو مصائب برداشت کئے تھے ان کا باعث یہی تو تھا' جیسے ہی صلیبی مجاہد رخصت ہوئے شہریوں کے ایک بڑے انبوہ نے قصر کا محاصرہ کر لیا چند روز تک اسے تہ خانے میں مقید رکھا' پھر عوامی قائد نے اپنے ہاتھ سے اس کا گلا گھونٹ دیا اور خود شہنشاہ بن بیٹھا۔

اور اب بازنطینی شہنشاہ ایک قاتل تھا' یہ خسروی نہ قانون کے مطابق تھی' نہ عدالت کے' صلیبیوں نے سوچا یہ برا ہوا' پھر پلٹے اور فرماں روائے تازہ کو اپریل کے مہینے میں تخت شہنشاہی سے اتار پھینکا' یونانیوں نے مخالفت کی اور بڑی سخت لڑائی لڑے اور جب صلیبی غالب آ گئے' تو سمجھنے لگے فتح مندی نے ان کا حق اس شہر پر مسلم کر دیا ہے ایلکیوس سے جو کچھ انہوں نے مانگا تھا اور نہیں پایا تھا' وہ اب اہالیان شہر سے وصول کر لیا اور اپنا حساب چکتا کر لیا' انہوں نے اتنا مال غنیمت حاصل کیا کہ آغاز دنیا سے آج تک کسی ایک شہر سے کسی فاتح نے اتنا نہیں پایا ہو گا' انہوں نے تین بڑے بڑے کلیسا سیم و زر' جواہرات گراں بہا' آبریشم' اور فر اور دوسری بہت سی بے بہا چیزوں سے بھر لئے' جب یہ سب چیزیں جمع کی گئیں اور ان کی مالیت آنکی گئی' تو مجاہدین صلیب نے وینس والوں کا مطالبہ بے باق کر دیا اور حساب صاف کر دیا۔ باقی

Marfat.com

ماندہ رقم اور مال کو آپس میں تقسیم کر لیا' ہر شخص کے حصے میں بے اندازہ دولت آئی'۔ یہ لوگ جب مالیت تقسیم کر چکے تو انہوں نے شہنشاہان قسطنطنیہ کی جاگیر اور القاب و خطابات بھی تقسیم کر لئے بالڈون آف فلینڈرس کے سر پر تاج شاہی رکھا گیا' بونیفاس مونفرا کو' سالونیکا (Salonika) کا فرماں روا تسلیم کر لیا گیا دوسروں کے حصے میں جاگیریں اور رجواڑے آئے' کوئی لارڈ بن گیا' کوئی ڈیوک۔

بلاشبہ اب وقت آ گیا تھا کہ بغیر کسی رکاوٹ اور مانع کے مجاہدان صلیب' سرزمین مقدس کو مسلمانوں سے چھیننے کے لئے روانہ ہو جائیں ۔۔۔۔۔ لیکن ایسا ہوا نہیں جوہانیزا (Johanniza) شاہ بلغاریہ اور ولاچیہ' جس کی زمین دہانہ ڈینیوب کے ہر دو طرف شمالی قسطنطنیہ تک پھیلی ہوئی تھی حملہ آور ہوا' یونانی صلیبیوں سے کہ اب وہ ان کے مالک اور آقا بن بیٹھے تھے' اس درجہ نفرت کرتے تھے کہ انہوں نے بے تامل جوہانیزا کا ساتھ دیا' اگرچہ اس کے آدمیوں میں بہت بڑی تعداد جنوبی روس کے بے دینوں اور مشرکوں (Heathen) کی بھی تھی' چنانچہ ایک جنگ عظیم کی طرح پڑ گئی' شہروں اور آبادیوں کا قبضہ دست بدست بدلتا رہتا تھا۔ کبھی قسمت اس کا ساتھ دیتی کبھی اس کا بخت یاور ہوتا۔

ایک سال کے بعد نقشہ جنگ یہ تھا کہ قسمت صلیبی مجاہدوں کا ساتھ چھوڑ رہی تھی' ان کے مقبوضات نو کا بڑا حصہ جوہانیزا کے دست تصرف میں چلا گیا اور 1205ء کے ایسٹر میں' بالڈون بیرون ایڈریانوپل (Adrianople) کی جنگ میں قیدی بنا لیا گیا۔ اس لڑائی میں اس کے بہت سے آدمی مارے گئے' سات ہزار صلیبی بد دل ہو کر فرانس واپس چلے گئے' ان کا قول تھا ہم نے یونان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی' لیکن خالی ہاتھ کے خالی ہاتھ رہے۔

بونیفاس مونفرا بھی ایک کمین گاہ کی زد میں آ کر مارا گیا' بلغاری سواروں کا دستہ اچانک غفلت کی حالت میں جب کہ وہ غیر مسلم تھا آ پڑا' ایک بلغاری تیر انداز نے تاک کر ایک تیر زیر شانہ مارا' شاہ رگ کٹ گئی' چند منٹوں میں خون نکل جانے کے

Marfat.com

باعث مونفرا پر بے ہوشی طاری ہوئی اور وہ گھوڑے سے گر پڑا' اس کے ساتھیوں نے یہ حال دیکھا تو سراسیمگی کی حالت میں اسے چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

اور چھ سال کی دوا دوش کے بعد چوتھی صلیبی جنگ بھی کوہستان بلقان میں ختم ہو گئی' اہل وینس بہت خوش تھے' یونانی تاجر جو ان کے بہت بڑے حریف تھے' خاک سیاہ ہو گئے اور ان کے مصری دوست بھی ایک طوفان کی زد سے نلوہ نکل گئے' اس ساری مدت میں صلیبی کسی ایک مسلمان کی طرف بھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے' نہ کسی مسلمان سرزمین پر قدم رکھنے کی جرات کر سکے' جتنی ضربیں انہوں نے لگائیں اور کھائیں ان سے سوائے اس کے کچھ حاصل نہ ہوا کہ مردان جنگی کی صف میں ان کی سربلندی مان لی گئی!

O

Marfat.com

بارہواں باب

سینٹ لوئی کی جنگ صلیبی

آخری صلیبی جنگ کی سربراہی سینٹ لوئی (St. Louis) جو شہنشاہ لوئی نہم (Louis IX) کے نام سے بھی مشہور و معروف ہے' کے حصے میں آئی' وہ بادشاہی یروشلم کے استقرار کے ڈیڑھ سو سال بعد اپنی فوج گراں لے کر مصر کی طرف بڑھا۔

سینٹ لوئی' متعدد اعتبارات سے ایک بڑا بادشاہ تھا' اس نے فرانس کے لئے ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے' لیکن اسے اپنے منصب (بادشاہت) سے نفرت تھی' وہ اکثر یہ سوچا کرتا کہ تخت و تاج کے بکھیڑے سے دستبردار ہو کر کسی صومعہ میں زندگی کے دن گزار دے' لیکن وہ جانتا تھا کہ ذمہ داریاں اس کا دامن نہ چھوڑیں گی' آخر اس نے اپنی ذہنی کشمکش سے سمجھوتہ یوں کیا کہ امکان بھر راہبانہ زندگی بسر کرنے لگا' وہ ارزاں ترین کپڑے کا لباس پہنتا تھا' بڑی سادہ غذا استعمال کرتا' زیادہ تر روزے رکھتا' گھنٹوں اور پہروں اپنے خاص کمرے کے ٹھنڈے سنگی فرش پر محو عبادت رہتا اور جب کار شاہی انجام دینے نمودار ہوتا تو بھی جامہ خسروی کے نیچے پیراہن موئیں پہنتا۔

جیسے سال خوردہ ہوتا گیا' بیماری کے حملے بڑھتے رہے کئی کئی دن بے خواب و خور گزر جاتے' قولنج کا درد اکثر ستاتا رہتا' جب یہ تکلیف کم ہوتی' تو سکتے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی اور گھنٹوں نہ بات کر سکتا نہ جنبش پر قادر ہوتا' 1244ء میں بیماری کا غیر معمولی حملہ ہوا' تو اس نے دیکھا کہ اس کے آدمی نگاہ حسرت سے اس کی طرف دیکھ رہے ہیں' اور اس کی محبت سے مایوس ہو چکے ہیں' جیسے ہی بولنے کی ذرا سکت پیدا

Marfat.com

ہوئی' تو اس نے زیر لب نذر مانی کہ اچھا ہو گیا تو صلیبی جہاد میں حصہ لے گا۔

صحت کے بعد لوئی نہم کی بیوی' مذہبی باپ جس کے سامنے وہ اعتراف گناہ کرتا تھا' کشور فرانس کے اسقف وزراء حکومت اور وزیر اعظم' سب نے التجا کی کہ اپنی نذر واپس لے لے' لیکن کسی کی نہ چلی' وہ کوچ کا فیصلہ کر چکا تھا۔

لیکن اب زمانہ بدل چکا تھا' اگرچہ بادشاہ اور اسقفوں اور پادریوں کی ایک بڑی جماعت نے تبلیغ جہاد میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا' قریہ قریہ اور شہر شہر گھومے لیکن کسی کے دل میں امنگ پیدا نہ ہوئی' پورے تین سال کے بعد لوئی' ایک فوج فراہم کرنے میں کامیاب ہو سکا اور چار سال کے بعد کوچ کے قابل ہو سکا۔

لوئی نے غیر معمولی طور پر ساری تیاریاں مکمل کر لیں' اس نے جنوبی فرانس میں جہازوں پر صلیبی فوج کو بار کرنے کے لئے ایک خاص بندرگاہ بہ مقام اگومرت (Aiguesmortes) تعمیر کی اور قبرص کو فوجی صدر مقام قرار دے کر اتنا سامان خوراک جمع کر دیا کہ دو سال تک کام آئے' لیکن قبرص اور مصر کے درمیان طوفان نے ناد گان فرانس کو تتر بتر کر دیا اور اسے اپنے معدودے چند بچے کھچے آدمیوں کے ساتھ دریائے نیل کے ڈیلٹا میں (Damietta) کے مقام پر اترنا پڑا' کچھ دیر تو وہ سوچتا رہا کہ ساحل کا رخ کرے یا نہ کرے' لیکن آخر نبرد کناں قاہرہ کی طرف بڑھا' سلطان مصر اس وقت نزع کی حالت میں تھا لوئی کو یقین تھا آئندہ بادشاہ کے بارے میں' مسلمانان مصر مختلف الرائے ہیں لہٰذا بہ آسانی قاہرہ قبضے میں آ جائے گا۔

لیکن اس ڈیڑھ سو سال کی مدت میں نائٹ جدید اسلحہ اور جدید طرز جنگ سے بالکل نابلد رہے اور مسلمانوں نے بہت سی نئی چیزیں حاصل کر لی تھیں' نائٹ اب تک مقابل کی ہر جنگی صف کو اندر گھس کر پراگندہ کر دینے کے فن پر تکیہ کرتے تھے۔ ان کے خود (Helments) اب کسی قدر اصلاح یافتہ ہو گئے تھے' پیش رفتہ نائٹ اپنے شانوں اور زانوؤں کی حفاظت کے لئے آہنی تختیاں استعمال کرنے لگے تھے۔ لیکن جنگی

Marfat.com

فنون میں کوئی ترقی نہیں کی تھی' مسلمان اس ساری مدت میں یہی کرتے رہے تھے' وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ضبط و نظم کے ساتھ ایک ہی شخص کی سرکردگی میں مختلف دستوں میں تقسیم ہو کر کس طرح جنگ کرنی چاہیے؟ ان کے جنرل اچھی طرح جانتے تھے کہ جنگ کے مدو جزر کے مطابق اپنے ماتحتوں کو بندرگاہ میں اس طرح احکام دیئے جائیں اور اس طرح ان کو احکام کا تابع رکھا جائے' تاکہ حسب موقع وہ اپنے نقشے میں ترمیم و تبدیلی کر سکیں۔

سینٹ لوئی اور اس کی سپاہ نے بہت جلد محسوس کر لیا کہ دمیاط آنے کے بعد' وہ اپنے فوجی صدر مقام سے کٹ چکے ہیں' اور منصورہ میں محصور ہو کر رہ گئے ہیں' جب انہوں نے مسلمانوں کا حلقہ توڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کی تو وہ پیچھے دھکیل دیئے گئے' نیل ان کی نبردگاہ کے پیچھے دلدلی اور صحت سوز ڈیلٹا کے اردگرد بہہ رہا تھا' ہزاروں مکھیاں کھانے پر آ آ کر بھنبھنانے اور بیٹھنے لگتیں وبا پھوٹ پڑی' لوئی اتنا نحیف و کمزور ہو گیا' کہ اسے گھوڑے پر اٹھائے اٹھائے پھرتے' چاندی کے بنے ہوئے مرصع اور طلائی گوکھرو لگے ہوئے خود کے بوجھ سے سر اٹھانا اب اس کے لئے مشکل ہو رہا تھا' لرزاں و متزلزل' گھوڑے کی زین پر بیٹھا دمیاط اور دریا سے گزرنے کی ایک اور کوشش کی' جنگ کے دوران بے ہوش ہو کر گھوڑے سے گر پڑا' اسے ایک مکان میں پہنچایا گیا اور وہاں لٹا دیا گیا اس کے نائٹ بہادری سے لڑے' لیکن عہدہ برآ نہ ہو سکے جیسے ہی مسلمانوں پر تکان غالب ہوتی کوس رحلت کا غوغا بلند ہونے لگتا' تھکے ہوئے دستے واپس چلے جاتے اور تازہ دم دستے' جوش سے معمور طرار گھوڑوں پر سوار آ موجود ہوتے اور جنگ شروع کر دیتے' اب نائٹ تھک گئے' ان کی ہمت جواب دے گئی بیماری نے الگ نڈھال اور خستہ و درماندہ کر رکھا تھا آخر چند گھنٹوں کے بعد ہتھیار ڈالنے اور اپنے آپ کو حوالے کر دینے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

شاہ فرانس نے وہ رات زنجیر و زنداں میں گزاری' جس جگہ اسے رکھا گیا یہ لکھار

Marfat.com

(Lockmar) کا مکان کہلاتا تھا اس کی ساری سپاہ بھی قریب ہی ٹھہرائی گئی' یہ لوگ ایک بڑے سائبان اور احاطے میں بھر گئے' دوسرے دن صبح کو مسلمانوں نے تمام مسلح صلیبیوں کو تہ تیغ کر دیا' جس نے اسلام قبول کر لیا بچ گیا' باقیوں کو قاہرہ کے بازار بردہ فروشاں میں بھیج دیا گیا' سینٹ لوئی اور اس کے نائٹ مجاز بنائے گئے کہ اپنی آزادی خرید لیں' لیکن فدیہ کی رقم اتنی بھاری تھی کہ بہت سے نائٹ زر مطلوبہ فراہم کرنے میں برباد ہو گئے' چیتھڑے لگے اور پھٹے پرانے کپڑوں میں یہ لوگ وطن پہنچے' ان کے تمام گراں بہا اسلحے اور بے بہا گھوڑے اور خیمے جن پر زردوزی کی ہوئی تھی چھن گئے ان کے سوار اور پیادے یا مر گئے یا غلام بنا لئے گئے' بہت سے دوست پیچھے رہ گئے' جنہیں میدان جنگ میں موت نے آ دبوچا' یا طاعون نے لقمہ بنا لیا' یہ ایک مکمل شکست تھی۔

اس کارگزاری کے ساتھ سینٹ لوئی کے لئے وطن واپس جانا ناممکن تھا' وہ کشتی میں بیٹھ کر بہ سوئے فلسطین' یروشلم کی بادشاہی میں رہنے کے لئے روانہ ہو گیا' کئی سال وہاں بسر کئے کام سے غافل وہاں بھی نہ رہا کئی قلعوں کو پھر سے تعمیر کیا اور سرحدی مقامات پر متعدد جگہ چوکیاں قائم کیں۔

لیکن یہ سب چیزیں کچھ زیادہ سود مند ثابت نہ ہوئیں' مسلمانوں کی جنگی قیادت اب ایک نئے شخص کے ہاتھ میں تھی اور یہ صلاح الدین سے بھی بڑا قائد تھا' سلطان بیبارس (Beibras) رچرڈ شیر دل کی طرح سلطان بیبارس بھی مرد درشت اندام و سرخ مو تھا' اس کی پیشانی ایک چمکتی ہوئی نیلگوں آنکھ سے روشن تھی' دوسری آنکھ میدان جنگ میں جاتی رہی تھی' یہ اندرون ایشیا کا ایک تاتاری نژاد شخص تھا' جو تقریباً پانچ سو روپے میں دمشق کے بازار غلاماں میں فروخت ہوا تھا' پہلے خریدار نے اسے ایک چشم پا کر غلاموں کے سوداگر کو واپس کر دیا پھر ایک دوسرے شخص نے بولی لگائی اور مول لے لیا' وہ ایک کام کا آدمی ثابت ہوا یوں تو ہر قسم کے اسلحے استعمال کرنے میں ماہر تھا

Marfat.com

لیکن فولادی فلاخن چلانے کے فن میں تو استاد تھا' مصر میں عرصے تک مسلمانوں کی چاکری کرتا رہا' رفتہ رفتہ سلطان کے باڈی گارڈ کا کمانڈر بن گیا اور ایک دن آخرکار سلطان بھی بن گیا' سینٹ لوئی' جب یروشلم سے فرانس واپس گیا' کہ وہاں کے معاملات روبراہ کر دے تو اس نے انطاکیہ اور یافا پر قبضہ کر لیا' تینوں صلیبی عیسائی حکومتوں کا باقی ماندہ حصہ اب صرف ملکہ کے پاس کا چھوٹا سا علاقہ رہ گیا تھا۔

سینٹ لوئی نے ایک اور صلیبی جنگ کی بھی قیادت کی' 1269ء کے آخر میں ٹیونس (واقع شمالی افریقہ) کے مسلمان امیر نے لوئی کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کی مملکت سخت قحط سے دوچار ہے' اگر فرانس غذائی ضروریات پوری کر دے' تو وہ عیسائی مذہب اختیار کرنے اور شہر حوالے کر دینے کو تیار ہے' اپنے صدق نیت کے ثبوت میں اس نے بہت سی اشرفیاں بھی ارسال کیں۔

سینٹ لوئی نے سوچا' اگر انطاکیہ کا ٹیونس سے تبادلہ کر لیا جائے تو بہت اچھا رہے گا' چنانچہ اس نے ایک فوج مرتب کرنے کی کوشش شروع کر دی' لیکن اہل فرانس منصورہ (مصر) کی بدترین شکست کی تلخ یاد اب تک بھولے نہیں تھے' بہت کم نائٹ اس مہم کے لئے آمادہ ہو سکے' بڑی دقت سے سینٹ لوئی ایک ہزار نائٹ اور پچپن جہازوں کا بیڑا مہیا کرنے میں کامیاب ہو سکا اور اسی ساز و سامان کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب ٹیونس پہنچا تو معلوم ہوا وہ تو اسیر دام ہو چکا ہے' امیر ٹیونس کا قطعی ارادہ شہر حوالے کر دینے کا نہیں تھا اور ہزاروں سپاہیوں کی بہترین فوج لئے رزم و پیکار پر تلا کھڑا تھا' صلیبی کمک کے دلالوں کے درمیان کارتھیج (Carthage) ویرانوں میں جا کر خیمہ زن ہوئے' غضب کی گرمی پڑ رہی تھی طوفان گرد و باد نے کیمپ میں جاروب کشی شروع کر دی۔ سامان خورد و نوش پر ایک اور طوفان ٹوٹ پڑا' طوفان مگس' ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ طاعون پھوٹ پڑا' پوپ کا سفیر (Papal Legate) بھی جو ایک

Marfat.com

مہم (Expedition) کے ساتھ آیا تھا' جاں بحق ہو گیا سینٹ لوئی کا فرزند دلبند ژان تریسترم (Jean Tristram) بھی اسی وبا میں مرا' علاوہ ازیں اور بھی سینکڑوں آدمی شدت وبا کی تاب نہ لا کر چل بسے اور آخر میں خود لوئی بھی بیمار پڑ گیا' بستر علالت پر دعا کراتا رہتا تھا "خداوند اپنے ان بندوں پر رحم فرما اور انہیں سلامتی کے ساتھ وطن پہنچا دے!" پھر بڑی دیر تک وہ چپ رہا اور پھر بڑ بڑایا' "آہ یروشلم' یروشلم!" یہی اس کے آخری الفاظ تھے!

صلیبیوں نے خیمے اٹھائے اور وطن واپس لوٹ گئے' ٹیونس چھوڑنے کے ایک دن بعد طوفان آیا' اور اس چھوٹے سے بیڑے کو اس نے منتشر کر دیا ایک تہائی کشتیاں سسلی کے ساحل پر تباہ ہو گئیں اور سینکڑوں آدمی ڈبکیاں کھاتے کھاتے غرق ہو گئے' ان کشتیوں کے سواروں میں طاعون بھی تھا وہ سلامت رہا' جب یہ تباہ شدہ بیڑا فرانس کی طرف بڑھا' بہت سے صلیبی بیمار پڑے اور نذر اجل ہو گئے اور جب اپنے بندر پر پہنچے تو مرے ہوؤں کا شمار کیا' سینٹ لوئی کا بھائی بھی مر چکا تھا اور اس کی بیوی بھی' اس کی بیٹی ازابیل (Isabele) اور اس کا شوہر شاہ ناوار (Navarre) بھی دست برد اجل سے نہ بچ سکے تھے' بہت سے مر چکے تھے یا عالم نزع میں تھے' بہت جلد یہ خبر وحشت اثر سارے فرانس میں پھیل گئی' منصورہ کے بعد ٹیونس کا نام بھی جب صلیبیوں کی زبان پر آتا تو یہ الفاظ ناشائستہ۔ ارض مقدس کے لئے کسی صلیبی فوج کی بھی تنظیم نہ ہو سکی۔

قبل اس کے کہ مسلمان عکہ پر قبضہ کریں' یروشلم کی حقیر سی سلطنت 20 سال تک اور نیم جانی کی حالت میں زندہ رہی' پھر ختم ہو گئی' مسلمان عکہ اور یروشلم کے مالک بن گئے۔

آٹھ سال بعد اندرون ایشیا سے مغلوں (Mongol) کا طوفان اٹھا اور مسلمان ممالک کو پامال کرتا اور تباہ کرتا شام پہنچ گیا' مغلوں کے خان اعظم نے دمشق کی تبردگاہ

Marfat.com

سے پاپائے اعظم کو خط لکھا کہ اگر مسیحی فوج جنگ مصر میں اسے کمک دینے پر آمادہ ہو تو بدلے میں یروشلم وہ مسیحیوں کو بخش دے گا۔

دو سال گزر گئے' نامہ خان اعظم عجیب و غریب چینی رسم الخط میں مرقوم تھا نہ پڑھا جا سکا' نہ اس کا جواب دیا جا سکا' دوبارہ پھر خان اعظم نے نامہ بھیج کر اپنی سابقہ پیش کش کا اعادہ کیا' مگر اب بھی کوئی جواب نہ ملا اور کوئی مسیحی بھی مزار مقدس مسیحؑ واپس لینے کے لئے میدان میں نہ اترا' خان اعظم اپنے گروہ مغل کو لے کر اپنے دشت ایشیا میں واپس چلا گیا' ایک اچھا موقعہ ہاتھ سے نکل گیا' جنگ ہائے صلیبی کا سلسلہ ختم ہو گیا!

Marfat.com

تیرھواں باب

حروب صلیبیہ کے بعد

ارض مقدس کے چپے چپے پر صلیبیوں کے بنائے ہوئے برج اور قلعے موجود تھے' لیکن رفتہ رفتہ گرمیوں کے گرم و دراز روز آفتاب کے نیچے اور سردیوں کے سخت و کوتاہ موسم کے تھپیڑے کھاکر' ایک ایک کر کے گرنے لگے' لیکن صلیبی اپنے پیچھے کچھ اور نشانات بھی چھوڑ گئے تھے' جو نائٹ ان قلعوں میں رہتے تھے انہوں نے باشندگان شہر کی زندگی پر کوئی اثر نہیں ڈالا' لیکن خود ضرور متاثر ہوئے۔

جتنی مختصر مدت تک یہ یہاں رہے' مسلمانوں کے شیوہ زندگی سے اثر پذیر ہوتے رہے' مسلمانوں کے گھر' ایوان ہائے سایہ گیر' فوارے' صحن' خانہ' باغ ڈھیلی ڈھالی' آرام دہ اور پھریرے کی طرح اڑتی ہوئی مشرقی عبائیں انہیں بہت بھائیں' یہ اپنے مغربی طوز ماند و بود کو فراموش کر بیٹھے' اور مشرقی اوضاع و اطوار میں جذب ہونے لگے' ایک یا دو نسل کے بعد یورپ کے تازہ وارد صلیبیوں کے لئے یہ بیگانے اور اجنبی بن گئے اور خود ان کی نظر میں صلیبیوں کی حیثیت اجڈ اور گنوار سے زیادہ نہ رہ گئی۔

عہد اول کے صلیبی مشرق کے مردان بلند پایہ کو دیکھ کر غرق حیرت ہو جایا کرتے تھے' یورپین لوگ شاذ و نادر ہی کبھی غسل کرتے تھے اور اس بات پر متحیر ہوتے تھے' کہ یہ مشرقی حریف یعنی مسلمانان قدیم رومیوں کی طرح حمام کے خوگر تھے' ورزش کرنے کے بعد سرد اور گرم پانی میں غوطے لگاتے تھے' انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ مسلمانوں کے آداب دین میں طہارت اور پاکیزگی شامل ہے ازروئے نظر وہ ہر روز پوری احتیاط

Marfat.com

اور تکمیل کے ساتھ شست و شو اور اپنے آپ کو پاک رکھنے پر مجبور تھے' یہ تمام چیزیں یورپین مجاہدوں کو نسائی اور غیر مردانہ نظر آئی تھیں' یہی حال دیکھنے پڑھنے کا تھا شمالی مجاہدان صلیب کی نظر میں یہ کام پجاریوں کا تھا' مردانہ ہنر نہیں تھا' ایک نائٹ بھلا تحصیل علم کا وقت کہاں سے نکال سکتا ہے اور حصول علم کی اسے ضرورت بھی کیا ہے' یہ نائٹ کسی دبیر کو ملازم رکھ لیتے اور اس سے اپنی لکھا پڑی کراتے۔ یہ صلیبی بازنطینی دربار میں امیروں اور سرداروں کو پڑھتے دیکھ کر اور یہ دیکھ کر کہ انہیں لکھنا بھی آتا ہے اور حیران رہ گئے اور پھر انہیں شعر و نغمہ سے واقف دیکھ کر تو اور زیادہ چکرا گئے تھے' یہ لوگ یونیورسٹیوں میں جاتے تھے' دانش کدوں میں پہنچتے تھے' دانش وروں سے سرگرمی کے ساتھ ازروئے منطق بحث و مباحثہ کرتے تھے' صلیبی با ظاہر بازنطینیوں کے علم سے نفرت کرتے تھے' لیکن غیر محسوس طور پر متاثر بھی ہوتے رہے' جب وطن پہنچے تو اس جذبے سے سرشار ہو کر ایک نائٹ کو جس طرح مرد میدان ہونا چاہئے اسی طرح شیدائے علم و ادب بھی' اب یہ اپنے بچوں کے لئے جس طرح استادان فنون سپاہ گری کا انتظام کرتے تھے' اسی طرح آموزگاران علم و ادب بھی فراہم کرتے تھے' صلیبیوں نے نائٹ طبقے کو مہذب بنانے میں بڑا حصہ لیا۔

لیکن مجموعی حیثیت سے جنگ ہائے صلیبی نے یورپ کے شیوہ زندگی کو بہت کم متاثر کیا' جو قیمتی نمونے ہنر زیبا کے صلیبی اپنے ساتھ وطن لائے تھے' انہوں نے یورپ کے اسٹائل پر کوئی خاص اثر نہیں کیا' اس اثناء میں کہ صلیبی جنگیں جاری تھیں' گوتھک آرٹ پھلنے پھولنے لگا' جو بازنطینی آرٹ سے اتنا متفاوت تھا کہ اس پر اثر ڈالے بغیر نہ رہ سکا' صلیبی اپنے ساتھ مشرق سے جو چیزیں لائے' ان میں منعمات حیات (Luxury) بھی تھے' جو قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے یونانیوں سے حاصل کئے گئے تھے انہوں نے دیکھا تھا کہ بازنطینی کس آسائش اور راحت کی زندگی بسر کرتے ہیں' ان کے مکان کتنے آرام دہ اور خوش نما ہوتے ہیں' جنگی اسیروں اور سرداروں کے مکانات جنگ صلیبی کے آغاز میں چھاؤنی کی بہار دکھاتے تھے' جیسے

Marfat.com

جیسے صلیبی جہاد کا سلسلہ بڑھتا گیا' اتنے ہی اتنے آسائش کی زندگی بسر کرنے کے لوگ شائق ہوتے گئے' لیکن ان کی نئی امنگیں گوتھک ہنر کی پیدا کردہ تھیں' ان کا شیوہ عمارت بازنطینی تقلید نہ تھا بلکہ بجائے خود انفرادیت کا حامل تھا۔

صلیبیوں کے ذریعے مشرق کی جو چیزیں یورپ نے حاصل کیں' ان میں اہم تر شیوہ حکومت تھا' بازنطینیوں نے بغیر کسی تبدیلی کے قدیم سول سروس کا طریقہ قائم رکھا تھا' قسطنطنیہ کا شہنشاہ مختلف محکموں اور وزارتوں کو قائم کئے ہوئے تھا' تاکہ قومی زندگی کی مؤثر اور براہ راست نگرانی ہو سکے' صلیبی جاگیردارانہ نظام کے خوگر تھے' ہر لارڈ اپنے علاقے کا فرماں روا تھا' وہ ڈیوک یا کاؤنٹ کے سامنے جواب دہ تھا' کہ اسی کی وفاداری کا حلف لیتا تھا' ڈیوک اور کاؤنٹ جس طرح چاہتے تھے اپنے علاقوں پر حکومت کرتے تھے' بادشاہ کا اقتدار ان پر بہت کم تھا' صلیبی جنگ میں جو بادشاہ شریک ہو کر مشرق پہنچے انہوں نے دیکھا کہ بادشاہ کے اقتدار مطلق پر جاگیردار اور نواب مجال دم زدن نہیں رکھتے تھے' وہ ایک مطلق العنان فرماں رواء ہے اور مملکت کا ہر حصہ اس کا تابع اور محکوم ہے' یہ یورپین بادشاہ جب واپس آئے تو یہ خیال لے کر کہ اسی شان سے خود بھی بادشاہت کریں گے۔

صلیبیوں نے یہ بھی دیکھا کہ شہنشاہ قسطنطنیہ اپنی مملکت میں اسقف اور پادری سے مرتبہ میں بڑا مانا جاتا ہے' بازنطینی کلیسا کو پوپ کی طرح اقتدار حاصل نہیں تھا کیونکہ شہنشاہ' جہاں شہنشاہ ہے وہاں رئیس کلیسا بھی ہے' چنانچہ شاہان یورپ یہ تخیل بھی اپنے ساتھ لائے اب وہ اس پر تیار نہیں تھے کہ اسقفوں اور راہبوں کا اپنی مملکت میں یہ دعویٰ تسلیم کر لیں کہ وہ حکومت کے قانون اور بادشاہ کے حکم سے ماوراء ہیں۔

اب یہ بادشاہ پوپ کو اپنے سے بالاتر ماننے پر تیار تھے' صلیبی جنگوں سے پہلے مغربی یورپ کے لوگوں کی حیثیت سپاہ مسیحیت کی تھی' ان کی عیسائیت ہر چیز پر بالا تھی' یہ پہلے مسیحی تھے پھر کچھ اور پہلے پوپ کے فرماں بردار تھے پھر کسی اور کے' خواہ وہ بادشاہ ہو یا جاگیردار' بلکہ جاگیردار کے زیادہ' بادشاہ کے کم' قوم اور ملک کا تصور مبہم اور

Marfat.com

غیر واضح تھا' لیکن صلیبی جنگوں کے دوران میں یہ تمام باتیں متغیر ہو گئیں' ملت اور ریاست کا تصور اب زور پکڑنے لگا اور فکر مسیحیت کمزور ہوتی گئی' پہلی صلیبی جنگ میں ہر شخص نے صلیب سرخ اپنے جامہ پر آراستہ کر رکھی تھی' تیسری صلیبی جنگ میں فرانسیسیوں کی صلیب سرخ تھی' انگریزوں کی سفید' فرانڈرس اور لورین کی سبز لوگ اب اس خیال پر جمتے جا رہے تھے کہ چرچ کے مقابلے میں انہیں اپنے بادشاہ اور ملک کا زیادہ وفادار ہونا چاہئے۔

صلیبی جنگوں کا پائدار ترین اثر' سیاست اور تجارت پر پڑا' چوتھی صلیبی جنگ جو ارض مقدس کی بجائے قسطنطنیہ میں لڑی گئی' اور جس نے شہر با شکوہ کو ویران کر دیا' جس سے پھر کبھی بازنطینی پنپ نہ سکے' ان کی تجارت وینس والوں کے قبضے میں چلی گئی' ان کے شہروں پر خاک اڑنے لگی' اور وہ تباہ ہونے لگے' بڑے ملکوں اور بڑی حکومتوں کو موت آہستہ آہستہ کر کے آتی ہے۔ قسطنطنیہ نیم جانی کی حالت میں اپنی چوڑی چکلی اور بلند بالا فصیل کے اندر ڈھائی سو سال تک زندہ رہا' پھر مسلمانوں کے سنگین توپ خانے نے یہ فصیل ڈھا دی اور آخرکار بازنطینی شہنشاہیت دم توڑ گئی' نتیجہ یہ ہوا کہ یونان اور بلقان جو کسی زمانے میں ثروت مند ترین رومن صوبے تھے' مسلمانوں کی کالونی بن گئے وہاں کے مسیحی باشندوں پر مسلمان حکومت کرنے لگے' قسطنطنیہ اب بھی ایک ترک شہر ہے' اسلام کا جھنڈا اس شہر پر اب بھی لہرا رہا ہے' جسے روم کے پہلے مسیحی شہنشاہ نے تعمیر کیا تھا' یہ ہے نتیجہ چوتھی صلیبی جنگ کا۔

Marfat.com

تتمہ

Marfat.com

جیسا کہ میں نے حرف آغاز میں عرض کیا ہے، مصنف نے جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے، بعض مقامات پر وہ تشنہ اور نامکمل ہے، کہیں مسالحات بھی ہیں، بعض اہم ترین واقعات نظرانداز ہو گئے ہیں، میں نے اس کمی کو پورا کرنے کے لئے یہ تتمہ لکھا ہے۔

رئیس احمد جعفری

Marfat.com

کتاب کا ترجمہ ختم ہو چکا!

اب میں تتمے کے طور پر چند واقعات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں تاکہ تصویر کا ہر پہلو اختصار لیکن جامعیت کے ساتھ نظر کے سامنے آ جائے۔

میں ایک مرتبہ پھر اعتراف کرتا ہوں کہ فاضل مصنف نے بڑی عالی حوصلگی سے یہ کتاب لکھی ہے' اپنے ہم قوموں کا جو ان کے اکابر اسلاف کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں' بغیر کسی رو رعایت کے کچا چٹھا پیش کر دینا ہمت اور حوصلے کا کام ہے اگرچہ اس کام کے انجام دینے میں فاضل مصنف منفرد نہیں ہیں' ان کے پیش رو یورپین محقق اور مورخ زیادہ بسط و تفصیل سے یہ کام انجام دے چکے ہیں' مجھے سب سے زیادہ جو چیز بھائی وہ یہ ہے کہ مصنف نے جذبات کو اپنے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیا ہے' ایک مصنف کا سب سے بڑا وصف یہی ہے اور کوئی شبہ نہیں یہ وصف مصنف میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

لیکن اس کے باوجود' مجھے یہ عرض کرنے میں بھی تامل نہیں کہ بعض مقامات پر مصنف سے تسامح ہو گیا ہے' ایسے اہم حوادث بھی ہیں' جو تاریخ جنگ صلیبی میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں لیکن وہ نظرانداز ہو گئے ہیں' بیت المقدس' عکہ اور یافا کی جنگ اپنے اثرات و نتائج کے اعتبار سے بڑی اہم تھی' اس کے کچھ عہد آفریں واقعات یکسر ناقابل التفات سمجھے گئے ہیں' شاید اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے' بعض واقعات و حوادث کے بیان میں ابہام پیدا ہو گیا ہے' بعض واقعات تو بیان کر دیئے ہیں' لیکن اسماء واعلام کا ذکر نہیں کیا ہے' جس سے پڑھنے والا ایک طرح کی تشنگی محسوس کرتا ہے' میں

Marfat.com

نے تتمے میں زیادہ سے زیادہ اختصار کے ساتھ انہی امور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے' ان بکھرے ہوئے واقعات کو کتب کے حوالے سے تلاش کرنے میں مجھے کافی محنت کرنا پڑی' لیکن سب سے زیادہ محنت ان واقعات کو مختصر کرنے میں پیش آئی' تفصیل کی گنجائش نہ تھی اشارات سے کام لینا پڑا' حوالہ ساتھ ساتھ دے دیا ہے۔

جن کتابوں سے میں نے مواد لیا ہے وہ کئی ہیں' انگریز یا فرانسیسی مصنفین کا تو عبارت کے ساتھ ساتھ حوالہ دے دیا ہے' ان کے علاوہ جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے' چند الفاظ میں ان کا تعارف بھی کرا دیا ہے تاکہ ان کے پایہ استناد کے بارے میں قارئین اندازہ کرلیں اور رائے قائم کرنے میں انہیں دشواری پیش نہ آئے۔

سب سے پہلے جنگ ہائے صلیبی کے سلسلے میں یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ پطرس راہب (پیٹر دی ہرمٹ) کی شہ پر فرنگستان سے جو سیل سبک سیروز میں گیر چلا تھا' اس سے بہتر وقت کوئی اور ہو نہیں سکتا تھا' یہ ایک بھیڑ چال نہ تھی سوچا سمجھا منصوبہ تھا' یہ ہمہ جہتی اور متحدہ حملہ ایک منظم' مستحکم' محکم اور آمادہ پیکار حکومت پر نہ تھا' ایک منتشر' پراگندہ اور مائل بہ زوال حکومت پر تھا' اس حملے کی کامیابی کا امکان بہت زیادہ تھا' ناکامی کا بہت کم' یہ دوسری بات ہے کہ قسمت یاور نہ تھی اور بقول فرانسیسی مورخ میچاڈ کے' "پہلی صلیبی جنگ مصیبتوں کے ہجوم میں شروع ہوئی اور مصیبتوں ہی کے منجدھار میں ختم ہوئی!"

لین پول نے پہلی صلیبی جنگ کے نفسیاتی نقطہ آغاز کا تجزیہ یوں کیا ہے!

(صلیبی مجاہدوں کی) کامیابی کا سبب یہ تھا کہ باقاعدہ طریقے پر کوئی ان کا مقابلہ کرنے والا ملک میں موجود نہ تھا۔

وزیر نظام الملک (طوسی) اپنے آقا سلطان ملک شاہ کی زندگی ہی میں وفات پاچکا تھا اور کوئی صاحب تدبیر ایسا نہ تھا جو ملک شاہ کے فرزندوں کی باہمی نزاع دور کرکے ان میں مصالحت کرا دیتا۔

ہر شخص ٹوٹے ہوئے تاج کے ٹکڑوں کے لئے دست و گریباں تھا' ایک ہمسایہ

Marfat.com

دوسرے ہمسائے سے رشک رکھتا تھا' مگر کوئی صاحب ہمت ایسا نہ تھا جو سب کا سردار بن کر دشمن سے لڑنے کو تیار ہو جاتا' مختصر یہ کہ یہی وہ ٹھیک وقت تھا' جب کہ یورپ والے فوج کشی کر کے اپنی کامیابی کو ممکن کر لیں' اگر اہل یورپ کا یہ حملہ ایک پشت پہلے ہوتا تو سلجوقی ایسے نہ تھے کہ کوئی گھونسا دکھاتا اور وہ چپ بیٹھے رہتے اور یورپ کی یہی فوج کشی اگر ایک پشت بعد پیش آتی تو عمادالدین اور نورالدین زنگی سلجوقیوں کے مقامات حکومت پر ایسے مستولی ہو چکے ہوتے کہ وہ یورپ کے ان حملہ آوروں کو دھکے دے کر سمندر میں غرق کر چکے ہوتے' جنگ ہائے صلیبی کے پہلے سلسلے کے واعظوں اور محرکوں کو ایسا اچھا موقع ملا' جس کی عمدگی کو وہ خود نہ سمجھتے تھے' مسیحی راہب پطرس اور پاپائے روما اربن ثانی کو حملے کے لئے ایسا ٹھیک موقع سوجھا' جو ان کی ذہانت پر گواہی دیتا تھا' گویا کہ انہوں نے ایشیا کی سیاسی حالت کو بہت غور اور توجہ سے مطالعہ کیا تھا' صلیبی سپاہی ملک میں اس طرح گھسے جس طرح کوئی پرانی اور نئی لکڑی میں پچر ٹھونکے' تھوڑی دیر کے لئے یہی معلوم ہونے لگا کہ درخت اسلام کے تنے کو چیر کر اس کی چھپیاں اڑا دیں گے!" (ص 21-20)

ڈاکٹر احمد بیلی (مصر) نے جو کتاب اس موضوع پر لکھی ہے اس میں ایک اور بہت دلچسپ اور مدلل انکشاف کیا ہے؟ صلیبی جنگ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے' پوپ کی تقریر کا یہ حصہ پیش کیا ہے:

"یہ لڑائیاں صرف ایک شہر پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں ہیں' بلکہ تمام ایشیا کو مع اس کی بے شمار دولت اور خزانے کے قبضے میں لانے کے لئے ہیں' تم لوگ بیت المقدس کو جحت بناؤ اور مقدس زمینوں کو چھڑا کر ان پر قبضہ کر لو' اور ان کافروں کو نکال دو' جنہوں نے انہیں اچک لیا ہے' یہ زمین جیسا کہ توریت نے کہا ہے دودھ اور شہد بہاتی ہے۔"

اکثر مورخوں نے ان لڑائیوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ان سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے' مورخ اسٹیفن سن نے اپنی کتاب "مشرق میں صلیبی" کے اندر لکھا

Marfat.com

ہے کہ:

"حروب صلیبیہ کا مقصد علاوہ فوجی حملوں کے سوریا اور فلسطین میں لاطینی قوت کو مضبوط کرنا تھا!"

گویا جن لڑائیوں کو مذہب کی تقدیس حاصل تھی، ان میں دنیا کی آلودگی بھی شامل تھی، اور وطن سے قدم باہر نکالنے کے بعد تقدیس کا اثر کم ہوتا گیا اور دنیا کی آلودگی اپنا رنگ زیادہ سے زیادہ شدت کے ساتھ جماتی گئی۔۔۔۔!

پیٹر دی ہرمٹ، یعنی پطرس راہب کا ذکر تو فاضل مصنف نے بہ کثرت کیا ہے لیکن تعارف نہیں کرایا ہے، یہ فرض میں انجام دیتا ہوں۔ پیٹر ایمنس یا اس کی نواح کا رہنے والا تھا، 1092ء مطابق 484ھ میں جو سال حسن بن صباح کے قلعہ الموت پر قبضہ کرنے اور حشاشین کی وحشت ناک حکومت کی بنیاد رکھنے کے واسطے مشہور ہے، یروشلم کی زیارت کرنے گیا، شام اور یروشلم پر اس وقت مستنصر علوی مصری کی حکومت تھی پطرس یہاں مقدس مقامات کی بے حرمتی، دیسی عیسائیوں اور زائروں پر ظلم ہوتے دیکھ کر بہت برافروختہ ہوا اور بطریق یروشلم سے مل کر اس بارے میں گفتگو کی، اس نے اپنی عاجزی اور بے بسی بیان کی اور پطرس سے کہا کہ جب تک شاہان یورپ ان عیسائیوں کو نہ بچائیں گے، وہ کسی طرح نہیں بچ سکتے ہیں، پطرس کا جوش انتہا درجہ تک مشتعل ہو گیا اور ایک دن جب وہ شیخ کی قبر کے سامنے سربسجود پڑا ہوا تھا، اس نے مسیحؑ کی آواز کو سنا، جو اس سے کہہ رہی تھی کہ پطرس اٹھ کھڑا ہو اور میرے لوگوں کی مصیبت کو مشتہر کرنے میں جلدی کر، اب یہ وقت ہے کہ میرے خادم مدد حاصل کریں اور مقدس مقامات چھڑا لئے جائیں۔" (تاریخ مجاہدؒ ص 42) اس کے بعد تو پطرس کی سرگرمی اور جوش کی کوئی حد باقی نہ رہی۔ اور بطریق کی طرف سے خطوط لے کر یورپ کے پاؤں پر گر پڑنے کے واسطے اٹلی بھاگا۔

شہنشاہ قسطنطنیہ کا حصہ کیا تھا؟

"اسی اثناء میں الیکسوس رومی شہنشاہ نے جسے ترکوں کے ہاتھوں قسطنطنیہ کھو بیٹھنے

Marfat.com

کا خوف تھا' پوپ کے پاس اپنے سفیر بھیجے اور مسلمانوں سے نجات حاصل کرنے کے واسطے امداد چاہی' سلاطین یورپ کو بھی اس نے اسی غرض سے خطوط لکھے کہ اگر وہ جلد اس کی مدد نہ کریں گے تو قسطنطنیہ پھر ترکوں کے خوفناک ہاتھوں میں پڑ جائے گا' اس نے یاد دلایا کہ وہاں عیسائیت کی بہت سی یادگاریں محفوظ ہیں اور ان کافروں (مسلمانوں) کے ناپاک ہاتھوں سے ان کا بچانا لازمی ہے قسطنطنیہ کے معمور اور وسیع خزانوں کا حال بھی لکھا ہے اور ان خزانوں کے علاوہ جو انعام انہیں ملیں گے' اس نے یونانی عورتوں کے حسن و جمال کو بڑے دل فریب انداز میں بیان کیا اور لکھا کہ ان کی محبت' قسطنطنیہ کو آزادی دلانے والے دلیروں اور سورماؤں کا پورا معاوضہ دے گی۔ (مجاڈ ص 45)

اس پیش کش کا نتیجہ کیا نکلا؟ اور اس نے کیا صورت اختیار کی؟ اس سلسلے میں ولیم آف ٹائر کا یہ قول لکھنا کافی ہو گا کہ "تمام چیزیں ایسی ابتری کی حالت میں تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا اپنے خاتمے کو پہنچنے لگی ہے اور درہم برہم ہو کر پھر نیستی کی شکل اختیار کرنے لگی ہے۔" یہی مورخ عیسائیوں کے جوش و خروش کی عجیب و غریب کیفیت بیان کر کے لکھتا ہے کہ "فقیروں اور تارک الدنیا لوگوں نے اپنے صومعوں اور عبادت گاہوں کو جن میں انہوں نے مرنے کی قسم کھائی تھی' ترک کر دیا' وہ یقین کرتے تھے کہ ربانی ہاتھ ان کی رہنمائی کر رہا ہے' زاہد اور درویش لوگ جنگلوں اور بیابانوں سے نکل کھڑے ہوئے اور صلیبی مجاہدوں کی جماعت میں شریک ہو گئے' جس امر پر اس سے بھی زیادہ مشکل سے یقین کیا جا سکتا ہے' وہ یہ ہے کہ چوروں اور رہزنوں نے اپنی پوشیدہ پناہ گاہوں کو چھوڑ دیا اور آ کر اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور صلیب لیتے ہوئے فلسطین میں جا کر ان کا کفارہ ادا کرنے کا اقرار کیا' یورپ جلاوطنی کی سرزمین معلوم ہوتی تھی' جس کو چھوڑنے میں ہر ایک شخص سرگرم تھا' اہل صرفہ تجاروں اور مزدوروں نے اپنے اپنے پیشے جن پر وہ بسر کرتے تھے چھوڑ دیئے' بیرنس (نوابوں) اور لارڈوں نے اپنی آبائی جاگیروں کو خیر باد کہہ دیا' زمینوں' شہروں اور قلعوں کی قدر و

Marfat.com

منزلت جن کے واسطے وہ ہمیشہ باہم جنگ کرتے تھے' ان کے مالکوں کی آنکھوں میں جاتی رہی اور قلیل رقموں پر ان لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالے گئے جن کو خدا کی رحمت نے مس نہیں کیا تھا!"

لین پول نے بھی اس سلسلے کی بعض نئی باتیں بتائی ہیں:

"بارہویں صدی کے پہلے ربع کے حالات میں ایک مسلمان مورخ (ابن اثیر) لکھتا ہے:

"فرنگیوں کی تاخت و تاراج اور رہزنی روز بروز ترقی پکڑتی گئی' انہوں نے مسلمانوں کو ایسا ایسا نقصان پہنچایا' جس کا بیان کرنا دشوار ہے اور ان پر تباہی اور غارت گری انتہائی درجہ تک پہنچا دی' ان کی لوٹ مار کے یہ حملے دیار بکر میں آمد کے شہر تک پہنچے' انہوں نے قتل و غارت میں شیعہ یا سنی کسی کا لحاظ نہیں کیا' سب کو تہ تیغ کیا' عراق میں پہنچے تو مسلمانوں کے پاس جس قدر چاندی یا قیمتی چیزیں تھیں' سب لوٹ لیں' حران اور رقہ میں پہنچ کر انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ سخت بے حرمتی اور بے شرمی کے ظلم کئے' اور روزانہ انہیں موت کا جام پلاتے رہے' دمشق کو جس قدر راستے جاتے تھے' بند کر دیئے اور صرف وہ راستہ کھلا رکھا جو رحبہ اور صحرا میں سے جاتا تھا' مسافر اور تاجر سب ہی کو اس طولانی راستے کی صعوبتیں اور خطرے جھیلنے پڑتے تھے اور اس صحرائی سفر میں انہیں آوارہ گرد بدوی لوگوں سے جان و مال دونوں کا خطرہ رہتا تھا' فرنگی جہاں رہتے تھے' وہاں کے آس پاس شہروں سے ناجائز رقمیں محصول کہہ کر وصول کرتے تھے' اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اپنے گماشتے انہوں نے دمشق بھیجے' تاکہ وہ عیسائیوں کے علاقوں کو مسلمانوں کی حکومت سے خارج کرا دیں' حلب میں انہوں نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی آمدنی کا نصف حصہ محصول کے طور پر ادا کریں اور باب الجنہ کے قریب جو پن چکی تھی' اس کی آمدنی بھی خود وصول کرنے لگے!

اویسا (الرہا) جب مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھینا تو کیا کیا؟ لین پول سے سنئے:

"بار بار حملہ کرنے والوں کے دستے بھیجنے سے بھی کام نہ چلا' تو نقب چیوں اور

Marfat.com

سرنگ لگانے والوں نے جلتی ہوئی لکڑیوں کے انبار دیواروں سے ملا کر لگا دیئے' اتابک زنگی نے خود ان خندقوں کا معائنہ کیا' جہاں سے سرنگیں لگائی گئی تھیں اور انہیں دیکھ کر کہا کہ آج شب کو کوئی ہمارے ساتھ کھانا نہ کھائے گا' جو صبح ہوتے ہی الرہا کے شہر میں داخل نہ ہو گا' ایک ماہ کے محاصرے کے بعد ایک جگہ سے شہرپناہ سو گز تک گرا دی گئی' یہاں سے ترکمانوں کا لشکر الرہا کے شہر میں گھس پڑا' (23- دسمبر 1144ء) اتابک کی فوج والے فتح کی خوشی میں دیوانے ہو رہے تھے اور الرہا پر عیسائیوں کے قبضے کے زمانے میں جو جو تشدد اور ظلم مسلمانوں پر ہوئے تھے' ان کے انتقام کے لئے آمادہ ہو گئے اب وقت تھا کہ عیسائیوں کے جدال و قتال کا جواب دیں' ان کا خون کر کے انہیں لوٹ کر اور ان کے گھروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں' یہی وہ زور و ستم تھے' جو عیسائی مسلمانوں پر کیا کرتے تھے اور جنہوں نے بالڈون کے شہسواروں کو اور جو سلن کو خدا کا قہر بنا رکھا تھا' اتابک کی فوجوں نے فتح کے جوش میں کسی چیز کو سلامت نہ چھوڑا' ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ "انہوں نے بیواؤں' پردیسیوں' کو جو اتفاق سے شہر میں آئے ہوئے تھے اور یتیموں کو تہ تیغ کر ڈالا' صلیبیں اکھاڑ پھینکیں راہبوں اور قیعوں کو قتل کیا' ہر چیز کو غارت کیا۔"

اتابک زنگی خود شہر میں داخل ہوا' وہاں کی خوش نما عمارتوں اور شان کو دیکھ کر حیرت کرنے لگا' اسے افسوس ہوا کہ اس کے ہاتھوں ایسا شہر غارت کیا جائے' چنانچہ اس نے اپنی سپاہ کو غارت گری سے روکا اور حکم دیا کہ جن لوگوں کو انہوں نے گرفتار کیا ہے انہیں رہا کر دیں' لڑکے لڑکیاں یا جس قدر مال و زر انہوں نے لوٹا ہے' ان سب پر سے اپنا قبضہ اٹھا لیں۔

(پھر اتابک نے) جو باشندے بچے تھے انہیں آزاد کر دیا ان کے گھر انہیں واپس کر دیئے کہ ان میں پھر سے آباد ہوں اور اطمینان سے رہیں' تاکہ شہر کی رونق اور سرفہ حالی میں کمی نہ ہو اور شروع میں جو غارت گری ہوئی تھی اس کی تلافی میں محبت اور توجہ کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔"

Marfat.com

ایک بہت ہی اہم واقعہ بلکہ اگر اسے لرزہ خیز کہا جائے تو ذرا مبالغہ نہ ہو گا' اسے فاضل مصنف نے بیان نہیں کیا ہے:

وہ واقعہ یہ ہے کہ ریجی نالڈ نے کئی مرتبہ صلاح الدین سے صلح کی' پیمان دوستی باندھا' عہد نامے کئے' لیکن عمل درآمد کا جہاں تک تعلق تھا' کبھی وہ باوفا اور صادق العقول ثابت نہیں ہوا۔

آخر میں تو اس کی جسارت' مسلمانوں کی رواداری سے اتنی بڑھ گئی کہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر لے گا اور مزار نبوی کی بے حرمتی کرے گا اور اس فیصلے کو نافذ کرنے کے لئے اقدام بھی شروع کر دیا' یہ داستان لین پول نے یوں سنائی ہے۔

(یہ صلیبی مجاہد) بہت گستاخ اور دلیر ہو گئے تھے' ان کی لوٹ مار بصرے اور زور تک پہنچی تھی' بلکہ بڑھتے بڑھتے ان کی تاخت و تاراج کا یہ سلسلہ دریہ تک پہنچ چکا تھا' جو دمشق سے چند میل کے فاصلے پر تھا' یہاں کھڑی فصلیں اور سیب کے باغات ویران کئے بلکہ جو کچھ سامنے آیا اسے غارت کر دیا' علاقہ سعید میں آکر وہاں کے ایک پہاڑی قلعے پر قبضہ کیا' یہ قلعہ مسلمانوں کو بہت عزیز تھا' حونین کے ریجی نالڈ نے جزیرہ نمائے عرب پر فوج کشی کا قصد کیا' تاکہ مدینہ طیبہ میں' پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مزار مبارک کو منہدم کرے اور مکہ میں کعبہ معظمہ کو مسمار (توبہ نعوذ باللہ) کر کے زمین کے برابر کر دے' قلعہ کرک میں اس نے جہاز ایسے تیار کرائے جن کے ٹکڑے ہو سکتے تھے' تیاری پر وہ ان ٹکڑوں کو کرک سے خلیج عقبہ کے ساحل پر لایا' اور یہاں انہیں جوڑ کر جہازوں کا ایک بیڑا تیار کیا اور عیذاب کو لوٹنے چلا' عیذاب قلزم کے افریقہ والے ساحل پر واقع تھا جہاز بیچ میں ڈال کر اس نے ایلہ کا بحری راستہ بند کر دیا' مسلمانوں کو خبر ملی تو ان کا جہازی بیڑا عیسائی بیڑے کے تعاقب میں چلا' اس مصری بیڑے کا امیرالبحر لولو تھا اس نے آتے ہی پہلے تو ایلہ کا بحری راستہ کھولا اور اپنی کل فوج لئے الحورا تک آیا' جو بحر قلزم کی ایک چھوٹی سی بندرگاہ تھا' جہاں سے ریجی نالڈ نے

Marfat.com

مدینہ طیبہ پر حملے کا ارادہ کیا تھا' لیکن فرنگیوں نے جونہی اسلامی فوجوں کو آتے دیکھا تو ایسے گھبرائے کہ جہازوں سے اتر کر پہاڑوں کی طرف بھاگے کہ وہاں چھپ جائیں' لولو نے بدوی لوگوں سے گھوڑے لے کر اپنے سپاہیوں کو ان پر سوار کرایا' اور دوڑ کر دشمن کو غار رو باغ میں جا پکڑا اور وہاں اس کے ٹکڑے اڑا دیئے' ریجی نالڈ اس گڑبر میں خود فرار ہوا مگر اس کے ساتھ والوں میں بہت قتل کر دیئے گئے' لولو نے جان کی امان کسی کو نہ دی' لڑائی کے چند قیدیوں کو البتہ کہ اسی غرض سے روانہ کیا کہ وہ وادی منیٰ میں بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کر دیئے جائیں اور اس طرح کسی کے دین کی بے حرمتی کی سزا اٹھائیں۔

اندلس کا رہنے والا مشہور سیاح ابن جبیر مئی 1183ء میں اسکندریہ میں مقیم تھا' اس زمانے میں ریجی نالڈ کی فوج کے چند آدمی قید کر کے وہاں لائے گئے تھے' یہ قیدی اونٹ کی پیٹھ پر بندھے تھے' ان کے منہ اونٹوں کی دموں کی طرف تھے' ڈھول اور نقارے بجتے جاتے تھے اور خلقت شور مچاتی ہوئی ساتھ تھی' ابن جبیر سیاح لکھتا ہے "جس دن مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ریجی نالڈ کے حملے کی غرض کیا تھی' اس دن جیسا طیش اور غصہ ان پر طاری ہوا' ایسا پہلے کبھی نہ دیکھا گیا تھا مسلمان غصے سے رو رو کر آپس میں کہتے تھے کہ کرک کے اس نصرانی امیر نے کس طرح رشوت دی اور ان کی معرفت اپنے جہاز صحرا میں سے لے کر بحر قلزم کے کنارے لایا اور کس طرح اس نے عربوں کی بیس کشتیاں جلا دیں۔ اور جدہ کے قریب اس نے حاجیوں کے ایک جہاز کو پکڑ لیا عیذاب کی بندرگاہ سے اتر کر ایک کارواں کو لوٹا' جو نیل کے کنارے مقام کوش میں اترا ہوا تھا' اور کارواں کے کسی آدمی کو زندہ نہ چھوڑا اور کس طرح یمن کے دو جہازوں کو جو مکہ اور مدینہ سامان سے بھرے ہوئے جا رہے تھے' لوٹ کر یہ دشمن عرب میں داخل ہوا' اس داخلے سے اس کی ناپاک غرض یہ تھی کہ مدینہ طیبہ کو وہ مسمار کرے اور مزار شریف سے جسد مبارک نکال کر پھینک دے' کبھی ایسی خوف دلانے والی خبر نہ سنی گئی تھی' الحمد للہ کے امیر بحر لولو نے اپنے تیز رفتار جہازوں سے جن کے

Marfat.com

چلانے والے مغرب اقصیٰ کے لوگ تھے' ان موذی کافروں کو گرفتار کر لیا اور یہ آفت مسلمانوں کے سر سے ٹل گئی!"

اکتوبر میں صلاح الدین دمشق سے نکل کر کرک میں پہنچا' تاکہ حونین کے ریجی نالڈ سے اپنا حساب برابر کرے' مگر اس مکار قزاق کو گرفتار کرنے' یا اس کے قلعے میں داخل ہونے کی کوشش بیکار ہوئی' گو قلعہ کرک کے محاصرے میں صلاح الدین کے ساتھ العادل کا لشکر شامل ہو گیا تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ منجنیق برابر قلعے پر پتھر برساتے رہے' مگر قلعہ کی دیواریں ایسی مضبوط تھیں کہ ان پر کچھ اثر نہ ہوا' جب معلوم ہوا کہ یروشلم کی عیسائی فوجیں محصوروں کی کمک پر آ رہی ہیں تو صلاح الدین اپنے لشکر کو لے کر وہاں سے ہٹ گیا اور دل میں پیچ و تاب کھاتا دمشق واپس آیا' آئندہ سال کے موسم بہار میں (13- اگست 1184ء میں) اس نے قلعہ کرک کو فتح کرنے کی دوبارہ کوشش کی' کیونکہ جب تک حونین کا ریجی نالڈ زندہ تھا' ملک میں امن و سلامتی کی امید رکھنی عبث تھی' لیکن اس دفعہ کا محاصرہ بھی جو صلاح الدین کا پانچواں محاصرہ تھا' سابق کی طرح بیکار ثابت ہوتا معلوم ہوتا تھا' شروع میں امید ہوئی کہ مسلمانوں کی محنت اور جانفشانی کی داد ملنے والی ہے اور قلعہ کرک ان کے ہاتھ پر فتح ہو جائے گا' شہر کرک کے لوگ اس وقت لڑنے کی جون میں نہ تھے' سارا شہر ناچنے گانے والیوں سے بھرا تھا' کیونکہ بادشاہ یروشلم کی سوتیلی بہن ازابلہ کی شادی تبنین کے ہمفری رابع سے ہونے کی تیاری میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں' خوف تھا کہ شادی کی ضیافتیں کہیں موت کا کھانا نہ ہو جائیں' صلاح الدین اور اس کے مملوک زبردستی راستہ نکالتے ہوئے شہر میں گھس پڑے' ریجی نالڈ نے خندق کے پل سے گزر کر قلعے میں بھاگ کر آنا چاہا' ابھی جان کا خطرہ دور نہ ہوا تھا کہ ایک مسیحی نائٹ نے تن تنہا پل پر کھڑے ہو کر دشمن کو اس طرح روکے رکھا جیسے کہ رومائے قدیم کی تاریخ میں ہوریشو نے تنہا غنیم کو پل پر کھڑے ہو کر شہر میں داخل نہ ہونے دیا تھا' شہر میں فوج تھی اس نے اردن کے پل کے ستون کاٹنے شروع کئے تاکہ پل کے گرنے سے قلعے میں داخل ہونے کا راستہ نہ

Marfat.com

رہے' اور ریجی نالڈ کی جان بچ جائے' غرض اس طرح شہر پر صلاح الدین کا قبضہ ہو گیا' اور ریجی نالڈ قلعے میں رہا یہ اس زمانے کے آئین جنگ کی عجب شان تھی کہ صلاح الدین نے ریجی نالڈ کو گوشت اور شراب گویا شادی کی دعوت کا کھانا اپنی طرف سے بھیجا' گویا وہ بھی شادی کی ضیافت میں شریک ہوا ہے' سلطان نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ کوئی تیر انداز اس برج پر جس میں دولہا اور دلہن تھے تیر یا خدنگ نہ چھوڑے!"

گویا انتہائی اشتعال کے موقع پر بھی صلاح الدین نے انسانیت اور شرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا تھا' وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ریجی نالڈ کو قتل کر کے رہے گا' لیکن اس فیصلے نے بھی اس کی خوئے شرافت پر اثر نہیں ڈالا۔

آگے چل کر لین پول کہتا ہے:

صلاح الدین کا نصب العین مدت سے عیسائیوں سے جہاد کرنے کا تھا' لیکن جہاد پر فوری اشتعال جیسا کہ بالعموم پہلے عیسائیوں سے لڑنے پر ہوا تھا' اب حونین (چاٹیلون) کے ریجی نالڈ کی طرف سے ہوا۔ ریجی نالڈ قلعہ کرک کا مالک تھا۔ وہ معاہدوں کے توڑنے میں ناقابل رشک شہرت حاصل کر چکا تھا اسے خاص مسرت اس بات سے ملتی تھی' کہ عافیت پسند تاجروں کے کارواں اور غریب حاجیوں کے قافلے جو مکہ یا مصر سے شام کو آتے ہوں انہیں پکڑ لے' یہی حرکت اس نے 1179ء میں کی تھی' درحالیکہ یہ زمانہ صلح کا تھا' ایک کارواں صلح کا زمانہ سمجھ کر نہایت اطمینان سے اس کے قلعے کے نیچے اترا ہوا تھا' ریجی نالڈ قلعے سے نکلا اور کارواں کے ہر مرد اور ہر عورت اور جانور کو مع کارواں کے کل مال و اسباب کے جس کی قیمت کا اندازہ دو ہزار دینار سرخ ہوا تھا' لوٹ لیا' جب شاہ یروشلم (بالڈون خامس) نے اس حرکت پر اعتراض کیا اور ایک سفارت اس کے پاس اس غرض سے بھیجی کہ مال جو اس طرح لوٹا گیا ہے وہ واگذاشت اور جن لوگوں کو قید کیا ہے انہیں رہا کر دے تو ریجی نالڈ نے بالڈون کے سفیروں کی خوب ہنسی اڑائی' 1183ء میں پھر زمانہ صلح میں یہی حرکت دوبارہ کی اور یہاں تک جسارت کی کہ عرستان میں اپنی فوجیں بھیج دیں' جو بڑھتے بڑھتے اتنی دور پہنچیں کہ

Marfat.com

مدینہ منورہ جہاں حضرت رسول پاکؐ کا مدفن مبارک ہے ایک دن کی راہ رہ گیا۔ 1186ء میں پھر صلح کا زمانہ آیا' قافلے اور کارواں بلا خوف و خطر مصر اور شام میں سفر کرنے لگے اور سمجھے کہ بحرلولو والے قلعے یعنی کرک سے اب کوئی وجہ خوف نہیں' لیکن ریجی نالڈ یکایک ایک تاجروں کی جماعت پر جا دھمکا اور اس کا کل مال و متاع لوٹ لیا' مشہور ہوا کہ صلاح الدین کی ایک بہن انہی تاجروں کی حفاظت میں بند پالکی میں سوار قافلے میں تھی' جب ان لوگوں نے والی کرک سے اپنی رہائی کے لئے کہا تو اس نے ویسا ہی لعن طعن ان پر کیا جیسا کہ یہودیوں کے سردار کاہن نے جناب مسیحؑ پر کیا تھا' جب کہ سپاہی انہیں صلیب دینے لے جا رہے تھے۔ "محمدؐ پر تم ایمان رکھتے ہو' اس سے کیوں نہیں کہتے وہ آئے اور تمہیں بچائے" لیکن اسی تمسخر اور استہزاء کے ایک سال بعد اسے سخت سزا ملی' جب صلاح الدین نے سنا تو اس نے قسم کھائی اور عہد کیا کہ اس صلح شکن کافر کو خدا نے چاہا تو میں اپنے ہی ہاتھ سے قتل کروں گا' چنانچہ صلاح الدین نے جس بات کا عہد کیا تھا' اسے کر دکھایا۔"

صلاح الدین نے دشمن کو گھیر لیا اور پانی کا راستہ اس پر بند کر کے بالکل بے بس کر دیا۔ اس کی رسد کا راستہ کاٹ دیا' اور اس کے وسائل مسدود کر دیئے' لین پول بتاتا ہے:

(صلیبی مجاہدوں نے) اپنی کل طاقت اس میں صرف کر دی کہ وہ کسی طرح چشموں تک پہنچ جائیں' مگر اب اصلی صلیب مقدس جو اس خستہ کن کوچ اور مایوسانہ جنگ میں چراغ ہدایت بنی رہی تھی' آخرکار کافروں (مسلمانوں) کے قبضہ میں آ گئی' اسقف ملکہ اس جنگ میں صلیب کو اونچا کئے ہوئے تھا' باوجود اس کے کہ وہ فولاد کی زرہ پہنے تھا' لڑائی میں مارا گیا' معلوم ہوتا تھا کہ اب صلیبیوں پر سے خدا نے اب اپنا سایہ اٹھا لیا ہے' پیاس سے بے تاب مشقت اور گرمی سے جلے بھنے وہ گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور بالکل مایوسی کی حالت میں خشک گھاس پر لوٹنے لگے' اٹھتے ہوتے ہی چشم زدن میں مسلمانوں نے انہیں آ لیا' فری اب اس قابل نہ رہے تھے کہ اپنے کو

Marfat.com

مسلمانوں سے بچا سکتے' مسیحی شہسوار اب اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ اپنی جانوں کو زیادہ قیمت پر فروخت نہ کر سکتے (یعنی زیادہ مسلمانوں کو قتل نہ کر سکے) انہوں نے اپنی تلواریں ڈال دیں اور مسیحی لشکر کے چیدہ اور جواں مرد قید کر لئے گئے' گائی بادشاہ یروشلم اور اس کا بھائی جائیلون (حنین کا) ریجی نالڈ تبنیین کا ہمفری طبقات داویہ اور الیسطار کے دونوں مقدم اور بڑے بڑے عیسائی شرفاء گرفتار کر لئے گئے' ریمنڈ اسلامی فوجوں میں سے کسی طرح راہ نکالتا اور یہ دیکھتا کہ بادشاہ گائی قید ہو گیا بھاگا اور جب تک صور نہ پہنچ لیا' گھوڑے کی باگ نہ کھینچی' صور میں سخت رنج اور شرمندگی سے ریمنڈ مر گیا۔

جنگ ہائے صلیبی کے متعلق جو داستانیں یا افسانے لکھے گئے ہیں ان میں نرمی نہیں برتی گئی' اسے بیہودہ تصور کیا گیا۔

جس نے مسیحی دنیا کے ساتھ دغا کی' صدیوں تک بھاٹ اور گویئے یہی گاتے رہے کہ گائی کے خلاف ریمنڈ نے سازش کی تھی اور اس نے کافروں کے ہاتھ مقدس صلیب کو فروخت کر ڈالا عبلیس کا بالیاں جو آگے کی فوج میں تھا' زندہ بھاگ نکلا' اس کے ہمراہ والی صیدون بھی تھا' باقی فلسطین کے تمام عیسائی بہادر اور شہسوار مسلمانوں کے پہرے میں تھے' مسیحی لشکر کے معمولی سپاہی' پیدل اور سوار جو زندہ بچے تھے' سب مسلمانوں کے اسیر ہو گئے تھے' ایک ایک مسلمان سپاہی تیس تیس عیسائیوں کو جنہیں خود اس نے گرفتار کیا تھا' خیمے کی رسی میں باندھے لے جاتا دیکھا گیا' ٹوٹی ہوئی صلیبوں اور کٹے ہوئے پاؤں میں مردوں کے ڈھیر اس طرح لگے تھے جیسے پتھر پر پتھر پڑے ہوں' اور کٹے ہوئے سر زمین پر اس طرح پڑے ہوئے تھے' جیسے خربوزوں کے کھیت میں خربوزے نظر آئیں۔

سلطان صلاح الدین نے اپنا خیمہ لڑائی کے میدان میں نصب کرایا' جب خیمہ نصب ہو گیا تو حکم دیا کہ قیدی سامنے حاضر کیے جائیں' بادشاہ گائی اور ریجی نالڈ اور جائیلون (حنین) اندر لائے گئے' سلطان نے بادشاہ یروشلم کو اپنے پہلو میں بٹھایا اور

Marfat.com

اسے پیاسا دیکھ کر برف میں سرد کیے ہوئے پانی کا کٹورا دیا۔ گائی نے پانی پیا اور پانی کا کٹورا والی کرک (ریجی نالڈ) کو دیا' سلطان یہ دیکھ کر ناخوش ہوا' اور ترجمان سے کہا کہ بادشاہ سے کہو کہ میں نے اس شخص کو پانی نہیں دیا ہے' بادشاہ گائی نے دیا ہے' روٹی اور نمک جسے دیتے ہیں وہ محفوظ سمجھا جاتا ہے' مگر یہ آدمی میرے انتقام میں اس قسم کی حفاظت سے بھی نہیں بچ سکتا' صلاح الدین اتنا کہہ کر کھڑا ہوا اور ریجی نالڈ کے سامنے آیا' ریجی نالڈ جب سے خیمے میں داخل ہوا تھا برابر کھڑا تھا' سلطان نے اس سے کہا۔ " سن میں نے تجھے قتل کرنے کی قسم دو مرتبہ کھائی تھی' ایک مرتبہ تو اس وقت جب تو نے مکہ اور مدینہ کے مقدس شہروں پر حملہ کرنا چاہا تھا' دوسری مرتبہ اس وقت جب تو نے دھوکے اور دغا بازی سے حاجیوں کے قافلے پر چھاپا مارا تھا' دیکھ میں اب تیری اس بے ادبی اور توہین کا انتقام لیتا ہوں' اتنا کہہ کر صلاح الدین نے تلوار نکالی اور جیسا کہ عہد کیا تھا ریجی نالڈ کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا' جو کچھ رمق باقی تھی اسے پہرے والوں نے آ کر ختم کیا' اور لاش گھسیٹ کر خیمے کے باہر ڈال دی اور خدا نے اس کی روح کو جہنم واصل کیا۔

بادشاہ گائی اس قتل کو دیکھ کر لرز گیا اور سمجھا کہ اب اس کی باری آئے گی' صلاح الدین نے اس کا اطمینان کیا' اور کہا۔ "بادشاہوں کا دستور نہیں کہ وہ بادشاہ کو قتل کریں' اس شخص نے بار بار عہد شکنیاں کی تھیں' اب جو کچھ گزرا گزر گیا۔" داویہ اور البیسطار کے مسیحی شہسواروں کو اپنے دین کے متعلق اتنا جوش و خروش ظاہر کرنے پر سخت سزائیں دی گئیں' یعنی ان دونوں طبقوں کے جس قدر شہسوار قید میں تھے' وہ سب قتل کر دیئے گئے' ان مقتولین کی تعداد دو سو تھی' مگر بادشاہ گائی اور اس کے ہمراہ جس قدر شرفاء تھے ان سے اچھا برتاؤ کیا اور انہیں دمشق روانہ کر دیا' مدتوں تک جنگ کا یہ میدان جس میں یہ خونی لڑائی ہوئی تھی اور جہاں بیان کیا جاتا تھا کہ تیس ہزار آدمی مارے گئے تھے مشہور رہا۔ ایک سال کے بعد سفید سفید ہڈیوں کے تودے اور ڈھیر دور سے لوگوں کو نظر آتے تھے اور جانوروں کے کھانے کے بعد جو

Marfat.com

ٹکڑے لاشوں کے بچے تھے' وہ بھی میدان میں جابجا پڑے دکھائی دیئے۔

لڑائی کا میدان جس نے یروشلم کی سلطنت غارت و تباہ کی' صدہا برس کی مسیحی روایات سے متبرک اور مقدس ہو گیا۔ اور عیسائی سمجھتے تھے کہ قرن حطین ہی وہ سعادت دائمی کی پہاڑی ہے جہاں حضرت مسیح علیہ السلام نے لوگوں کو امن و سلامتی کی برکتیں بتائی تھیں لیکن اب وہی پہاڑی بجائے امن و سلامتی کے تلوار اور خون کی شہادت دے رہی تھی!"

بیت المقدس کو سلطان نے ہر طرح کی تباہی اور غارت گری سے بچانے کی پوری کوشش کی' وہاں کے عیسائیوں سے نہایت نرم شرائط پر شہر حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا' لین پول نے لکھا ہے!

"اس قسم کی شرائط کا پیش کرنا حقیقت میں صلاح الدین کی دریا دلی اور حوصلہ مندی کا ثبوت دینا ہے' لیکن جب صلیبیوں کی جھوٹی قسمیں اور عہد شکنیاں یاد آتی ہیں تو اس طرح کی رعایتوں پر ہنسی بھی آتی ہے' صلیبی کبھی مسلمانوں کے ساتھ اپنے قول و اقرار کے پابند نہ ہوتے تھے اور اس بات کی کوئی ضمانت نہ ہوتی تھی کہ جو عہد و پیمان انہوں نے کیا ہے اسے ایفاء بھی کریں گے' لیکن یروشلم کے نمائندوں نے ان شرائط کو تسلیم کرنے سے قطعی انکار کیا اور کہنے لگے کہ خدا کو منظور ہوا تو ہم کبھی یروشلم کو مسلمانوں کے حوالے نہیں کریں گے' یہ وہ مقدس مقام ہے' جہاں ان کے نجات دینے والے مسیحؑ نے ان کے لئے اپنی جان دی تھی' صلاح الدین ان کی اس راسخ الاعتقادی سے خوش ہوا اور اس نے قسم کھائی کہ وہ یروشلم پر سوائے معزز طریقے کے اور کسی طور پر قبضہ نہ کرے گا۔ یعنی بزور شمشیر اسے حاصل کرے گا' سلطان کی یہ عالی ظرفی اس وجہ سے اور بھی ممتاز ہو کر نظر آتی ہے کہ خود یروشلم' نے حال ہی میں ایک سخت عہد شکنی کی تھی' حطین کے میدان سے جب عبلین کا بالیان بھاگا ہے' تو اس نے سلطان کے پاس یہ درخواست دے کر آدمی بھیجے تھے کہ اسے یروشلم جانے کے لئے اجازت نامہ دیا جائے' تاکہ وہ اپنے اہل و عیال کو یروشلم سے صور میں لے آئے'

Marfat.com

صلاح الدین نے بالیان کی درخواست فوراً" منظور کی مگر اس شرط سے کہ بالیان صرف ایک رات یروشلم میں قیام کرے گا' اور یہ کہ وہ سلطان کے خلاف کبھی ہتھیار نہ اٹھائے گا۔

جب بالیان یروشلم میں آیا تو وہاں کے لوگوں نے سمجھا کہ وہ انہیں دشمن کے پنجے سے چھڑانے آیا ہے' انہوں نے بہت خوش ہو کر بڑی دھوم سے اس کا خیر مقدم کیا' کیونکہ یروشلم میں اب کوئی نائب بڑے درجے کا نہ تھا اس لئے سب لوگوں نے ہم آواز ہو کر اسے اپنا سپہ سالار اور محافظ مقرر کیا۔ بالیان نے بار بار کہا کہ وہ سلطان کو قول دے چکا ہے پس وہ بغیر وعدہ خلافی کے اور قسم کو توڑے ان کی کوئی فوجی خدمت نہیں کر سکتا' لیکن بطریق یروشلم نے کہا کہ ہم تمہیں تمہارے گناہ اور قسم سے بری کئے دیتے ہیں' تمہاری قسم ایسی ہے جس کی پابندی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی عدم پابندی اتنا بڑا گناہ نہیں اگر تم یروشلم کو اس کی اس حالت پر چھوڑ کر چلے گئے تو پھر جہاں کہیں بھی جاؤ عزت و ناموس تمہارا ساتھ نہیں دیں گے۔ پس بالیان نے یروشلم میں قیام کیا' چونکہ یروشلم میں اس وقت صرف دو نائٹ تھے' اور یہ دونوں بھی حطین سے بھاگ کر یہاں آئے تھے' بالیان نے شہر کے تیس تاجروں کو نائٹ بنایا بطریق یروشلم نے خزانے کا منہ کھول دیا' اور خود اپنے سرمائے سے لڑائی کا سامان خریدا' ہر طرف سے عیسائی بھاگ بھاگ کر یروشلم میں آنے لگے' اور شہر میں آدمیوں کی تعداد علاوہ عورتوں اور بچوں کے ساٹھ ہزار ہو گئی' بالیان کی اس عہد شکنی کے بعد بھی صلاح الدین کا صبر و تحمل قائم رہا' ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہوئی ہو کہ اسے بالیان کی مجبوریوں کا یقین آگیا ہو بجائے اس کے کہ بالیان پر غصہ ظاہر کرے' سلطان نے اپنے اعتبار اور خلوص کا تازہ ثبوت اس طرح دیا کہ صلاح الدین جب عسقلان میں تھا تو بالیان نے پھر درخواست کی کہ سلطان اسے پروانہ راہ داری عطا کرے تاکہ وہ اپنے بیوی بچوں کو طرابلس پہنچا دے۔

بالیان نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنا پہلا وعدہ اس وجہ سے ایفاء نہ

Marfat.com

کر سکا تھا کہ بالکل مجبور کر دیا گیا تھا۔

"بجائے لعنت ملامت کرنے کے صلاح الدین نے یہ عذر (نامعقول) قبول کر لیا اور پچاس سوار بالیان کے پاس اس لئے بھیج دیئے کہ اسے اور اس کی بیوی بچوں کو باحفاظت طرابلس پہنچا دیں!"

آخرکار اتوار کے دن بیس دسمبر کو مسلمان یروشلم کی شہر پناہ کے سامنے نمودار ہوئے' اس سے قبل پچھتر دن میں انہوں نے یروشلم کی پوری عملداری کو اس کا دارالحکومت چھوڑ کر تسخیر کر لیا تھا' اب دارالحکومت کو ختم کرنا چاہتے تھے' جس پر قبضہ رکھنا جنگ ہائے صلیب کا اصلی مقصود تھا اور جس کا ادب و احترام مسلمان بھی ایسا ہی کرتے تھے' جیسے کہ عیسائی کرتے تھے' شروع میں صلاح الدین نے اپنی فوجیں شہر کے مغرب کی طرف اس فصیل کے سامنے ٹھہرائیں تھیں' جو باب داؤد سے لے کر باب استیفن تک چلی گئی تھی' سلطان کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ فصیلوں پر بے شمار آدمی شہر کو بچانے کے لئے موجود ہیں' اور حقیقت یہ تھی کہ ان لوگوں کو شہر کے مکانوں اور گرجاؤں میں رہنے کو جگہ نہ تھی' یہ مکان اور گرجا خود پہلے سے آدمیوں سے بھر چکے تھے' مگر جلد دریافت ہو گیا کہ اسلامی فوج جہاں اس وقت ٹھہرائی گئی تھی وہ موقع اچھا نہ تھا' کیونکہ تنکرد اور داؤد کے برج سامنے پڑتے تھے اور سلطان کے آلات حرب جہاں نصب تھے' وہ مقام ان برجوں کی زد میں تھا' عیسائیوں نے اکثر شہر سے نکل کر سلطان کے مہندسوں کو پسپا کرنا شروع کیا' اور سلطان کی منجنیقوں کے نصب کرنے میں وہ خارج ہوئے' اس کے علاوہ موقع ایسا کہ تھا مسلمانوں کی آنکھوں پر سورج پڑتا تھا۔ اور جب تک سورج ڈھل نہ جائے وہ لڑ نہ سکتے تھے' صلاح الدین نے شہر کے گرد چکر لگا کر اپنی فوج کے لئے کوئی دوسرا مقام تلاش کرنا چاہا اور آنے کے پانچ دن بعد اس نے اپنا لشکر مشرق کی طرف آراستہ کیا اس مقام سے وادی قدرون نیچے پڑتی تھی' شہر کی دیوار بھی اس طرف سے کمزور تھی' صلاح الدین 25۔ دسمبر کو اپنا لشکر ادھر کو لے گیا' لشکر کو جاتے دیکھ کر اہل شہر خوش ہوئے اور سمجھے کہ محاصرے کا خیال سلطان

Marfat.com

کے دل سے دور ہوا۔ گرجاؤں میں دوڑے ہوئے آکر خدا کا شکر کرنے لگے اور وہ بہت ہی خوش تھے' لیکن دوسرے ہی دن یہ خوشی آہ و زاری میں تبدیل ہو گئی' دیکھتے کیا ہیں جبل زیتون پر مسلمانوں کا جھنڈا لہرا رہا ہے' مسلمانوں کی منجنیقیں نصب ہو چکی ہیں اور نقب چیوں نے رات بھر محنت کر کے دروازہ شہر کی سنگین عمارت کے نیچے سرنگ کھودنی شروع کر دی ہے' دس ہزار مسلمان سواروں نے استیفن اور جوزوفٹ کے دروازوں کو اپنی زد میں کر لیا ہے اور عیسائیوں کے حملوں کو جو وہ شہر سے نکل کر کرتے تھے بند کر دیا ہے' ڈھالوں کی ایک دیوار سی قائم کر کے نقب چی اپنے کام میں مصروف ہیں اور یہ ڈھالوں کی دیوار مسلمان تیر اندازوں کے تیروں اور منجنیق سے پتھروں کے آنے کی وجہ سے عیسائیوں کے حملوں سے پناہ میں تھی' تیروں اور پتھروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے کسی کا فصیل پر نکلنا محال تھا' آتش فگن آلے لوگ برسا رہے تھے' تیر فصیل کے کنگوروں میں دانتوں کا خلال بنے ہوئے تھے۔ نقب چی برابر اپنا کام کرتے رہے' یہاں تک کہ دو دن میں دروازے کی عمارت کے نیچے تیس یا چالیس قدم تک سرنگ لگا کر' اس میں لکڑیاں بھر کر آگ لگا دی اور اس طرح ایک بڑا سوراخ دیوار میں پیدا کر دیا' عیسائی نائٹوں نے بار بار کوشش کی کہ نقب چیوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیں' مگر جو نائٹ شہر سے نکل کر نقب چیوں پر حملہ کرتا تھا' سلطان کے سوار اسے مار کر شہر میں گھسا دیتے تھے' اب شہر پر آہ و فغاں اور مایوسی طاری ہوئی' عیسائی گرجاؤں میں آکر دعائیں مانگتے اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے' پتھروں سے اپنے سینے کوٹتے اور کوڑے مارتے اور خدا سے رحم کے طالب ہوتے' عورتیں اپنی بیٹیوں کے سروں کے بال کاٹتیں اور انہیں سرد پانی میں غوطے دیتیں' اس خیال سے کہ جو بے عزتی اور شرمندگی ہونے والی ہے وہ کسی طرح ٹل جائے اسقف اور راہب ہاتھوں میں "لحم مسیح" اور صلیبیں لئے "مزیری" گاتے ہوئے صفیں باندھے شہر میں گشت کرتے' لیکن گناہوں اور ناپاکیوں کی بدبو مشام خداوندی میں بس چکی تھی' پس گناہگاروں کی آہ و فغاں تخت رحمت تک نہ پہنچ سکی' آخر کار شہر پناہ میں جو سوراخ

Marfat.com

مسلمانوں نے کیا تھا' اس پر محصورین نہ ٹھہر سکے' اگر کوئی ان میں سے سو اشرفیاں بھی کسی کو دیتا اور کہتا کہ رات بھر وہاں رہو تو وہ منظور نہ کرتا' عوام الناس سب کہتے تھے کہ شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا جائے' اب عیسائی سرداروں نے باہم مشورہ کیا اور تجویز ہوئی کہ سب ایک دم شہر سے نکل کر اپنی جانیں قربان کر دیں' لیکن بطریق ہریکلیوس نے کہا کہ ایسا کرنے میں اپنی عورتوں اور بچوں کو دشمن کے پنجے میں چھوڑنا ہو گا' بطریق کی اس رائے میں اپنا کوئی ذاتی مطلب بھی اٹکا ہوا تھا' پھر اس نے رائے دی کہ صلح کی گفتگو شروع کی جائے' چنانچہ بلیاں صلاح الدین کے خیمے میں گیا' جس وقت بلیاں سلطان سے صلح کرنے کے لئے عرض معروض کرتا ہی تھا' کہ جہاں سے شہر کی دیوار نقب چیوں نے توڑی تھی' وہاں سے مسلمان شہر میں گھس پڑے اور اب دروازہ شہر پر مسلمانوں کا پرچم لہراتا نظر آیا' سلطان نے بالیان سے طنزاً" کہا کہ کہیں کسی مقبوضہ شہر سے شرائط صلح کی جاتی ہیں' علاوہ اس کے کہ میں نے قسم کھائی تھی کہ یروشلم کو میں بزور شمشیر فتح کروں گا' مجھے اپنی یہ قسم پوری کرنی ہے' شہر میں ابھی تک سلطان کا پورا قبضہ نہ ہوا تھا' ایک مرتبہ پھر شہر کے عیسائیوں نے ہمت کی اور مسلمانوں کو پیچھے ہٹا دیا' صلاح الدین چاہتا تھا کہ ایسے باشندگان شہر کو جو مذہبی خیال و شغف کی وجہ سے وہاں رہتے ہیں' کسی طرح بچا دے چنانچہ اس کے جو مشائخ ساتھ تھے ان سے استصواب کیا کہ کیا وہ اپنی قسم کو کسی اور طریقے سے بھی ایفا کر سکتا ہے؟

بالیان کی ان دھمکیوں اور خود اپنے دل کی صداؤں نے صلاح الدین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اپنے عہد اور قسم میں کسی قدر تبدیلی کرے' چنانچہ وہ کہنے لگا' میں نے جو عہد کیا تھا وہ کافی طور پر پورا ہو جائے گا اگر یروشلم نے خوشی سے اپنے اوپر قبضہ اس طرح دے دیا کہ گویا وہ حملے کے بعد فتح ہوا ہے' اس صورت میں اہل یروشلم پر رحم کرے اور ان سب کو اسیران جنگ تصور کر کے ان سے زر فدیہ لے کر انہیں رہا کر دیا جائے گا' ہر مرد کو دس اشرفیاں دے کر رہائی حاصل کرنی ہو گی اور زر فدیہ کی اغراض کے لئے دو عورتیں یا دس بچے ایک مرد کے برابر سمجھے جائیں گے۔ رہے محتاج

Marfat.com

اور مساکین جن کے پاس زر فدیہ کے لئے ایک اشرفی بھی نہ ہو گی تو ایسے دس ہزار آدمیوں کو تیس ہزار اشرفیوں کے عوض رہا کیا جائے گا' اور یہ رقم عیسائی بادشاہ ہنری کی رقم سے جو اب تک شہسوار الیسطار کے پاس موجود ہے' ادا کی جائے' چالیس دن کے اندر یہ زر فدیہ ادا کرنے کی مہلت ہے اس زمانے کے بعد جس قدر آدمی شہر میں پائے جائیں گے وہ غلام بنائے جائیں گے۔

اس شرائط نامے پر ولی لیجر کی ضیافت والے دن یعنی جمعہ کے دن دستخط ہوئے' یہ عجیب بات ہے کہ اس دن 27- تاریخ رجب المرجب کی تھی اور یہ دن شب معراج کی مبارک یادگار کا دن تھا۔ جس میں عالم رویا میں آنحضرتؐ مع اپنے ہمراہیوں کے اس شہر میں آئے تھے اور پھر آپ ہی کی حکومت نے نوے برس کے بعد عیسائیوں کی حکومت سے اس شہر کو آزاد کیا۔

بالیان شہر میں واپس آیا' اور شرائط جو ہوئی تھیں' لوگوں کو سنائیں' اہل شہر نے رو رو کر ان شرائط کو شکریہ کے ساتھ منظور کیا' لوگ آہیں بھرتے تھے اور روتے تھے اور ان کا رونا کسی طرح کم نہ ہوتا تھا' کبھی وہ بیت المقدس کی دیواروں کو یہ کہہ کر چومتے تھے کہ یہاں پھر آنا نصیب نہ ہو گا' کبھی وہ مہد مسیح علیہ السلام کے سامنے پیشانی زمین پر رگڑتے اور اس مقدس جگہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کرتے تھے' ان کے لئے یروشلم سے نکلنا ایسا ہی تھا' جیسے کسی نے سینے کو چیر کر دل نکال لیا ہو' مگر اب چارہ ہی کیا تھا' سر پر مسلمانوں کا پرچم لہراتا تھا' اور مقدس شریف کی کنجیاں بھی اب مسلمانوں کے قبضے میں تھیں اور چالیس دن کے اندر کل شہر مسلمانوں کے حوالے کرنا تھا' صلاح الدین نے کبھی پہلے اپنے تئیں ایسا عالی ظرف اور باہمت "نائٹ" ثابت نہیں کیا تھا' جیسا کہ اس موقع پر کیا' جبکہ یروشلم مسلمانوں کے حوالے کیا جا رہا تھا' اس کی سپاہ اور معزز افسران ذمہ دار نے جو اس کے تحت تھے' شہر کے گلی کوچوں میں انتظام قائم رکھا' یہ سپاہی اور افسر ہر قسم کے ظلم و زیادتی کو روکتے تھے اور اس کا نتیجہ تھا کہ ہرگز کوئی وقوعہ' جس میں کسی عیسائی کو گزند پہنچا ہو پیش نہ آیا' شہر سے باہر جانے کے کل

Marfat.com

راستوں پر سلطان کا پہرہ تھا۔ اور نہایت معتبر امیر باب داؤد پر متعین تھا' تاکہ ہر شہر والے کو جو کہ زر فدیہ ادا کر چکا ہے' شہر کے باہر جانے دے۔

اب نہایت ہی جگر شق کن منظر دیکھنے میں آیا' سب سے پہلے بالیان تیس ہزار اشرفیاں لے کر آیا اور بادشاہ انگلستان کے روپے سے جو سات ہزار آدمی رہا ہوئے تھے ان کو شہر سے نکلنے کا حکم ملا' ایک تاجر کے بعد دوسرا تاجر ہاتھ میں اشرفیاں لیے آتا' اس کے اہل خاندان اس کے ہمراہ ہوتے' اور بعض وقت ایسے غریب نوکر ہوتے جو خود زر فدیہ ادا نہ کر سکتے تھے' مسلمان سپاہی اور تاجر جو بکثرت شہر میں آ گئے تھے' وہ عیسائیوں کا مال و اسباب خریدتے تھے۔ تاکہ عیسائیوں کے پاس اتنا سرمایہ ہو جائے کہ وہ اپنی آزادی خرید سکیں' کوکبری نے شہر الرہا کے ایک ہزار آدمیوں کا زر فدیہ اپنی جیب سے دے کر آزاد کرایا اور آزاد ہونے کے بعد ان کو ان کے وطن روانہ کیا اور مسلمان سردار بھی اس نیک کام میں اس سے کم نہ رہے' مگر جہاں یہ سب کچھ تھا' وہاں دھوکا اور فریب بھی لوگوں سے ظاہر ہوا' بعض مسلمان امیروں نے یہ جھوٹا دعویٰ کر کے کہ ان کے عیسائی نوکر کھوئے گئے ہیں ان کا زر فدیہ اپنی جیب میں رکھا' بعض نے فرنگیوں کو مسلمانوں جیسے کپڑے پہنا کر شہر سے باہر کر دیا اور جب وہ پہرہ کے سپاہیوں سے کچھ دور نکل گئے تو جو کچھ ان کے پاس تھا سب رکھوا لیا' تقدس ماب بطریق یروشلم جو اخلاق اور ایمان دونوں سے عاری تھا' اس نے گرجاؤں کی دولت سمیٹی' سونے کے پیالے اور آب مطہر رکھنے کا سامان حتیٰ کہ مہد مسیح پر جو طلائی ظروف رہتے تھے' اپنے قبضہ میں کیے' اس کے ساتھ اپنا ذاتی اندوختہ جو بہت تھا محفوظ کر لیا' یہ جمع کی ہوئی دولت اس کی اتنی تھی کہ اگر چاہتا تو بہت سے غریب عیسائیوں کا زر فدیہ دے کر آزاد کرا دیتا' جب مسلمان امیروں نے سلطان سے کہا کہ اس بے ایمان اور نالائق پادری لوٹ کا اتنا مال لے جانے سے روکا جائے' تو سلطان نے جواب دیا کہ میں جو قول اسے دے چکا ہوں اس سے نہیں پھر سکتا' غرض اور لوگوں کی طرح یہ بڑا پیر پادری دس اشرفیاں دے کر آزاد ہو گیا' اور اس عیسائی پادری کو ایک مسلمان بادشاہ نے اس بات کا

Marfat.com

سبق دیا کہ خیر و خیرات کے اصل معنی کیا ہیں' چالیس روز تک باب داؤد سے عیسائیوں کے نکلنے کا یہ سلسلہ جاری رہا' یہاں تک کہ رعایت کا زمانہ ختم ہوا' اس پر بھی ہزارہا غریب اور مفلس عیسائی جنہیں بخیل اور کنجوس تاجروں یا مال دار عیسائی اداروں نے غلام بننے کے لئے چھوڑ دیا تھا شہر میں رہ گئے' اب العادل اپنے بھائی صلاح الدین کے پاس آیا' اور کہنے لگا' خدا کے فضل و کرم سے میں نے اس ملک اور شہر کے فتح کرنے میں آپ کی مدد کی ہے' اس لئے درخواست ہے کہ مجھے ایک ہزار غلام ان غریب آدمیوں میں سے دیں' جو اس وقت یروشلم میں موجود ہیں' صلاح الدین نے جب پوچھا کہ اتنے غلام لے کر کیا کرو گے تو العادل نے جواب دیا' جو کچھ میرے جی میں آئے گا وہ' اس پر سلطان نے العادل کو ایک ہزار غلام دے دیئے' العادل نے سب کو خدا کی راہ میں آزاد کیا' اب بطریق اور بالیان' سلطان کے پاس آئے اور یہی درخواست انہوں نے بھی کی' سلطان نے ایک ہزار غلام ان کو دیئے اور وہ آزاد کر دیئے گئے' اب صلاح الدین نے اپنے اسیروں سے کہا' میرے بھائی نے اپنی طرف سے اور بالیان اور بطریق نے اپنی طرف سے غلام آزاد کئے ہیں اور اب میں اپنی طرف سے بھی خیرات کرتا ہوں اور یہ کہہ کر اس نے اپنی سپاہ کو حکم دیا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں منادی کرا دیں کہ تمام بوڑھے آدمی جن کے پاس زر فدیہ ادا کرنے کو نہیں ہے' آزاد کئے جاتے ہیں کہ جہاں چاہیں وہ جائیں اور یہ سب باب الیغرر سے نکلنے شروع ہوئے' اور سورج نکلنے سے سورج ڈوبنے تک ان کی صفیں شہر سے نکلتی رہیں' یہ خیر خیرات تھی جو سلطان صلاح الدین نے بے شمار مفلسوں اور غریبوں کے ساتھ کی۔ (1)

بالیان کا خادم ارنول لکھتا ہے کہ اب میں ان احسانات اور مہربانیوں کا ذکر کرتا ہوں' جو سلطان صلاح الدین نے نائٹوں کی بیواؤں اور بیٹیوں کے ساتھ کیں' یہ بیوائیں اور بیٹیاں' جب ان کے مالک مارے گئے' یا قید ہو گئے' تو سب یروشلم میں چلی آئی تھیں' جب ان مستورات کا زر فدیہ ادا ہو گیا' اور وہ شہر کے باہر نکلیں تو سب جمع ہو کر سلطان کے پاس رحم و کرم کی درخواست لے کر حاضر ہوئیں' جب صلاح الدین

Marfat.com

نے انہیں دیکھا تو پوچھا' آپ کون ہیں' اور کیا چاہتی ہیں' تب سلطان کو بتایا گیا کہ یہ ان مسیحی شہسواروں کی بیویاں اور بیٹیاں ہیں جو لڑائی میں قتل یا قید ہوئے' اس پر سلطان نے پھر پوچھا کہ آپ کیا چاہتی ہیں' انہوں نے خدا کا واسطہ دے کر کہا کہ ہم خدا کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ ہم پر رحم کیا جائے' کیونکہ ہم میں سے بعض کے شوہر قید خانوں میں ہیں' بعض کے مر چکے ہیں' ان کی زمینیں اور جائدادیں سب ان کے قبضے سے نکل چکی ہیں' اور ہم خدا کا واسطہ دے کر کہتے ہیں کہ ہماری مدد آپ اپنی مرضی سے کریں۔

صلاح الدین نے جب دیکھا کہ یہ عورتیں روتی ہیں' تو اسے ان پر رحم آیا اور آنکھوں میں آنسو بھر آئے' اس نے ان مستورات سے جن کے شوہر زندہ تھے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں قید ہیں؟ جب میں ان قید خانوں پر پہنچوں گا تو انہیں آزاد کر دوں گا۔ (اور یہ تمام قیدی جہاں جہاں قید خانوں میں تھے آزاد کر دیئے گئے) جن عورتوں کے شوہر مر چکے تھے انہیں خزانے سے بہ افراط روپیہ تقسیم کیا' اور جیسا کچھ ان کا مرتبہ اور درجہ تھا' اس کے مطابق کسی کو زیادہ اور کسی کو کم دیا' ان عورتوں کو اتنا روپیہ ملا کہ انہوں نے خدا کا شکر کیا اور جہاں جہاں وہ گئیں' اس عزت و فیاضی کا چرچا کیا' جو سلطان نے ان کے ساتھ کی تھی' غرض اسی طرح سلطان صلاح الدین نے اس مغلوب و مفتوح شہر پر اپنا احسان و کرم کیا جب سلطان کے احسانات پر غور کرتے ہیں تو وہ وحشیانہ حرکتیں یاد آتی ہیں جو شروع کے صلیبیوں نے 1099ء میں یروشلم کی فتح پر کی تھیں' جب گاڈفرے اور ٹنکرو یروشلم کے کوچہ و بازار میں سے گزرے تھے تو وہاں مردے پڑے جان بلب زخمی لوٹتے تھے' جبکہ بے گناہ اور لاچار مسلمانوں کو ان صلیبیوں نے سخت اذیتیں دے کر مارا تھا' اور زندہ آدمیوں کو انہوں نے جلایا تھا' جہاں قدس کی چھتوں اور برجوں پر مسلمان پناہ لینے چڑھے تھے وہیں ان صلیبیوں نے انہیں اپنے تیروں سے چھید کر گرایا تھا۔ اور جہاں ان کے اسی قتل عام نے مسیحی دنیا کی عزت کو بٹا لگایا تھا' جبکہ اس مقدس شہر کو انہوں نے ظلم و بدنامی

Marfat.com

کے رنگ میں رنگا تھا' جہاں رحم و محبت کا وعظ جناب مسیحؑ نے سنایا تھا اور فرمایا تھا کہ کیف و برکت والے ہیں وہ لوگ جو رحم کرتے ہیں ان پر خدا کی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

جس وقت یہ عیسائی اس پاک اور مقدس شہر کو مسلمانوں کا خون کر کے مذبح بنا رہے تھے' اس وقت وہ اس کلام کو بھول گئے تھے اور یہ ان بے رحم عیسائیوں کی خوش قسمتی تھی کہ سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ان پر رحم و کرم ہو رہا تھا۔

صفات خداوندی میں سب سے بڑھ کر صفت رحم ہے'
رحم' عدل کا تاج اور اس کا جلال ہے' جہاں عدل اپنے اختیار اور
استحقاق سے کسی کو جان سے مار سکتا ہے' رحم جان بچا سکتا ہے۔

اگر سلطان صلاح الدین کے کاموں میں سے صرف یہی کام دنیا کو معلوم ہوتا کہ اس نے کس طرح یروشلم کو بازیاب کیا' تو صرف یہی کارنامہ اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی تھا کہ وہ نہ صرف اپنے زمانے کا بلکہ تمام زمانوں کا سب سے بڑا عالی حوصلہ انسان اور جلالت و شہامت میں یکتا اور بے مثل شخص تھا۔"

اور بلاشبہ لین پول کے یہ الفاظ جہاں اس کی حق پسندی کی دلیل ہیں' وہاں بجائے خود حق و صداقت کی بھی منہ بولتی تصویر ہیں' اس بلند حوصلگی' عالی ظرفی' شرافت اور انسانیت نوازی کا مظاہرہ صرف صلاح الدین ہی کر سکتا تھا۔

احمد بیلی مصری نے بھی اپنی کتاب میں فتح بیت المقدس کے سلسلے میں بعض روح پرور اور ولولہ آفریں واقعات پیش کئے ہیں' نامناسب نہ ہو گا اگر اختصار کے ساتھ ان کے بعض پہلوؤں پر بھی نظر ڈال لی جائے۔ یا جب سلطان نے دیکھا کہ بہت سے فرنگی' اپنے بوڑھے ماں باپ کو پشت پر اٹھائے ہوئے ہیں' یا بیمار اعزا کو لادے لئے جا رہے ہیں' تو اس پر بہت اثر ہوا اور اس نے حکم دیا کہ مال اور جانور دیئے جائیں' تاکہ ان پر اپنا سامان لاد سکیں۔

عورتوں پر اور زیادہ شفقت کی' بادشاہ روم کی ایک بیوی راہب ہو گئی تھی' اور

Marfat.com

یہاں مقیم تھی' اس کے ساتھ خادم اور متبعین تھے' وہ نہایت دولت مند تھی' سلطان نے اس کے نفس' اس کے مال اور اس کے متبعین کو امن دیا۔

جب ملکہ سیبل نے جانا چاہا تو سلطان نے اس کی عزت کی' اس کی حالت پر افسوس کیا' نرم گفتگو کی اور اس کے شوہر کے پاس بھجوا دیا' جو قلعہ نابلس میں قید تھا اور وہاں اس کو رہنے کی اجازت دی' اس کے پیچھے بہت سی عورتیں روتی ہوئی نکلیں' بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے تھیں' جب سلطان کے سامنے سے گزریں اس کو پکارا' اے سلطان ہم ان شہروں سے جا رہے ہیں اور اس فوج کی جو آپ کی قید میں ہے' ہم میں بیبیاں مائیں اور بیٹیاں ہیں' ہم اس مکان کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہے ہیں' اور یہ فوج جس کو ہم نے چھوڑا ہے' ہماری زندگی کا سامان اور ہمارے ایام کے ہتھیار ہیں۔ اگر ہم نے اس کو گم کیا' زندگی گم کی' اگر آپ ان کو ہمارے حوالے کریں تو ہم کو نعمت دیں گے' ہماری مصیبت ہلکی ہو گی' اور تکلیف دور ہو جائے گی' اور ہم دنیا میں بے یار و مددگار نہ رہیں گے!"

سلطان نے باچشم پرنم یہ التجا قبول کرلی'—— وہیں اسی وقت!

فتح بیت المقدس نے سارے یورپ میں تہلکہ مچا دیا۔

لین پول لکھتا ہے:

ہر نیک دل' اور پرہیز گار نائٹ اور ہر سیاح کی خواہش اور آرزو یہی تھی کہ جو کچھ کھویا ہے وہ پھر ہاتھ لگ جائے' پاپائے روما نے ایک نئی جنگ صلیب کا ناقوس بجایا' اور فرمایا کہ اس جنگ میں جو شریک ہو گا اس کے سب گناہ دھل جائیں گے' بادشاہ انگلستان رچرڈ جو فرانس میں ولایت پواتیو کا بادشاہ بھی تھا' پہلا شخص تھا جس نے لڑائی کے لئے صلیب اٹھائی' شاہان انگلستان و فرانس نے آپس کے مدت کے جھگڑے طے کر کے رکھ دیئے اور دونوں نے صور کے اسقف اعظم سے جنگ صلیب کا نشان حاصل کیا' انگلستان میں کنٹربری کے بالڈون نے صلیبی جنگ کا وعظ کیا' اور اسی جنگ میں جس کی خود تلقین کی تھی' عکہ کے سامنے مارا گیا' "محصول صلاح الدین" کے نام سے یورپ

Marfat.com

کے ہر شخص کو اپنی دولت کا حصہ دینا پڑا' یہ محصول یورپ کے طول و عرض میں ہر مقام پر وصول کیا گیا' اور لی انز کے شاعر ہربرٹ نے پرجوش نظمیں لکھ کر فرانس کے آدمیوں میں جوش پیدا کیا۔"

اب عیسائی فوجیں عکہ کے سامنے آتی ہیں! صلاح الدین موقعہ واردات پر موجود نہیں ہے' عکہ کے شہری ہر طرح کی مشکلات کے باوجود' دفاع کرتے ہیں' لیکن کب تک؟ آخر مجبور ہو جاتے ہیں' اس لئے کہ کمک نہیں مل پاتی' اس کے بعد لین پول کی زبان سے سنئے!

میر فراقوش جو اس وقت حاکم شہر تھا' اور علی ابن احمد المشطوب جو شہر کی فوج کا افسر اعلیٰ تھا' ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ شرائط پر صلح کر لیں' 4۔ جولائی کو یہ دونوں عیسائیوں کے لشکر میں گئے' لیکن عیسائیوں نے شرائط کے ساتھ صلح کرنی منظور نہ کی' صلاح الدین اس معاملے میں ہرگز کوئی فریق نہیں تھا' وہ برابر شہر والوں کو یہی کہلا کر بھجواتا تھا کہ مقابلہ کئے جاؤ کمک میں بھیجوں گا۔ 5۔ جولائی کو سلطان نے بھیجنے والی کمک بھی تیار کر لی' لیکن شہر والوں کو جو کچھ کرنا چاہئے تھا' انہوں نے نہیں کیا' 7۔ جولائی کو ایک تیراک خبر لایا کہ عکہ کے شہر والوں نے قسم کھا رکھی ہے کہ وہ عیسائیوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے اور جب تک دم میں دم ہے شہر کو دشمن کے قبضہ میں جانے نہ دیں گے' آپ کسی ترکیب سے دشمن کو کسی دوسری طرف متوجہ کریں' تاکہ وہ ہم پر حملہ نہ کرے ___ ہمیں جو کچھ کرنا تھا وہ ختم ہوا' یہ آخری فریاد تھی جو اہل عکہ نے سلطان سے کی' سلطان کو تشویش سخت تھی مگر کمک اہل شہر کو اب تک نہ پہنچی تھی' 12۔ جولائی کو باوجود اس قصد کے کہ شہر دشمن کے حوالے نہیں کیا جائے گا' وہی تیراک خبر لایا کہ عکہ کی فوج نے ہتھیار ڈال دیئے' صلاح الدین اس خبر کو سن کر اہل عکہ کو لکھنے ہی والا تھا کہ جن شرائط پر شہر حوالے کیا گیا ہے وہ سخت مضر ہیں کہ اتنے میں شہر کی فصیلوں اور برجوں پر یکایک فرنگیوں کی صلیبیں چمکتی نظر آئیں' اب کیا ہو سکتا تھا جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا' عکہ نے بغیر اپنے بادشاہ کے حکم کے دشمن کے سامنے ہتھیار

Marfat.com

ڈال دیئے۔

ہمیں بہاؤ الدین کے اس بیان کا پورا یقین ہے کہ عیسائیوں کو کوئی وجہ سلطان کی نسبت کسی قسم کے شک و شبہ کی نہ تھی' سفرنامہ کا مولف جو رچرڈ کے ہر فعل کی (خواہ وہ کیسا ہی قبیح ہو) تعریف میں اپنی زبان خشک کرتا ہے' مسلمانان عکہ کے قتل کئے جانے کا حال اس طرح لکھتا ہے۔

"اب حکم ہوا کہ سلطان نے جس قدر مسلمان بطور یرغمال دیئے ہیں' ان میں چند آدمیوں کو چھوڑ کر جو اونچے درجے کے ہیں سب کے سر اڑا دیئے جائیں' رچرڈ کو اب بھی توقع تھی کہ ان مسلمانوں کا تبادلہ عیسائی قیدیوں سے ہو سکے گا' مولف سفرنامہ فرماتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ رچرڈ کو ہمیشہ مسلمانوں کو غارت کرنے کا شوق رہتا تھا' اور محمدؐ کے دین پر وہ عیسیٰؑ کے دین کو فروغ دینا چاہتا تھا' 16- اگست کو اس نے حکم دیا کہ دو ہزار سات سو مسلمان جو ضمانت میں دیئے گئے تھے' انہیں شہر سے باہر لے جا کر قتل کر دیا جائے' اس میں ہرگز دیر نہ ہو' رچرڈ نے اپنے جن ہمراہیوں کو یہ حکم دیا تھا وہ کود کود کر آگے آئے' کہ بادشاہ کا حکم بجا لائیں وہ ایسے حکم کے سننے پر خدا کی رحمت اور فضل کے منت گزار ہوئے' کہ اس نے ان عیسائیوں کے خون کا بدلہ لینے کا موقع انہیں دیا' جن کو ان مسلمان قیدیوں نے اپنے ہاتھ سے ہلاک کیا تھا۔ (2) جب مسلمانوں نے ایک فوجی چوکی سے جو شہر کے سامنے تھی' دیکھا کہ ان کے ہم وطن ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کئے جا رہے ہیں' تو وہ غصے سے دیوانے ہو گئے اور آگے بڑھے کہ کسی طرح ان کی جانیں بچا لیں' گو یہ لڑے بھی مگر کسی مسلمان کو قتل ہو جانے سے نہ بچا سکے' صرف دو مسلمان جو اعلیٰ طبقے کے تھے قتل نہیں کئے گئے' یہ کام کرنے کے لئے بھی مضبوط تھے' لیکن بڈھے اور کمزور جیسے کہ عورتیں اور بچے ہوتے ہیں' وہ بھی سخت سنگدلی کے ساتھ ذبح کر ڈالے گئے' اس کشت و خون کو پڑھ کر وہ مہربانیاں اور فیاضیاں ایسی تھیں کہ بعض وقت ان پر ہنسی بھی آتی تھی کہ کن کے ساتھ کی جا رہی ہے؟ جب سلطان صلاح الدین کی ان نوازشوں کا خیال آتا ہے تو رچرڈ بادشاہ

Marfat.com

انگلستان کے اس ظلم و ستم پر حیرت ہوتی ہے ---- لیکن جنگ ہائے صلیب کے حالات جو شخص غور سے پڑھے گا' اس کو یہ بات بتانی ضروری نہیں ہے کہ ان لڑائیوں میں تہذیب و شائستگی' دریا دلی' مذہبی رواداری' جوانمردی و شجاعت خیر و نیکی کی مثالیں جتنی تھیں' وہ سب مسلمانوں کی طرف سے ظاہر ہوئیں' عیسائیوں کو ان چیزوں سے بحث نہ تھی ----!

ایک طرف یہ کشمکش تھی' یہ جنگ تھی' یہ رزم آرائیاں تھیں' دوسری طرف صلح کی تمنا بھی تھی' رشتہ و پیوند کے تعلقات قائم کرنے کی امنگ بھی تھی' جب رچرڈ کو اپنے حریف!

کونرڈ کی مکاری کا حال معلوم ہو گیا تو اب رچرڈ نے زیادہ دوستانہ تعلقات العادل سے پیدا کئے' العادل کو "دوست اور بھائی" کے لقب سے خطاب کیا' اور چاہا کہ مسلمان اور عیسائیوں میں فلسطین کے معاملے کا کسی طرح ہمیشہ کے لئے فیصلہ ہو جائے' چنانچہ عربی تحریروں سے دریافت ہوتا ہے کہ بادشاہ رچرڈ نے لکھا کہ:

"مسلمان اور فرنگی دونوں لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں ان کے تمام بلاد و شہر تباہ ہو گئے ہیں' جان و مال دونوں غارت ہوئے جاتے ہیں' معاملہ بہت طول کھینچ گیا ہے' سوال صرف القدس' صلیب اعظم اور ملک کا ہے یروشلم کی نسبت ہم کہہ چکے ہیں' اس میں چاہے ہم میں سے ایک آدمی بھی زندہ نہ بچے' مگر جو کچھ اس بارے میں ہم چاہتے ہیں اس میں سرمو کمی نہ کریں گے' رہا ملک یا زمین تو ہمیں دریائے اردن کے مغرب میں جتنی زمین پڑتی ہے وہ ملنی چاہئے' رہی صلیب اعظم وہ تو محض تمہارے لئے ایک لکڑی کا ٹکڑا ہے' لیکن ہمارے لئے وہ ایک نادر و بے بہا تبرک ہے' اس بارے میں سلطان کو ہمارے ساتھ فیاضی کرنی زیبا ہو گی اگر ایسا کیا تو پھر امن و سلامتی کا دور آجائے گا' اور ہم بھی اس شدید محنت و مشقت کے بعد آرام پائیں گے۔"

اس کا جواب سلطان صلاح الدین نے یہ دیا کہ:

یروشلم ہمارے لئے بھی ایسا ہی متبرک اور مقدس ہے جیسا کہ تمہارے لئے ہے'

Marfat.com

بلکہ ہمارے لئے وہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ واجب التعظیم ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج یہیں سے کی تھی اور یہی وہ مقام ہے جہاں یوم جزا کو کل مومنین جمع ہوں گے' اس خیال میں نہ رہنا کہ ہم کبھی اس شہر کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی مرضی کے مطابق کچھ کریں گے' رہا ملک یا زمین تو وہ ابتداء سے ہماری تھی' تم نے اس پر چڑھائی کی' اگر مسلمان جس وقت ان کا قبضہ تھا کمزور نہ ہوتے تو تم کبھی اس کو نہ لے سکتے جب تک یہ لڑائی جاری ہے' خدا تمہیں اس بات کی اجازت نہ دے گا' کہ کبھی تم اس پر ایک پتھر بھی اپنی طرف سے رکھ سکو' صلیب پر قبضہ رکھنا ہمارے فائدے پر منحصر ہے' ہم اسے اس وقت تک تمہارے حوالے نہیں کر سکتے' جب تک کہ اسے اپنے پاس رکھنے میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ نکلتا ہو۔"

اس سوال و جواب میں بہاء الدین نے ہر فریق کی عبارت کا طرز ایسا رکھا ہے' جو اس کی نظر میں مناسب معلوم ہوا مگر اس سوال و جواب کی عبارتوں کو اصل سوال و جواب کی حرف بحرف نقل نہ سمجھنا چاہئے' لیکن ان عبارتوں میں جو عام مفہوم فریقین کا تھا' وہ ضرور موجود ہے' معتمد بہاء الدین نے جو ایک بات اور لکھی ہے وہ اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز ہے وہ لکھتا ہے کہ العادل نے 20- اکتوبر کو ان آخری شرائط صلح سے سلطان کو مطلع کیا جو بادشاہ انگلستان نے پیش کئے تھے اور وہ شرطیں یہ تھیں کہ العادل رچرڈ کی بہن جین سے جو بادشاہ صقلیہ کی بیوہ ہے' شادی کر لے' رچرڈ اپنی اس بہن کے جہیز میں بلاد ساحل سے مکہ' یافا اور عسقلان دے گا' دونوں میاں بیوی یروشلم میں رہیں' صلاح الدین نے اپنے بھائی کو علاوہ اس کی جاگیر کے جو وہ رکھتا ہے' فلسطین کا باقی حصہ بھی دے دے' اور اس طرح کل فلسطین پر یہ دونوں میاں بیوی حکومت کریں' اس صورت میں صلیب مقدس البتہ ہمارے حوالے کرنی پڑے گی' عیسائی قیدی بھی رہا کرنے پڑیں گے' طبقہ داویہ اور الیسطار کے رہنے کا انتظام کرنا ہو گا' جب یہ شرائط پوری ہو جائیں تو رچرڈ انگلستان چلا جائے گا' العادل نے اس تحریک کو بہت ہی پسند کیا چنانچہ اس نے بہاء الدین کو سلطان کے پاس ان شرائط کی منظوری

Marfat.com

حاصل کرنے بھیجا' صلاح الدین نے سن کر بڑے جوش و خروش سے تین بار "نعم' نعم" کہا اس لفظ نعم کے سننے والے وہاں موجود تھے' بہاؤ الدین لکھتا ہے کہ سلطان نے ان شرائط کو ایک نامعقول لطیفہ رچرڈ کی طرف سے سمجھا اور اس پر ہنسیاں اڑتی رہیں' سر والٹر اسکاٹ نے اپنے مشہور ناول "طلسمان" میں اس قصے کو اس طرح بدل کر لکھا ہے کہ صلاح الدین اور ایک فرضی عورت "ایڈتھ پلانٹا جینٹ" میں شادی کی تجویز ہوئی' لیکن جرمن افسانہ نگار لیسنگ نے اپنے قصہ "ناتان" میں جو بات صحیح تھی' وہی لکھی ہے۔

یہ خیال کہ مسلمان اور عیسائی میں شادی ہو ایک آوارہ گرد مسیحی نائٹ کی طبیعت سے بعید نہ تھی' لیکن صلاح الدین جیسا متقی اور پرہیز گار مسلمان اس خیال کو کبھی متانت کے ساتھ دل میں نہ لا سکتا تھا' اس میں شبہ نہیں کہ ملک العادل اور رچرڈ میں گاڑھی دوستی ہو گئی تھی' رچرڈ کی بہن جین نے جب سنا کہ ایک مسلمان سے اس کی شادی کی تجویز کی جاتی ہے تو اس نے ناراض ہو کر اس شادی سے انکار کر دیا' دوسرا خیال یہ تھا کہ ملک العادل کو عیسائی کر لیا جائے' یہ خیال بھی ایسا تھا جس کا عمل میں کرنا غیر ممکن تھا' رچرڈ نے العادل کو اپنے لشکر میں مدعو کر کے اپنے ہی خیمے میں بڑی دھوم سے اس کی ضیافت کی اور سارا دن عیش و راحت میں گزارا اور دونوں بڑے خلوص سے پکے دوست بن کر رخصت ہوئے' رچرڈ کے حالات سفر لکھنے والے نے صرف اتنی ہی بات لکھی ہے کہ ضیافت ہوئی اور دونوں دوست بن کر رخصت ہوئے اس مولف نے افسوس کیا ہے کہ سیدھے سادھے رچرڈ پر العادل نے اپنی تقریروں سے ایسا اثر کیا کہ یہ دونوں دوست ہو گئے' رچرڈ نے العادل کے تحائف قبول کئے اور قاصد ان دونوں میں اکثر آمدورفت رکھتے تھے اور ہمیشہ چھوٹے چھوٹے تحائف بادشاہ رچرڈ کے لئے لایا کرتے تھے' رچرڈ کے کام بھی اس کے ماتحتوں کی نظر میں قابل اعتراض تھے' اور ان میں چرچا ہونے لگا کہ کسی عیسائی کا مسلمان سے دوستی کرنا سخت گناہ ہے۔ لیکن العادل نے اس امر کا اظہار اعلانیہ کیا کہ وہ ایک مستقل اور دوامی صلح و امن فریقین

Marfat.com

میں قائم ہو جانے کا آرزومند ہے' ہمیں سمجھنا چاہئے کہ رچرڈ مسیحی دنیا کو وسعت دینے کے خیال سے نہایت عقلمندی کے ساتھ ایک تحریک ہمیشہ کے امن و آشتی کی پیش کرتا تھا' رچرڈ کا یہ خیال کہ اپنی بہن کی شادی ملک العادل سے ہو جائے کم نہ ہوا۔

سلطان نے مشورے کے لئے ایک مجلس منعقد کی اور حاضرین وقت کے سامنے عہد نامے کے لئے جو شرائط تھیں وہ پیش کیں' امراء کی رائے ہوئی کہ اگر صلح ہی کرنی مقصود ہے تو صلح بادشاہ رچرڈ سے کرنی بہتر ہو گی' کیونکہ تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ شام کے فرنگی کبھی اپنے قول و اقرار پر قائم نہیں رہتے امراء نے جو شرائط منظور کیں وہ یہ تھیں کہ العادل رچرڈ کی بہن سے شادی کر کے یروشلم کا بادشاہ ہو جائے' جیسا کہ پہلے تجویز ہوا تھا' رچرڈ کی بہن جو بادشاہ صقلیہ کی بیوی تھی' اس کی رضامندی یا نارضامندی کا بہت خیال تھا' کیونکہ اس کی طرف سے کوئی قطعی جواب نہ ملا تھا' رچرڈ نے اپنے آخری خط میں العادل کو لکھا کہ عیسائی مجھے بہت مطعون کرتے ہیں کہ وہ اپنی بہن کی شادی ایک مسلمان سے کرتا ہے' اب میرا قصد ہے کہ پاپائے روما سے اس امر میں استصواب کر کے اس کی اجازت حاصل کروں اگر اس میں ناکام رہا تو پھر میری تجویز یہ ہے کہ بجائے میری بہن کے تم میری بھانجی سے شادی کر لو' لیکن العادل نے رچرڈ کی بھانجی سے شادی کرنی منظور نہ کی' جب لوگوں نے صیدا کے ریجی نالڈ کو العادل کے ساتھ دونوں لشکروں کے بیچ سے گزرتے دیکھا تو پھر سیاسی چالوں کے سست رفتار قاصدوں کے بھی پر لگ گئے' لیکن ابھی کوئی بات طے نہ ہونے پائی تھی کہ سردی آگئی اور خط و کتابت بند ہوئی۔

"امیر علی لکھتے ہیں اگر کاہن اور مذہبی لوگ اجازت دیتے اور اس نکاح سے راضی ہوتے تو یہ ایسا پل بنتا جس پر سلامتی آج تک مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان چلتی۔ لیکن پادریوں نے رچرڈ کو دھمکی دی تھی کہ کنیسہ سے نکال دیا جائے گا' اس نے العادل کے پاس انکار کہلا بھیجا۔"

اتنا خون بہا' اتنی جانیں ضائع ہوئیں' اتنے ملکوں میں دشمنی پیدا ہوئی' دنیا کی دو

Marfat.com

بڑی قومیں ایک عرصہ دراز تک باہم گرصف آراء رہیں۔

لیکن ان تمام باتوں کا نتیجہ کیا نکلا؟ صلح۔

وہی رچرڈ شیر دل جو اتنے دم خم کے ساتھ لڑنے آیا تھا اور جس نے اپنی طرف سے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، خود صلح کا جویا اور خواستگار ہوا۔

لین پول نے کہانی بالفاظ ذیل سنائی ہے!

"العادل خود اس زمانے میں مارسمویل میں بیمار پڑا تھا مگر باوجود اس کے رچرڈ اپنی حالت تکلیف میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے درخواست کی کہ وہ خود ـــــ بہتر سے شرائط صلح تجویز کر کے پیش کرے تاکہ صلح ہو جائے، رچرڈ نے سلطان کے وزیر ابوبکر سے کہا کہ میرے بھائی العادل سے کہو کہ وہ سلطان سے اتنی درخواست میری طرف سے ضرور کرے کہ وہ عسقلان کو ہم پر واگذاشت کر دے، لیکن عسقلان رچرڈ کو نہ مل سکتا تھا، 28۔ اگست سے لے کر چہار شنبہ تک سیاسی کارروائیاں ہوتی رہیں، تیز رفتار قاصد دونوں لشکروں میں دوڑتے رہے، 2۔ دسمبر 1192ء کو تین برس کے لئے ایک صلح نامے کا مسودہ تیار ہوا، اس صلح نامے کے بموجب عکہ سے لے کر یافا تک کل ساحل بادشاہ انگلستان کو دیا گیا، عسقلان کا مسمار ہونا قرار پایا اور یہ کہ مسلمان اور عیسائی آزادی کے ساتھ ایک دوسرے کے شہر میں آمدورفت رکھ سکتے ہیں اور مسیحی زائرین یروشلم میں مہد مسیح کی زیارت کو جب چاہیں آ سکتے ہیں، جس وقت قاصد نے صلح نامے کا مسودہ رچرڈ کو دیا تو وہ اس وقت شدت سے بیمار تھا کہنے لگا، مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ اسے پڑھ سکوں، لیکن میں صلح و امن کی غرض سے اپنا ہاتھ دیتا ہوں، جب سفیر دستخط کرانے آئے تو جتنے سفیر آئے تھے ان میں سے ہر ایک کو تصدیق صلح پر رچرڈ نے اپنا ہاتھ دیا اور کل سفیروں نے اپنا اپنا قول بادشاہ رچرڈ کو دیا، خود کسی بات پر قسم نہ کھائی اور کہا کہ قسم کھانا بادشاہوں کا طریقہ نہیں ہے لیکن کیمپانی کے ہنری نے گو بادشاہ وہ بھی تھا، مگر برائے نام تھا اور عبلین کے بالیان اور داویہ البیسطار کے نائٹوں نے قسم کھائی، جب شام ہوئی تو انہوں نے اپنے اپنے سفیر

Marfat.com

تصدیق نامے کے لئے صلاح الدین کے پاس روانہ کئے' دوسرے دن صبح کو صلاح الدین نے اس پر دستخط کئے اور تمام لشکر میں صلاح کی منادی کر دی گئی' یہ بڑی خوشی کا دن تھا اور خدا ہی جانتا ہے کہ اس دن مسلمانوں اور عیسائیوں کو کیسی بے انتہا مسرت ہوئی ہوگی' بادشاہ رچرڈ عکہ آیا اور 9- اکتوبر 1192ء کو اپنے جہاز پر سوار ہوا' لیکن جہاز کا لنگر اٹھنے سے پہلے اپنے پر صولت و حشمت مخالف کو کہلا بھیجا کہ جب اس صلح نامے کی میعاد یعنی تین سال ختم ہو جائیں گے تو پھر میں یروشلم پر عیسائیوں کو قبضہ دلانے آؤں گا' صلاح الدین نے جواب دیا کہ اگر مقدر ہی میں ملک کا ہاتھ سے جانا لکھا ہے تو بہتر ہو کہ بجائے کسی اور کے میں رچرڈ کو اپنا ملک حوالے کروں' غرض اس طرح سلطان صلاح الدین اور رچرڈ بادشاہ انگلستان ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور ملک میں امن و چین ہو گیا۔"

لین پول کا تبصرہ!

جنگ مقدس خاتمے کو پہنچی پانچ برس کی مسلسل لڑائیاں ختم ہوئیں' جولائی 1187ء میں حطین پر مسلمانوں کی فتح سے قبل دریائے اردن کے مغرب میں مسلمانوں کے پاس ایک انچ زمین بھی نہ تھی' ستمبر 1192ء میں جب رملہ پر صلح ہوئی ہے' تو صور سے لے کر یافا تک ساحل پر بجز زمین کی ایک پتلی سی پٹی کے سارا ملک مسلمانوں کے قبضے میں تھا' اس صلح نامے پر صلاح الدین کو شرمندہ ہونے کی مطلق ضرورت نہ تھی' صلیبیوں نے جو کچھ فتح کیا تھا' اس کا بڑا حصہ فرنگیوں کے پاس رہا' لیکن اگر صرف جان و مال کا لحاظ کیا جائے' تو یہ نتیجہ نہایت حقیر تھا' پاپائے روما کی فریاد سنتے ہی کل مسیحی دنیا نے ہتھیار اٹھا لئے تھے' قیصر فریڈرک (جرمن) شاہان انگلستان' فرانس و متلیہ' آسٹریا کا لیو پولڈ برگنڈی کا ڈیوک' فلانڈرس کا کاونٹ صدہا مشہور و معروف بیرن اور تمام عیسائی قوموں کے نائٹ' یروشلم کا عیسائی بادشاہ اور فلسطین کے دیگر عیسائی والیان ملک طبقہ داویہ اور اسپطار کے بڑے بڑے شہسوار اس کوشش میں مصروف ہوئے کہ بیت المقدس پر اپنا قبضہ اور یروشلم کی مسیحی سلطنت جو مٹنے کے قریب ہے'

Marfat.com

پھر سرسبز ہو جائے' لیکن انجام کیا ہوا؟ اس دوران میں قیصر فریڈرک قضا کر گیا' شاہان انگلستان و فرانس اپنے اپنے ملک کو سدھارے اور ان کے بڑے بڑے شریف اور معزز ساتھی ارض ایلیا میں خاک کا پیوند ہوئے لیکن یروشلم اس پر بھی سلطان صلاح الدین کا رہا' صرف ساحل پر عکہ کی مختصر سی ریاست پر اس کا برائے نام عیسائی بادشاہ حکومت کرتا رہا۔

تیسری صلیبی جنگ میں تمام مسیحی دنیا کی مجموعی طاقت مقابلہ کرنے آئی' مگر صلاح الدین کی قوت کو ٹس سے مس نہ کر سکی' صلاح الدین کی سپاہ مہینوں کی سخت محنت و جانفشانی اور برسوں کی مخدوش اور خطرناک خدمت کے بعد تھک کر چور ہو چکی تھی' مگر کسی کی زبان پر حرف شکایت نہ تھا' کبھی طلبی پر حاضر ہونے اور ایک نیک کام میں اپنی جانیں قربان کرنے سے کسی نے انکار نہ کیا!"

اِس جنگ کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے!

بیت المقدس پر سارے یورپ نے متحد ہو کر یورش کی تھی' لیکن صلاح الدین کے ساتھ کون تھا؟ بس صرف خدا!

اس حقیقت کا بھی لین پول نے بغیر کسی ذہنی تحفظ کے اعتراف کیا ہے' وہ لکھتا ہے:

"کردستان کا بادشاہ آرمینیا کا کاتلین' (حاکم وقت) قونیا کا سلطان اور قسطنطنیہ کا قیصر اس بات کا شوق رکھتے تھے' کہ صلاح الدین کو اپنا دوست اور مدد و معاون سمجھیں' لیکن صلاح الدین ان دوستوں اور اتحادیوں میں سے کسی کا زیر بار احسان نہ ہوا' وہ اس کی مدد کو نہ آئے مبارک باد دینے البتہ حاضر ہوئے' یہ کشمکش صرف صلاح الدین نے کی تھی' بجز سلطان کے بھائی العادل کے جو آخری زمانے میں بین طور پر سب کے سامنے آیا۔"

اس اکیلے صلاح الدین کے مقابلے میں' سارا یورپ امنڈ آیا تھا' پورے جوش و خروش اور پوری تیاری کے ساتھ' عوام بھی اور خواص بھی' غریب بھی' اور امیر بھی'

Marfat.com

دیندار بھی اور دنیا دار بھی' جنگ کے ماہر بھی اور جنگ کو گناہ سمجھنے والے بھی!

میچاؤ فرانسیسی مورخ ہے' اس نے اپنی کتاب "تاریخ جنگ صلیبی" میں لکھا ہے!

لورین کا ڈیوک (نواب) گاڈفری ڈی بولٹن تھا' جو اپنی قوت بازو اور جنگجوئی کے واسطے مشہور اور بہت نام پا چکا تھا' اس کی تمثیل نے امراء اور روساء کے درمیان اس سے بھی زیادہ استقلال پیدا کر دیا' جو اس سے پہلے عوام الناس کے طبقے میں پیدا ہوا تھا سامان جنگ کی ہر چیز نہایت گراں ہو گئی' حتیٰ کہ ایک بڑی جاگیر کے مول سے ایک سوار کا سامان جنگ نہیں مہیا ہوتا تھا' عورتوں نے اپنے نہایت قیمتی زیورات اپنے بیٹوں اور خاوندوں کے لئے سامان جنگ بہم پہنچانے کی غرض سے دے ڈالے اور لوگوں نے اپنی موروثی جاگیریں اور جائدادیں' جن کو ہزار آدمیوں کا بہہ جانے پر بھی نہ چھوڑتے' آلات جنگ کے معاوضے میں دے دیں' تمام کائنات میں سونا اور فولاد ہی قابل تمنا چیزیں معلوم ہوتی تھیں۔ (تاریخ میچاؤ ص 77)

پھر آگے چل کر اسی موضوع پر اس نے مزید روشنی ڈالی ہے اور نہ جاننے والوں کو بتایا ہے۔

سرداروں اور نامور لوگوں کے نام جو تاریخ میں بیان کئے گئے ہیں' لکھنا ضروری نہیں ہے' تمام فوج کی تعداد کا اندازہ جو یورپ سے جنگ کے عزم سے مشرق کو روانہ ہوئی ایک لاکھ سوار اور پانچ لاکھ پیادہ تھے جو یورپ کی جنگ جو اقوام سے منتخب کئے ہوئے تھے' (تاریخ میچاؤ ص 98) مورخ اینا کا مینا تو ان کی تعداد کا صحیح اندازہ کرنے سے عاجز ہو گیا ہے اور کہتا ہے کہ ان کو سمندر کی ریت یا آسمان کے ستاروں سے مشابہ کہا جا سکتا ہے۔'

اس کتاب کے فاضل مصنف نے ایک پورا باب محاصرہ خرپکرڈن پر قلم بند کیا ہے' جس کا ترجمہ قارئین کے ملاحظے سے گزر چکا ہے' لیکن انہوں نے محسوس کیا ہو گا کہ تشنہ ہے' "سلطان روم" کون تھا؟ کیا نام تھا؟ کیا حیثیت تھی؟ کیا حالات تھے؟ ان امور پر روشنی ڈالنے کی انہوں نے ضرورت نہیں محسوس کی ہے' لیکن مناسب معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ اس عنوان پر بھی کچھ گفتگو کر لی جائے۔

اٹلی کا باشندہ رینالڈ یا رینالڈو' جرمنوں کی ایک بڑی تعداد ساتھ لے کر نیسیا (نیقیہ) کی طرف نکل گیا' اور اس شہر کے قریب خریگرڈن نامی ایک خالی قلعہ پر قابض اور مسلط ہو گیا۔

یہی شخص سب سے پہلے ایک مسلمان فرماں روا کے حدود میں داخل ہوا اور اسلامی ہتھیاروں سے جا ٹکرایا' عیسائیوں کے اس گروہ نے عاجز اور بے پناہ مسلمانوں پر شدید ظلم توڑے' مچاڈ ان کے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے!

"اپنے اندھے پن میں انہوں نے تعصب اور مطلق العنانی کو جمع کر لیا اور صلیب کے جھنڈے کے نیچے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا کہ فطرت کانپ اٹھی!"

یہ سلجوقی ترکوں کا علاقہ تھا' نامور الپ ارسلان کے زمانے میں یہ اطراف فتح ہو کر اسلامی خلافت کا جزو بنے تھے' اور الپ ارسلان نے سلیمان بن قلتمش بن اسرائیل بن سلجوق کو صوبہ روم یا ارض روم کا حاکم بنایا تھا' اسی شخص کی نسل میں ایشیائے کوچک کی یہ اسلامی حکومت خلافت سے خود مختار ہو کر علیحدہ سلطنت بن گئی اور سلیمان سے لے کر کیقباد تک پندرہ فرماں روا گزرے' تونیا ان کا دارالحکومت تھا اور چونکہ شہنشاہ روم یعنی قسطنطنیہ سے ان کا علاقہ قریب اور ملا ہوا تھا' باہم جنگ اور لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں' قلیج ارسلان بن سلیمان نے منسیا کے نواح میں جا کر طوفان بے تمیزی برپا کیا' مگر اس کی عمر ایک ہانڈی کے ابال سے زیادہ نہ تھی' قلیج ارسلان کو خبر ہونے کی دیر تھی اور بقول مچاڈ کے "وہ ترکوں کا پہلا حملہ برداشت کرنے کی بھی تاب نہیں رکھتے تھے' اور قریباً سب کے سب تہ تیغ ہو گئے' ان کے جرنیل اور چند سپاہیوں نے اپنی جانیں صرف محمدؐ کا دین قبول کرنے اور عیسائیوں کے خلاف لڑنے کی شرمناک قسم کھانے سے بچائیں۔ پطرس اور بالٹر کے ماتحت عیسائیوں کی بڑی جماعت تھی' وہ ان مقتول عیسائیوں کی قسمت کا حال سن کر خون کے آنسو روئے اور ان کا بدلہ لینے کے واسطے بڑی بے تابی سے آگے بڑھنا چاہا' والٹر نے جس کے وہ ماتحت

Marfat.com

تھے' ان کو بہت فہمائش کی کہ پہلے صلیبی مجاہدوں کی طرح غلطی کر کے اپنی جانیں ہلاک نہ کریں مگر ان کے جوش نے کسی کی نہ مانی اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے' والٹر سخت بددلی کے ساتھ اس ضدی انبوہ کو منسیا کی طرف لے جانے کو مجبور ہوا' لیکن اس نادانی کا نتیجہ سوائے اس کے کہ بیچارہ والٹر بھی سات تیروں سے چھ کر گر گیا' تین ہزار آدمیوں کے سوا جنہوں نے سمندر کے متصل ایک قلعہ میں پناہ لی تمام فوج ایک ہی جنگ میں ماری گئی اور سوائے ہڈیوں کے ایک ڈھیر کے جو منسیا کے میدان میں جمع کی ہوئیں' ایک قابل افسوس یادگار کی طرح دوسرے صلیبی مجاہدوں کو بیت المقدس کا راستہ دکھاتی تھیں اور کچھ باقی نہ رہا!"

انطاکیہ کا ذکر بھی اس کتاب میں آ چکا ہے' لیکن وہ بھی تشنہ ہے' اس سلسلے میں ضروری معلومات فاضل مصنف نے پیش نہیں کی ہیں۔

اس موقعہ پر اگر انطاکیہ سے متعلق چند سطریں پیش کر دی جائیں تو شاید مضائقہ نہ ہو!

انطاکیہ ہر ایک زمانے کا بڑا مشہور شہر تھا' عیسائیوں کو وہ اپنے صدہا مذہبی واقعات کا مقام ہونے کے سبب سے عزیز تھا عیسائی کا لقب سب سے پہلے اسی شہر میں اختیار کیا گیا تھا' اور بہت سے عیسائی اولیاء اور بزرگوں کی یادگار تھا' مسلمان خلیفہ ثانی کے وقت ہی میں اس کو فتح کر چکے تھے' گو اس کو پھر یونانیوں نے لے لیا' مگر بہت جلد ترکوں کے قبضے میں آ گیا' اس وقت جب عیسائیوں نے اس کا عزم کیا ہے' ملک شاہ کا پوتا باغستان اس کا سردار تھا اور مسلمانوں کو طوائف الملوکی میں اکیلا اپنی حفاظت کا ذمہ دار تھا' مشرق میں حلب اور موصل دور اس سے آگے لبنان کے دہن میں دمشق سمندر پر لوڈیشیا' طرابلس' سیڈن' ٹائیر (صور) سب کے سب خود مختار شہر تھے' جن کو اپنے سوائے کسی کی فکر نہ تھی' سب سے صحت کے ساتھ لکھنے والا عیسائی مورخ (آ بج) عیسائی مسلح فوج کی تعداد جو انطاکیہ کے گرد جا پڑی تھی' تین لاکھ بیان کرتا ہے اور قلعہ کے اندر دو ہزار سوار پانچ ہزار ملازم اور کوئی دس ہزار پیادہ تھے!"

Marfat.com

انطاکیہ میں مسلمانوں کے زوال و سقوط کا سبب ایک نو مسلم درحقیقت مرتد فیروز تھا' جس نے سازش کی اور نفع کمایا۔

ایک رات میں انطاکیہ کے چھ ہزار سے زیادہ باشندے مارے گئے' جو لوگ قرب و جوار کے کھیتوں اور میدانوں کی طرف بھاگ گئے تھے' ان کا تعاقب کیا گیا اور شہر میں واپس لائے گئے' جہاں ان کو موت یا غلامی ملی' اس شورش اور ابتری کے شروع میں باغستان نے اس دغا بازی کا حال معلوم کر لیا اور کربوغا کی فوج سے جا ملنے کے واسطے بھاگا' ایک دروازے سے نکلے بغیر نگہبان اور ہمراہی کے وہ پہاڑوں اور جنگلوں میں سے ہو کر نکل گیا' یہاں تک کہ اس کو چند ارمنی لکڑہارے مل گئے' انہوں نے اس کو پہچان لیا کہ وہ انطاکیہ کا بادشاہ ہے اور اس کے چہرے پر غم اور ملال کے نشان دیکھ کر وہ تاڑ گئے کہ شہر فتح ہو گیا ہے ایک نے ان میں سے اس کے قریب ہو کر اس سے اس کی تلوار چھین لی اور اس کے جسم میں کھبو دی اس کا سر انطاکیہ کے نئے مالک کے پاس لے گئے اور فیروز نے بغیر جھجک کے اس شخص کے خدوخال کو دیکھا' جو ایک دن پہلے اس کی موت کا حکم صادر کر سکتا تھا' اپنی دغا بازی کے انعام میں بہت سی دولت حاصل کر کے یہ مرتد پھر عیسائی ہو گیا' جو مذہب اس نے پہلے ترک کیا تھا اور صلیبی مجاہدوں کے ساتھ یروشلم کو گیا۔

صلاح الدین نے فتح بیت المقدس کے بعد عیسائیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا وہ آپ پڑھ چکے ہیں' عیسائیوں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا' یہ بھی معلوم کر لیجیے!

دو دن تک بے دریغ مسلمان قتل کیے جاتے رہے لیکن :

"اس قتل عام سے بہت سے مسلمان بچ رہے تھے' جن کی نسبت تیسرے دن کی کونسل نے تمام و کمال مسلمانوں کی بابت جو شہر میں تھے موت کا فتویٰ دے دیا اور مچاؤ کے الفاظ میں "تمام دشمن جن کو پہلے دن انسانیت یا خونریزی سے تھک جانے یا ایک قیمتی فدیہ کی امیدوں نے بچا لیا تھا' ذبح کر ڈالے گئے' انہوں نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ میناروں اور مکانوں کی چھتوں سے اپنے آپ کو گرائیں (یوں مریں) اور ان کو آگ

Marfat.com

میں جلا کر مارا اور ان کو تہ خانوں کی پوشیدہ جگہوں سے نکالا اور بازار میں لا کر لاشوں کے ڈھیروں پر ذبح کیا' نہ عورتوں کی گریہ و زاری نہ بچوں کی چیخیں اور نہ اس مکان کا لحاظ جہاں مسیح نے اپنے قاتلوں کو معافی دی تھی' غضب آلود فتح مندوں کے دلوں کو نرم کر سکا اس قدر خونریزی اور قتل عام کیا گیا کہ البرٹ ڈی ایکس کے بیان کے مطابق لاشوں کے نہ صرف محلوں معبدوں (مسجدوں) اور کوچوں ہی میں ڈھیر لگے ہوئے تھے' بلکہ نہایت ویران اور تنہا جگہوں میں بھی انبار لگ رہے تھے' یہ خونریزی ایک ہفتہ کے اختتام تک بند نہ ہوئی' وہ مسلمان جو اس وقت تعاقب سے ہاتھ نہیں آئے تھے فوج کی خدمت کے واسطے مخصوص کئے گئے' مشرقی اور لاطینی مورخ مسلمان مقتولوں کی تعداد بیان کرنے میں متفق ہیں کہ ستر (70) ہزار سے زیادہ مسلمان قتل کئے گئے' لیکن اس امر کا خوف کیا جانے لگا کہ بازاروں وغیرہ میں لاشوں کے جو انبار لگے ہوئے ہیں ان سے وبائی بیماریاں نہ پیدا ہوں سرداروں نے گلیوں کو صاف کرنے کا حکم دیا' بعض مسلمان قیدی جو فتح مندوں کی تلوار سے بچے تھے' ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے دوستوں اور بھائیوں کی بگڑی ہوئی لاشوں کو دفن کریں' رابرٹ دی مانک بیان کرتا ہے کہ وہ روتے تھے اور لاشوں کو یروشلم سے اٹھا کر باہر لے جاتے تھے' ان کے اس غمگین فرض میں ریمنڈ کے سپاہیوں نے ان کی مدد کی جو شہر میں سب سے آخر میں داخل ہوا اور اس کو غنیمت سے بڑا حصہ نہیں ملا تھا اور اب اس کو مسلمانوں کی لاشوں کا بخوبی امتحان کرنے سے بڑھانا چاہتا تھا۔

عیسائیوں نے باہم یہ قرار کی تھی کہ جو شخص جس جگہ یا مکان پر پہلے پہنچ کر قابض ہو جائے وہ اسی کا ہو گا' مسلمانوں کے بنے بنائے اور آراستہ مکانات مع سامان عیسائیوں کے قبضوں میں چلے گئے' حضرت عمر کی مسجد میں سب سے پہلے ٹنکرو پہنچا تھا اور وہی مسجد اور اس تمام دولت کا جو اس میں پائی گئی مالک ہوا۔ اس دولت میں بیس شمعدان سنہری' ایک سو بیس چاندی کے ایک بڑا فانوس اور بہت سا سامان آرائش تھا' یہ غنیمت اس قدر تھی کہ مورخوں کے بیان کے مطابق چھ گاڑیاں اس سے پر کی گئیں

Marfat.com

اور لشکر کو ان کو جمع کر کے لے جانے میں دو روز صرف ہوئے۔

عیسائیوں کو یروشلم کی فتح کے بعد اپنے سرداروں میں سے ایک شخص کو یروشلم کا بادشاہ بنانے کے واسطے منتخب کرنا تھا اور بہت رد و کد کے بعد آٹھویں دن 23- جولائی کو گاڈفری دی بوئین پر قرعہ پڑا اور مذہبی پیشوا ایک پادری اور ارنلف کو منتخب کیا گیا' جس کی بدچلنی کی بہت شکائتیں کی گئی ہیں' غرض 1099ء مطابق 491ھ مشرق میں عیسائیوں کی ایک حکومت کی بنیاد پڑ گئی' جس کا دارالخلافہ یروشلم ہی ہو سکتا تھا!"

ان فتح مندوں اور فیروز بختوں نے غلبہ حاصل کرنے کے بعد نہ مسلمانوں کو چھوڑا' نہ ان کی گراں بہا میراث کو۔

طرابلس پر جب صلیبی مجاہد غالب آئے تو ایک مرتبہ پھر انہوں نے اقتدار انسانی کو پامال کرنا شروع کر دیا۔

مجاؤ کا بیان ہے:

"اس شہر میں ایک کتب خانہ تھا' جو تمام مشرق میں مشہور تھا اور جس میں یونانیوں' مصریوں' عربوں اور ایرانیوں کے قدیم علم کی یادگاریں تھیں' ایک سو آدمی ان کتابوں کی نقل پر ملازم تھے' قاضی نے تمام ممالک میں نایاب اور قیمتی کتابوں کے نسخے خریدنے کے واسطے آدمی بھیجا تھا۔ شہر کو لینے کے بعد ایک پادری جو کونٹ برناڈوی سنٹ گلس سے متعلق تھا' اس کمرے میں داخل ہوا' جس میں قرآن کی بے شمار جلدیں رکھی ہوئی تھیں' کیونکہ اس نے یہ بیان کیا کہ طرابلس کے کتب خانے میں سب طرف حضرت محمدؐ کی کتابیں ہیں' (3) اس کو آگ کے حوالے کر دیا گیا' بعض مشرقی مورخوں نے نہایت درد سے اس ناقابل تلافی نقصان کا نوحہ کیا ہے' لیکن ہمارے اس زمانے کے تاریخ نویسوں نے (یعنی عیسائیوں) میں سے ایک نے بھی اس کا ذکر نہیں کیا اور اس خاموشی سے معلوم ہوتا ہے کہ فرنگی سپاہیوں نے انتہا درجہ کی لاپرواہی کے ساتھ اس آگ کو دیکھا جس نے کتابوں کی ایک لاکھ جلدیں (4) جلا کر خاکستر کر دیں۔
(تاریخ مجاؤ ص 288)

Marfat.com

جنگ صلیبی میں فریڈرک بادشاہ جرمنی نے بھی حصہ لیا تھا لیکن تاریخ بھی اپنے آپ کو کس کس طرح دوہراتی ہے' اس جنگ کے تقریباً آٹھ سو سال بعد حسب روایت احمد بیلی:

1316ھ (1898ء) میں شہنشاہ (ولیم قیصر جرمنی) مع شہنشاہ بیگم بلاد شام کی زیارت کو آیا تھا دمشق میں اس نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"میری مسرت اور بڑھ جاتی ہے کہ میں اس شہر میں موجود ہوں جس میں وہ شخص رہتا تھا جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا آدمی تھا' شجاعت اور بسالت میں فرد تھا اور شہامت میں مقتدر' اس کی شہرت سے دنیا گونج رہی تھی' وہ شخص صلاح الدین ایوبی ہے ـــــ!"

شہنشاہ بیگم نے نہایت زریں تاج بھیجا کہ شہنشاہ کے نام سے زعیم تاریخ عرب کی قبر پر رکھ دیا جائے تاج کی پٹی پر ذیل کی عبارت مرقوم ہے:

"ویلهیلم الثانی قیصر المانیا و ملک بروسیا تذکارا"

للبطل السلطان صلاح الدین الایوبی۔"

"یعنی ولیم ثانی قیصر جرمنی بادشاہ پرشیا کی طرف سے بطل

عظیم سلطان صلاح الدین ایوبی کی خدمت میں نذر عقیدت!"

یہ کتنا بڑا خراج تحسین ہے!

آج نہ صلاح الدین زندہ ہے' نہ فریڈرک' نہ ایوبی حکومت قائم ہے' نہ قیصر جرمنی کا تاج و تخت' لیکن گزری ہوئی داستان کے یہ اوراق تا قیامت باقی رہیں گے۔

حوالہ جات

1۔ یہ کیفیت عیسائی مورخ ارنول کی لکھی ہوئی ہے' جو غالباً اس وقت یروشلم میں موجود تھا' یہی مورخ لکھتا ہے کہ "جب یروشلم سے نکلے ہوئے لوگ طرابلس میں آئے تو یہاں کے عیسائی رئیس نے شہر کے دروازے بند کرا دیئے اور اپنے سپاہیوں کو حکم

Marfat.com

دیا کہ وہ جا کر تاجروں کا مال و اسباب لوٹیں حالانکہ سلطان صلاح الدین نے ان کے مال و اسباب کا بے حد خیال رکھا تھا کہ وہ تلف نہ ہو۔" مگر یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ صلاح الدین نے یروشلم کے سب عیسائیوں کو رہا کر دیا تھا' کیونکہ تقریباً 15 ہزار جوان عیسائی تھے جو شہر میں رہ گئے تھے' یہ تحریر عمادالدین کی ہے' جسے ان لوگوں کی عورتوں اور بچوں سے حصہ ملا تھا۔ (ابو شاما ص 89)

2- اس کثرت سے آدمیوں کو ظلم سے قتل کرنے کی وجہ بعض عیسائیوں نے یہ بیان کی ہے کہ جب بادشاہ رچرڈ نے جنوب کی طرف جانے کا ارادہ کیا تھا' تو ایسی حالت میں مناسب نہ تھا کہ دشمن کے اتنے قیدیوں کو شہر میں زندہ چھوڑ دیتا' ہم خوش ہیں کہ اس سے بھی بدتر عذر اس قتل کا یہ بھی بیان ہوا ہے اور یہ عذر راجر ہوڈن نے کیا ہے' کہ دو دن پہلے خود صلاح الدین عیسائی قیدیوں کو قتل کر چکا تھا' مگر کسی مستند تاریخ میں یہ واقعہ پڑھنے میں نہیں آتا۔ (لین پول)

3- نقل کفر' کفر نہ باشد (نعوذ باللہ)

4- ابن ابی طے جو اس ذکر میں سکندریہ کے کتب خانے کے غلط مشہور واقعہ کو بیان کئے بغیر نہیں رہ سکا' کتابوں کی تعداد تین لاکھ بیان کرتا ہے اور نویری ایک لاکھ اور کتب خانہ کا بانی قاضی ابو طالب حسین کو بیان کرتا ہے۔

○ ○ ○

Marfat.com

نامور سوانح نگار ہیرلڈ لیم کی شہرۂ آفاق کتابیں

نام کتاب	مترجم
صلاح الدین ایوبی	محمد یوسف عباسی
امیر تیمور	بریگیڈیئر گلزار احمد
چنگیز خاں	عزیز احمد
سلیمان عالی شان	عزیز احمد
نور محل	حکیم حبیب الشعر دہلوی
سکندر اعظم	غلام رسول مہر
قسطنطنیہ	غلام رسول مہر
ہینی بال	سید ہاشمی فرید آبادی
بابر	سید ہاشمی فرید آبادی
کورش اعظم	وزیر الحسن عابدی
عمر خیام	جمیل نقوی
تاتاریوں کی یلغار	اختر عزیز احمد
منگول اور ان کا سردار	رئیس احمد جعفری
تین عظیم جنگجو سپہ سالار	مرتب: اسلم کھوکھر
تین عظیم فاتح	مرتب: اسلم کھوکھر
تین عظیم ڈکٹیٹر	مرتب: اسلم کھوکھر

فکشن ہاؤس
18- مزنگ روڈ، لاہور